آیات ۵۲ تا ۵۴

حضرت عیسیٰؑ کی دعوت پر بنی اسرائیل کا ردِّ عمل

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ	پھر جب محسوس کیا عیسیٰؑ نے اُن سے کفر
قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ	پوچھا کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں؟
قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ	کہا حواریوں نے ہم ہیں اللہ (کی راہ) کے مددگار
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ	ہم ایمان لاتے ہیں اللہ پر
وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾	اور (اے عیسیٰؑ!) آپ گواہ رہیے کہ بے شک ہم فرمانبردار ہیں۔
رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ	اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے اُس کلام پر جو تو نے نازل فرمایا
وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ	اور ہم نے پیروی کی رسولؑ کی
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾	پس لکھ لے ہمیں گواہوں کے ساتھ۔
وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ	اور چال چلی یہودیوں نے اور تدبیر فرمائی اللہ نے
ع ۱۳ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ ع	اور اللہ بہترین تدبیر فرمانے والا ہے۔

یہ آیات حضرت عیسیٰؑ کی دعوت کے جواب میں بنی اسرائیل کے ردِّ عمل کا ذکر کر رہی ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کی اکثریت اُن کی دعوت کا انکار کر رہی ہے اور اُن کی جان لینے کی سازشیں کر رہی ہے۔ آخر کار اُنہوں نے پکار لگائی کہ تم میں سے کون ہے جو اللہ کی خاطر میرا ساتھ دے؟ چند حواریوں نے کہا ہم اللہ کی راہ میں آپؑ کے ساتھی ہیں۔ اے ہمارے رب! ہم

آپ کی نازل کردہ تعلیمات پر ایمان لے آئے اور ہم آپ کے رسولؐ کی پیروی کر رہے ہیں۔ پس ہمیں بھی حق کی گواہی دینے والوں میں شامل فرمالے۔ پھر بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کے خلاف سازش کی اور اُنہیں صلیب دینے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر کے ذریعہ بنی اسرائیل کی سازش کو ناکام کر دیا اور حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیا۔

آیات ۵۵ تا ۵۷

حضرت عیسیٰؑ کا رفعِ آسمانی

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ	جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰؑ! بے شک میں آپؑ کو پورا پورا لینے والا ہوں
وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ	اور اٹھانے والا ہوں آپؑ کو اپنی طرف
وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور پاک کرنے والا ہوں آپؑ کو اُن سے جنہوں نے کفر کیا
وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	اور کرنے والا ہوں اُن کو جنہوں نے پیروی کی آپؑ کی غالب اُن پر جنہوں نے کفر کیا قیامت کے دن تک
ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ	پھر میری ہی طرف تم سب کا لوٹنا ہے
فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾	تو میں فیصلہ کروں گا تمہارے درمیان اُس میں تم جس میں اختلاف کرتے رہے۔
فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	پس وہ جنہوں نے کفر کیا
فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ	تو میں عذاب دوں گا اُنہیں سخت عذاب دنیا اور آخرت

	میں
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾	اور نہیں ہو گا اُن کے لیے کوئی مدد گاروں میں سے۔
وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنھوں نے عمل کیے اچھے
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ	تو اللہ پورے پورے دے گا اُنہیں اُن کے اجر
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾	اور اللہ پسند نہیں کرتا ظالموں کو۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ؑ کو بشارت دی کہ اُنہیں دشمنوں کے قتل کے ناپاک منصوبے سے محفوظ کر دیا جائے گا اور آسمان پر اٹھالیا جائے گا۔ آپؑ کو اُن تہمتوں سے بھی بری ثابت کر دیا جائے گا جو آپؑ پر کافروں نے لگائی ہیں۔ دنیا میں آپؑ کی پیروی کرنے والے عیسائیوں کو آپؑ کے دشمن یہودیوں پر غالب کر دیا جائے گا۔ آپؑ کے دشمنوں کو دنیا و آخرت میں شدید عذاب دیا جائے گا۔ آپؑ پر ایمان لا کر نیکیاں کرنے والوں کو اُن کی قربانیوں کا پورا پورا صلہ دیا جائے گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو یہودیوں پر غالب رکھا اور یہودی ریاست اسرائیل کا قیام یا آج تک بقا بھی عیسائیوں ہی کے سہارے سے ہے۔

آیات ۵۸ تا ۶۰

حضرت عیسیٰؑ کی مثال حضرت آدمؑ کی طرح ہے

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾	یہ ہے وہ ہم پڑھ رہے ہیں جسے اے نبیؐ! آپؐ پر آیات اور حکمت بھرے ذکر میں سے۔
اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ	بے شک عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے نزدیک آدمؑ کی مثال کی طرح ہے

خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ	اللہ نے پیدا فرمایا اُنہیں مٹی سے
ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾	پھر کہا اُن سے ہو جایئے (زندہ انسان) تو وہ ہو گئے۔
اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ	اے نبیؐ! حق ہے ہی آپؐ کے رب کی طرف سے
فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾	پس آپؐ نہ ہو جائیں شک کرنے والوں میں سے۔

اِن آیات میں حضرت عیسیٰؑ کو حضرت آدمؑ کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اِسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بھی بغیر والد کے ہوئی۔ اِس مثال سے عیسائیوں اور یہودیوں دونوں کی اصلاح مقصود ہے۔ عیسائیوں کو متوجہ کیا گیا کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کی بغیر والد کے پیدائش اُن کے اللہ یا اللہ کا بیٹا ہونے کی دلیل ہے تو پھر حضرت آدمؑ کا مقام تو اِس سے بھی اونچا ہونا چاہیے جو ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا کیے گئے۔ تم اُن کو تو معبود نہیں مانتے تو پھر حضرت عیسیٰؑ کو معبود کا درجہ کیوں دیتے ہو؟ یہود کی اصلاح اِس طرح کی گئی کہ جس اللہ نے حضرت آدمؑ کو مٹی سے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا، اُس کے لیے حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کرنا کون سی بڑی بات ہے جس کا تم انکار کر رہے ہو۔ نبی اکرم ﷺ سے فرمایا گیا کہ یہی حق ہے آپ ﷺ کے رب کی طرف سے سو آپ ﷺ ہر گز نہ ہوں اُن میں سے جو شک کرنے والے ہیں۔ یہ خطاب بظاہر آپ ﷺ سے ہے لیکن مراد آپ ﷺ کی امت ہے اِس لیے کہ خود آپ ﷺ کی ذات سے تو شک کرنے کا امکان ہی نہ تھا۔

آیات ۶۱ تا ۶۳

عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ	تو اے نبیؐ! جو کوئی جھگڑا کرے آپؐ سے اِس معاملے میں اِس کے بعد کہ آ چکا آپؐ کے پاس اصل علم
فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ	تو فرمایئے آ جاؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے

	بیٹوں کو
وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ	اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو
وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۟	اور ہم بھی آئیں اور تم بھی آؤ
ثُمَّ نَبْتَهِلْ	پھر ہم گڑگڑا کر دعا کریں
فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾	پس بھیجیں اللہ کی لعنت جھوٹوں پر۔
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ	بے شک یہ جو ہے یقیناً یہی ہے سچا بیان
وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ	اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے
وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾	اور بے شک اللہ ہی یقیناً زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
ع ۹ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ ع	پھر اگر وہ رخ پھیر لیں تو بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے فساد کرنے والوں کو۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ واضح حقائق آنے کے باوجود بھی اگر نجران سے آنے والا عیسائی وفد حق کو تسلیم نہ کرے تو اُسے دعوتِ مباہلہ دیجئے۔ اُسے دعوتِ دیں کہ آؤ ہم سب اپنے پورے خاندان سمیت کھلے میدان میں جمع ہوں اور اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہ جھوٹوں پر لعنت بھیجے۔ اگر عیسائی یہ دعوت قبول نہ کریں تو اللہ تعالیٰ حق کے اِن دشمنوں سے خوب واقف ہے۔ عیسائیوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر غور کے لیے باہم مشورہ کیا۔ ایک ہوشمند بوڑھے نے کہا: اے گروہِ نصاریٰ! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیلؑ میں سے ایک نبیؐ بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ ممکن ہے یہ وہی نبیؐ ہو۔ جو باتیں اُس نے کہی ہیں وہ صاف اور فیصلہ کن ہیں۔ اگر یہ فی الواقع وہی نبی ہوا اور تم لوگوں نے مباہلہ کیا تو تمہاری کیا، تمہاری نسلوں کی بھی خیر نہ ہوگی۔ بہتر یہی کہ ہم اِن سے صلح کر لیں اور اپنے وطن کو لوٹ جائیں۔ چنانچہ دوسرے دن اُنہوں نے آپ ﷺ سے صلح کی درخواست کی اور جزیہ ادا

کرنا قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے اُن پر جزیہ مقرر فرمایا جس کی وصولی کے لیے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو امینِ امت کا خطاب عنایت فرما کر اُن کے ساتھ بھیجا۔

آیت ۶۴

دعوت کا خوبصورت اسلوب

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ! فرمایئے اے اہلِ کتاب!
تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ	آؤ اُس بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان
اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ	کہ ہم عبادت نہ کریں مگر اللہ کی
وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا	اور شریک نہ کریں اُس کے ساتھ کسی چیز کو بھی
وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	اور نہ بنالے ہم میں سے کوئی کسی کو رب اللہ کے سوا
فَاِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر وہ رخ پھیر لیں
فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾	تو کہہ دو گواہ رہنا کہ ہم تو فرمانبردار ہیں (اللہ کے)۔

اِس آیت میں اہلِ کتاب کو بڑے خوبصورت اسلوب میں دعوت دی گئی ہے کہ آؤ ایک مشترکہ حقیقت کی طرف۔ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اِس آیت میں دعوت و تبلیغ کا ایک اہم اصول بیان کیا گیا ہے۔ اگر کسی ایسے گروہ کو دعوت دینا مقصود ہو جس کے ساتھ عقائد و نظریات میں اختلاف ہو تو دعوت کی بنیاد اُن نکات کو بنایا جائے جس پر داعی اور مدعو دونوں کا اتفاق ہو سکتا ہو۔ مزید یہ کہ جب دلائل واضح ہونے کے بعد بھی کوئی حق کو نہ مانے تو اتمامِ حجت کے لیے اپنا موقف ظاہر کر کے کلام ختم کر دینا چاہیے اور بحث و تکرار کرنا مناسب نہیں ہے۔

آیات ۶۵ تا ۶۸

اہلِ کتاب کو حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کی دعوت

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے اہلِ کتاب !
لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ	تم کیوں جھگڑتے ہو ابراہیمؑ کے بارے میں
وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ	اور نہیں نازل کی گئی تورات اور انجیل مگر اُن کے بعد
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾	تو کیا تم سمجھتے نہیں؟
هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ	دیکھو یہ تم لوگ ہو جنہوں نے جھگڑا کیا اُس بات میں تمہیں جس کا علم تھا
فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ	تو تم کیوں جھگڑتے ہو اُس بات میں نہیں ہے تمہیں جس کا علم
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾	اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔
مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا	نہیں تھے ابراہیمؑ یہودی اور نہ ہی عیسائی
وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ	اور لیکن وہ تھے یکسو فرمانبردار
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾	اور وہ نہیں تھے شرک کرنے والوں میں سے۔
اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ	بے شک تمام لوگوں میں زیادہ قریب ابراہیمؑ کے یقیناً وہ ہیں جنہوں نے پیروی کی اُن کی

وَهٰذَا النَّبِيُّ	اور یہ نبیؐ ہیں
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ ہیں جو (نبیؐ پر) ایمان لائے
وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾	اور اللہ مومنوں کا دوست ہے۔

مسلمانوں یہود اور عیسائیوں تینوں کے درمیان حضرت ابراہیمؑ کی ہستی کے تقدس پر اتفاق ہے۔البتہ یہود کا دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیمؑ یہودی تھے اور عیسائی اُنہیں اپنے مذہب کا علمبردار کہتے تھے۔اِن آیات میں کہا گیا ذرا سوچو! یہودی وہ ہیں جو تورات کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں اور عیسائی وہ ہیں جو خود کو انجیل کا پیروکار کہتے ہیں۔یہ دونوں کتابیں تو حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے مدتوں بعد نازل ہوئیں تو پھر حضرت ابراہیمؑ یہودی یا عیسائی کیسے ہو سکتے ہیں؟ بہتر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے اُسوہ کی پیروی کی جائے جو یہودی یا عیسائی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی کرنے والے تھے۔اب حضرت ابراہیمؑ کے راستہ پر چلنے والے ہیں نبی اکرم ﷺ اور اُن پر ایمان لانے والے صحابہ کرامؓ۔اللہ تعالیٰ ایسے ہی نیکوکاروں کا دوست ہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۱

اہلِ کتاب کی مسلمانوں سے دشمنی

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ	اور چاہا ہے ایک گروہ نے اہلِ کتاب میں سے کاش! وہ گمراہ کر دیں تمہیں (اے مسلمانو!)
وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ	اور وہ گمراہ نہیں کرتے مگر اپنے ہی آپ کو
وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾	اور وہ اِس کو سمجھتے نہیں ہیں۔
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اے اہلِ کتاب! تم کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیات کا
وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾	حالانکہ تم خود گواہی دیتے ہو (کہ وہ برحق ہیں)۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ	اے اہلِ کتاب! کیوں ملاتے ہو حق کو باطل کے ساتھ
ع ۱۵ وَ تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾	اور کیوں چھپاتے ہو حق کو جبکہ تم جانتے ہو۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب خصوصاً یہود کی مسلمانوں سے دشمنی اور اِسی کی وجہ سے اُن کے چند کرتوتوں کا ذکر ہے۔ وہ خود تو ہیں ہی گمراہ، مسلمانوں کو بھی گمراہ کر کے ایمان سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ نبی ﷺ کی پاکیزہ زندگی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کے حیرت انگیز اثرات اور قرآن میں وارد شدہ بلند پایہ مضامین ایسی روشن آیات تھیں کہ اہلِ کتاب جان چکے تھے کہ آپ ﷺ واقعی سچے نبی ہیں۔ کبھی کبھی حق کی زبردست طاقت سے مجبور ہو کر وہ آپ ﷺ کے برحق ہونے کا اعتراف بھی کر لیتے تھے۔ اِسی وجہ سے قرآنِ حکیم اُنہیں الزام دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جن آیات کی حقانیت پر تم خود گواہی دیتے ہو، اُنہیں جان بوجھ کر جھٹلا رہے ہو۔ اُن کو اِس جرم پر بھی قرآنِ حکیم ملامت کرتا ہے کہ تورات کی جن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی نشانیاں بیان ہوئی ہیں، اُن میں وہ تحریف کرتے تھے یا اُنہیں چھپانے کی کوشش کرتے تھے۔

آیات ۷۲ تا ۷۴

شعوری منافقت، یہود کی سازش

وَ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	اور کہا ایک گروہ نے اہلِ کتاب میں سے
اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ	ایمان لاؤ اُس کلام پر جو نازل کیا گیا ہے اُن پر جو ایمان لائے دن کے شروع میں
وَ اكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ	اور انکار کرو دن کے آخر میں
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾	شاید کہ وہ بھی پھر جائیں (ایمان سے)۔
وَ لَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ	اور بات نہ ماننا مگر اُس کی جو پیروی کرے تمہارے دین

	کی
قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک اصل ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے
اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ	کہ دی جائے (وہ ہدایت) کسی اور کو جیسے تمہیں دی گئی تھی
اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ	یا وہ جھگڑا کریں تم سے تمہارے رب کے پاس
قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ	فرمایئے بے شک سب فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ	وہ دیتا ہے اُسے جسے چاہے
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾	اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ	وہ خاص کر لیتا ہے اپنی رحمت سے جسے چاہے
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اِن آیات میں یہود کی ایک سازش کا ذکر ہے۔ اُنہیں اِس بات پر شدید جلن تھی کہ مسلمان ہونے کے بعد کوئی شخص اِس دین سے نہیں پلٹتا۔ اسلام کی اِس ساکھ کو نقصان پہنچانے کے لیے اُنہوں نے طے کیا کہ صبح کے وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ اور شام کے وقت اسلام چھوڑنے کا اعلان کر دو۔ شاید اِس عمل سے کچھ لوگ شکوک و شبہات کا شکار ہو کر اسلام سے دور ہو جائیں۔ یہ ہے شعوری منافقت کی سازش۔ قرآنِ حکیم میں زیادہ تر بیان غیر شعوری منافقین کا ہے جو صدقِ نیت سے مسلمان ہوئے لیکن دین کی ذمہ داریوں سے گھبرا کر اور مال و جان کی قربانی سے گریز کر کے ایمانِ حقیقی کی دولت سے محروم ہو گئے۔ یہود سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت وہ دولت اور نعمت ہے جو پہلے تمہیں ملی تھی اور اب مسلمانوں کو عطا کی گئی ہے۔ اِس ہدایت کی بنیاد پر مسلمان روزِ قیامت تمہاری شرارتوں اور سازشوں کے خلاف گواہی دیں گے اور تمہیں اپنے کیے کی سزا مل کر رہے گی۔

آیات ۷۵ تا ۷۷

اہلِ کتاب میں نیک بھی ہیں اور برے بھی

وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ	اور اہلِ کتاب میں سے ایسا (دیانت دار) بھی ہے کہ اگر آپؐ امانت رکھائیں اُس کے پاس ڈھیروں مال
يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ	وہ لوٹادے گا اُسے آپؐ کی طرف
وَ مِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ	اور اُن میں سے ایسا بھی ہے کہ اگر آپؐ امانت رکھائیں اُس کے پاس ایک دینار
لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ	وہ نہیں لوٹائے گا اُسے آپؐ کی طرف
اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا	مگر جب تک آپؐ رہیں اُس پر کھڑے
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا	یہ اِس لیے کہ اُنھوں نے کہا
لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ	نہیں ہے ہم پر اَن پڑھوں کے معاملہ میں کوئی گرفت
وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾	اور وہ بولتے ہیں اللہ پر جھوٹ جبکہ وہ جانتے ہیں۔
بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَ اتَّقٰى	کیوں نہیں! جس نے پورا کیا اپنا عہد اور پرہیزگاری اختیار کی
فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾	تو بے شک اللہ پسند فرماتا ہے پرہیزگاروں کو۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا	بے شک جو لوگ لیتے ہیں اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت

قَلِيْلًا	
اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ	یہ وہ لوگ ہیں کہ نہیں ہے کوئی حصہ اُن کے لیے آخرت میں
وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	اور نہیں بات کرے گا اُن سے اللہ اور نہ دیکھے گا اُن کی طرف روزِ قیامت
وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ	اور نہ ہی پاک کرے گا اُنہیں
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

یہ آیات اہلِ کتاب کے اچھے اور برے لوگوں کا ذکر کر رہی ہیں۔ اُن میں ایسے دیانت دار بھی ہیں کہ اگر اُن کے پاس بطورِ امانت خزانہ رکھ دیا جائے تو وہ لوٹا دیتے ہیں۔ گویا دعوت کا اسلوب یہ ہو کہ مخاطب میں موجود خیر کی تحسین کی جائے تاکہ مخاطب کو احساس ہو کہ مسلمانوں میں عدل ہے اور وہ محض ضد کی بنیاد پر کسی گروہ سے دشمنی نہیں کر رہے۔ البتہ آگاہ کیا گیا کہ اہلِ کتاب میں سے اکثر خائن ہیں اور ایک دینار کی امانت بھی لوٹانے کو تیار نہیں ہوتے۔ اِس کی وجہ اُن کا یہ خود ساختہ تصور ہے کہ غیرِ یہودی کے ساتھ زیادتی کے حوالے سے ہماری پکڑ نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ جو اُس کے ساتھ عہدِ بندگی وفا کرے گا اور اُس کی نافرمانی سے بچے گا تو وہ اُس کا محبوب قرار پائے گا۔ اِس کے برعکس جن لوگوں نے اپنے عہدِ بندگی کا دنیا کے حقیر سے مفادات کے عوض سودا کیا، اُن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت نہ اُن سے کلام کرے گا، نہ اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی سزا دے کر اُنہیں گناہوں کی آلائش سے پاک کر کے جہنم سے نکالے گا۔

آیت ۷۸

یہود کا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تحریف کرنا

وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ	اور بے شک اُن میں سے یقیناً ایک گروہ وہ بھی ہے جو موڑتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب پڑھتے ہوئے
لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ	تاکہ تم سمجھو کہ وہ (عبارت) بھی کتاب میں سے ہے
وَ مَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ	حالانکہ وہ نہیں ہے کتاب میں سے
وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اور کہتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہے
وَ مَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	حالانکہ وہ نہیں ہے اللہ کی طرف سے
وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾	اور وہ بولتے ہیں اللہ پر جھوٹ جبکہ وہ جانتے ہیں۔

اِس آیت میں یہود کا یہ جرم بیان کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہوئے بعض من گھڑت باتیں اِس طرح بیان کرتے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ بھی اللہ کی کتاب کا حصہ ہیں۔ گویا وہ گھڑی ہوئی باتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرکے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اِس جرم کا ارتکاب ہمارے ہاں بھی بعض علمائے سوء کرتے ہیں۔ خطیبوں اور واعظوں کی عموماً یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ قرآن کی آیات اور اِن کے معانی کو تو خوش آوازی اور لے کے ساتھ پڑھتے ہیں اور تشریح عام گفتگو کے لہجہ میں کرتے ہیں۔ علماء سوء تشریح کے الفاظ کی ادائیگی بھی اُسی لب ولہجہ میں کرتے ہیں جس میں وہ قرآن اور اُس کے ترجمہ کی کرتے ہیں۔ سننے والے سمجھتے ہیں کہ یہ تشریح بھی قرآن ہی کا حصہ ہیں۔ لوگوں کو فریب دینے اور اپنے خیالات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دینے کی یہ ایک بدترین صورت ہے۔ اِس کا گلہ اقبال نے یوں کیا ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

آیات ۷۹ تا ۸۰

کسی نبیؑ کے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ شرک کی تعلیم دے

مَا كَانَ لِبَشَرٍ	نہیں ہے کسی انسان کے لائق
اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ	کہ دے اُسے اللہ کتاب اور حکمت اور نبوت
ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ	پھر وہ کہے لوگوں سے
كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	تم بن جاؤ میرے بندے اللہ کو چھوڑ کر
وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ	اور لیکن (وہ تو یہی کہے گا کہ) ہو جاؤ رب والے
بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ	جیسا کہ تم خود تعلیم دیتے ہو کتاب کی
وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾	اور جیسا کہ تم خود بھی پڑھتے ہو۔
وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ	اور نہ ہی حکم دے گا تمہیں کہ تم بنالو فرشتوں اور نبیوں کو رب
اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ	کیا وہ حکم دے گا تمہیں کفر کا
بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ ع	اِس کے بعد کہ تم مسلمان ہو؟

ع ۱۲

اِن آیات میں اُن تمام تصورات کی نفی ہے جو مختلف قوموں نے انبیاءؑ کی طرف منسوب کر کے اپنی مذہبی کتابوں میں شامل کر دیے ہیں اور جن کی رو سے کوئی نبی یا فرشتہ بھی معبود قرار پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءؑ بالخصوص حضرت عیسیٰؑ کو اِس بہتان سے بری کیا کہ اُنہوں نے لوگوں کو شرک کی راہ دکھائی۔ فرمایا کہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو نبوت پر سرفراز فرمائے، اُسے کتاب اور حکمت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ مجھے یا کسی اور نبیؑ کو یا فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر دو۔ شرک کے لیے دلیل نہ کسی الہامی کتاب میں ہے، نہ کسی نبیؑ کی تعلیمات میں ہے اور نہ ہی عقل کو اِس کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔

آیات ۸۱ تا ۸۲

انبیاء کرامؑ سے عہدِ خاص

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ	اور جب لیا اللہ نے انبیاءؑ کا عہد
لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ	جب میں دوں تمہیں کتاب اور حکمت میں سے
ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ	پھر تمہارے پاس آئے رسول جو تصدیق کرنے والا ہو اُس کی جو تمہارے پاس ہے
لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ	تم ضرور ایمان لانا اُس پر اور ضرور مدد کرنا اُس کی
قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ	پوچھا اللہ نے کیا تم نے اقرار کیا اور قبول کیا اِس پر میرا عہد؟
قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا	عرض کیا انبیاءؑ نے کہ ہم نے اقرار کیا
قَالَ فَاشْهَدُوْا	فرمایا اللہ نے تو گواہ رہو
وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۸۱	اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ	تو جو کوئی پھر جائے (اِس عہد سے) اِس کے بعد
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾	پس ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔

اِن آیات میں اُس خصوصی عہد کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ سے ازل میں لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبیؑ کو پابند فرمایا کہ اگر اُس کی موجودگی میں کوئی ایسا رسولؑ آجائے جو اُس کی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہو تو تم اُس پر ایمان لانا اور اُس کا ساتھ دینا۔ تمام انبیاءؑ نے اِس عہد کی پاسداری کا وعدہ کیا۔ اب اگر کوئی شخص کسی نبیؑ پر ایمان کا اقرار کرتا ہے تو وہ بھی اُس عہد کا پابند ہوگا جو اُس کے نبیؑ نے کر رکھا ہے۔ اہلِ کتاب جو اپنے انبیاءؑ پر ایمان کا دعوی کرتے تھے، اُن پر لازم تھا کہ وہ آخری رسول ﷺ پر ایمان لائیں اور اُن کا ساتھ دیں۔ اُنہیں متنبہ کیا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے اُس عہد کو توڑ رہے ہو جو تمہارے انبیاءؑ سے لیا گیا تھا، لہٰذا اب تم فاسق ہو چکے ہو۔ واضح رہے کہ نبی اکرم ﷺ سے پہلے ہر نبیؑ سے یہ عہد لیا گیا تھا اور ہر نبیؑ نے اپنی امت کو بعد کے آنے والے نبیؑ کی خبر دی اور اُس کا ساتھ دینے کی ہدایت کی۔ لیکن قرآن و حدیث میں کہیں بھی اِس کا ذکر نہیں کہ آپ ﷺ سے ایسا عہد لیا گیا ہو یا آپ ﷺ نے اپنی امت کو کسی بعد کے آنے والے نبیؑ کی خبر دے کر اُس پر ایمان لانے کی ہدایت فرمائی ہو۔ اِس کے برعکس قرآنِ حکیم میں آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد تا قیامت کوئی نبی نہیں آئے گا۔ البتہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰؑ ضرور نازل ہوں گے مگر اُس وقت اُن کی حیثیت آپ ﷺ کے پیروکار کی ہوگی یعنی وہ شریعت محمدیہ ﷺ پر ہی عمل کریں گے۔

آیت ۸۳

پوری کائنات کا دین اسلام ہے

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ	تو کیا وہ اللہ کے دین کے سوا کچھ اور تلاش کرتے ہیں
وَ لَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	حالانکہ اُسی کی فرمانبرداری کر رہا ہے جو بھی آسمانوں اور اور زمین میں ہے

طَوْعًا وَّ كَرْهًا	خوشی سے اور مجبوری سے
وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾	اور اُسی کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے۔

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ پوری کائنات دینِ اسلام پر عمل پیرا ہے۔ اسلام کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری۔ کائنات کی ہر شے مجبور ہے کہ وہ اُس ضابطہ اور قانون کی پیروی کرے جو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ انسان کی خیر بھی اِسی میں ہے کہ وہ کائنات کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر انفرادی واجتماعی ہر سطح پر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے۔

آیت ۸۴

ہر نبیؑ پر ایمان لانا ضروری ہے

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا	اے نبیؐ! فرمایئے ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس کلام پر جو نازل کیا گیا ہم پر
وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ	اور جو نازل کیا گیا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اُن کے بیٹوں پر
وَ مَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪	اور جو دیا گیا موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور تمام انبیاءؑ کو اُن کے رب کی طرف سے
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ	ہم فرق نہیں کرتے کسی ایک کے درمیان بھی اُن میں سے
وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾	اور ہم اللہ ہی کے فرمانبردار ہیں۔

یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ ایمان صرف اُسی کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول ہے جو ہر نبیؑ پر ایمان رکھے اور کسی ایک نبیؑ کا بھی انکار نہ کرے۔ نبی اکرم ﷺ کے آنے کے بعد یہ نعمت حاصل ہے صرف امتِ محمد ﷺ کو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف امتِ محمد ﷺ ہی کا شمار مومنین میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس ایمان کے ساتھ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۸۵

اسلام کے سوا اور کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا	اور جو کوئی چاہے اسلام کے سوا کوئی اور دین
فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ	تو وہ ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اُس سے
وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾	اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔

اِس آیت میں واضح اعلان کر دیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا دین یعنی اسلام اپنی مکمل صورت میں آ پہنچا تو کوئی جھوٹا یا نامکمل دین قبول نہیں کیا جا سکتا۔ طلوعِ آفتاب کے بعد مٹی کے چراغ جلانا یا گیس، بجلی اور ستاروں کی روشنی تلاش کرنا کھلی حماقت ہے۔ مقامی نبوتوں اور ہدایتوں کا عہد گزر چکا۔ اب سب سے بڑی آخری اور عالمگیر نبوت و ہدایت سے ہی روشنی حاصل کرنی چاہیے کہ یہی تمام روشنیوں کا وہ خزانہ ہے جس میں پہلی تمام روشنیاں مدغم ہو چکی ہیں۔ یہ کہنا غلط ہے کہ سب ہی دین ٹھیک ہیں۔ سب ہی نیکی کی دعوت دیتے ہیں۔ نہ ایسا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ ایسے لوگ غیر مسلموں کے باطل دین کی تعریف کر کے اُن کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں۔ غیر مسلموں کی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اُنہیں بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے اور جو یہ دین قبول نہ کرے گا وہ آخرت میں بدترین خسارے سے دوچار ہوگا۔

آیات ۸۶ تا ۸۹

حق پہچان لینے کے بعد کفر کرنے کا انجام

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ	کیسے ہدایت دے اللہ اُس قوم کو جنہوں نے کفر کیا ہے اپنے ایمان کے بعد
وَ شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ	اور اُنہوں نے گواہی دی کہ بے شک رسولؐ حق پر ہیں
وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ	اور آچکی ہیں اُن کے پاس واضح نشانیاں
وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ	یہ لوگ ہیں جن کا بدلہ ہے
اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾	کہ اُن پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی۔
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	ہمیشہ رہنے والے ہیں اِس میں
لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ	ہلکا نہیں کیا جائے گا اُن سے عذاب
وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾	اور نہ ہی اُنہیں مہلت دی جائے گی۔
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا	سوائے اُن کے جنہوں نے توبہ کی اِس کے بعد اور اصلاح کر لی
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات خبر دار کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کفر کرنے والے ایسے اہلِ کتاب کو ہدایت نہ دے گا جو دلی طور پر جان چکے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور اُن کا پیش کردہ دین، اسلام ہی برحق دین ہے۔ وہ اپنی محفلوں میں اِس حقیقت کی گواہی بھی دیتے رہتے ہیں۔ اب اگر وہ محض ضد اور تعصب کی وجہ سے کفر کر رہے ہیں تو ایسے ظالموں پر اللہ، فرشتے اور تمام انسان لعنت بھیجتے ہیں۔ اگر اُنہوں نے اِس روش سے توبہ نہ کی تو ہمیشہ ہمیش کے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۹۰ تا ۹۱

کفر پر اڑے رہنے کا انجام

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ	بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے ایمان کے بعد
ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا	پھر بڑھتے چلے گئے کفر میں
لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ	ہر گز قبول نہ کی جائے گی اُن کی توبہ
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾	اور وہی لوگ گمراہ ہیں۔
اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا
وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ	اور مر گئے اِس حال میں کہ وہ کافر تھے
فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا	تو ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اُن میں سے کسی سے زمین بھر سونا
وَّ لَوِ افْتَدٰی بِهٖ	اور خواہ وہ فدیہ میں دے اِسے
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ	یہ وہ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے

وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ ع	اور نہیں ہوگا اُن کے لیے کوئی مددگاروں میں سے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جن بد نصیبوں نے حق واضح ہونے کے بعد کفر کیا اور کفر میں بڑھتے چلے گئے تو اُنہیں توبہ کرنے کی توفیق سے محروم کر دیا جائے گا۔ وہ اللہ کی نگاہ میں گمراہ قرار پائیں گے۔ روزِ قیامت عذاب سے بچنے کے لیے وہ زمین بھر سونا بھی اگر فدیہ میں دینا چاہیں تو قبول نہ کیا جائے گا اور کوئی اُن کی مدد کو نہ آئے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت ۹۲

نیکی کا مظہرِ اوّل... محبوب شے کا انفاق

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ	تم ہر گز نہیں پہنچ سکتے نیکی کو
حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ	یہاں تک کہ تم خرچ کرو اُس میں سے جو تم پسند کرتے ہو
وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ	اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو کسی چیز میں سے
فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۲﴾	تو بلاشبہ اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ نیکی کی حقیقت تک رسائی کا ذریعہ ہے اپنی محبوب شے کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کر دینا۔ یہود کے علماء سوء نے نیکی کا محدود تصور لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دیا تھا۔ وہ چند ظاہری اور نمائشی نیکیوں کے نیچے تنگ دلی، حرص، بخل، حق پوشی اور حق فروشی کے عیوب چھپائے ہوئے تھے اور لوگ اُنہیں نیک سمجھتے تھے۔ ارشاد ہوا کہ نیکی کی اصل روح ہے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت۔ ایسی محبت کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا تصور بھی نہ کرے اور اُسے رضائے الٰہی کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی چیز عزیز تر نہ ہو۔ جس چیز کی محبت بھی آدمی کے دل پر اتنی غالب آجائے کہ وہ اُسے اللہ تعالیٰ کی محبت پر قربان نہ کر سکتا ہو، بس وہی بت ہے اور جب تک اُس بت کو آدمی توڑ نہ دے، نیکی کے دروازے اُس پر بند ہیں۔ ساتھ ہی واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر فعل سے واقف ہے لہٰذا دکھاوا کر کے نیکی کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

آیات ۹۳ تا ۹۵

من گھڑت بات، اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا ظلم ہے

کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ	تمام ہی کھانے حلال تھے بنی اسرائیل کے لیے

اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِیۡلُ عَلٰی نَفۡسِہٖ	سوائے اُس کے جسے حرام کیا اِسرائیل نے اپنے اوپر
مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰىۃُ ؕ	اِس سے پہلے کہ نازل کی جاتی تورات
قُلۡ فَاۡتُوۡا بِالتَّوۡرٰىۃِ فَاتۡلُوۡہَاۤ	اے نبیؐ! فرمایئے پس لاؤ تورات پھر پڑھو اُسے
اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۹۳﴾	اگر تم سچے ہو۔
فَمَنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ	تو جس نے گھڑا اللہ پر جھوٹ اِس کے بعد
فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۹۴﴾	پس وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔
قُلۡ صَدَقَ اللّٰہُ ۟	اے نبیؐ! بتا دیجئے سچ فرمایا اللہ نے
فَاتَّبِعُوۡا مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ	پس پیروی کرو ابراہیمؑ کے راستے کی جو بالکل یکسو تھے
وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۹۵﴾	اور نہیں تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے۔

اِن آیات میں یہود کے ایک جھوٹے الزام کا جواب دیا جارہا ہے۔ شریعت محمدی ﷺ میں اونٹ کا گوشت حلال قرار دیا گیا۔ یہ بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھا۔ حضرت یعقوبؑ نے بوجوہ اونٹ کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا۔ بنی اسرائیل نے حضرت یعقوبؑ کی پیروی میں اونٹ کے گوشت کو ہی حرام قرار دے دیا۔ جب شریعت محمد ﷺ میں اونٹ کے گوشت کو جائز قرار دیا گیا تو اُنہوں نے ایک طوفان اٹھا دیا کہ حرام شے کو حلال کیا جارہا ہے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی کتاب تورات سے دلیل لاؤ کہ کہاں اللہ نے اونٹ کا گوشت حرام قرار دیا ہے؟ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف خود ساختہ شریعت منسوب کریں گے وہی ظالم ہیں۔ بہتر ہے کہ بنی اسرائیل جھوٹ بولنا چھوڑ دیں اور اپنے جد امجد حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کریں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے فرمانبردار تھے اور اُس کے ساتھ کسی بھی قسم کا شرک کرنے والے نہ تھے۔

آیات ۹۶ تا ۹۷

عظمتِ کعبہ اور فرضیتِ حج

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ	بے شک پہلا (عبادت) خانہ جو بنایا گیا لوگوں کے لیے وہی ہے جو مکہ میں ہے
مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۚ﴿۹۶﴾	برکت والا اور ہدایت (کا مرکز) ہے تمام جہان والوں کے لیے۔
فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۚ	اس میں واضح نشانیاں ہیں، مقام ابراہیمؑ ہے
وَ مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ	اور جو داخل ہوا اِس میں وہ ہو گیا محفوظ
وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ	اور اللہ کے لیے لوگوں پر (فرض) ہے اِس گھر کا حج کرنا
مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ	جو کوئی بھی استطاعت رکھتا ہو اِس کی طرف راستہ (اختیار کرنے) کی
وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۷﴾	اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تمام جہان والوں سے غنی ہے۔

یہودیوں کو اعتراض تھا کہ تم نے بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کو قبلہ کیوں بنایا، حالانکہ پچھلے تمام انبیاءؑ کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ کرۂ ارضی پر پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا وہ شہرِ مکہ میں واقع خانہ کعبہ ہے۔ بقولِ اقبال ؎

دنیا کے بت کدوں میں، پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اُس کے پاسباں ہیں، وہ ہے پاسباں ہمارا

خانہ کعبہ بڑی مادی و روحانی برکات کا حامل ہے۔اِس گھر کے طفیل لوگوں کے لئے رزق کے وسیع ذرائع پیدا ہوئے اور روحانی اعتبار سے ایسی بڑی بڑی نیکیوں کے مواقع میسر آئے جن کا اجر بھی کئی گنا زیادہ ملنے کی نوید ہے۔عام مساجد کے مقابلہ میں یہاں کی نماز کا اجر ایک لاکھ گنا زیادہ ہے۔یہ گھر تمام جہان والوں کے لئے ہدایت یعنی زندگی کے رخ کی تبدیلی کا ذریعہ ہے۔اِس گھر میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کی کئی نشانیاں ہیں اور خاص طور پر مقامِ ابراہیمؑ کے نام سے موسوم پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے اِس گھر کی تعمیرِ نو کی تھی۔اِس گھر کے اطراف حدودِ حرم ہیں جہاں ہر طرح کا جنگ و جدال منع ہے۔جو شخص بھی مال، صحت، امن و امان کے اعتبار سے اِس قابل ہو کہ خانہ کعبہ آسکے، اُس پر اِس گھر کا حج لازم ہے۔جس شخص نے باوجود استطاعت کے اِس گھر کا حج نہ کیا تو ایسا کرنا حقیقت کے اعتبار سے کفر ہے۔حج و دیگر عبادات بندوں ہی کے لیے باعثِ خیر اور اجر و ثواب ہیں۔اللہ تعالیٰ کو بندوں کی عبادت کی قطعاً کوئی حاجت نہیں۔

آیات ۹۸تا۹۹

اہلِ کتاب کی اسلام دشمنی

قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ	اے نبیؐ! فرمایئے اے اہلِ کتاب!
لِمَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ	کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیات کا
وَاللّٰهُ شَهِيۡدٌ عَلٰى مَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۸﴾	حالانکہ اللہ گواہ ہے اُس پر جو تم کرتے ہو۔
قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ	فرمایئے اے اہلِ کتاب!
لِمَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ	کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے اُسے جو ایمان لاچکا
تَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا	تم تلاش کرتے ہو اللہ کی راہ میں عیب
وَّاَنۡتُمۡ شُهَدَآءُ	حالانکہ تم (اِس کے برحق ہونے کے) گواہ ہو

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس سے جو عمل تم کر رہے ہو۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب خصوصاً یہود کے اسلام کے خلاف خبثِ باطن کا ذکر ہے۔ یہود اسلام قبول کرنے والوں کو طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جھوٹ بولتے کہ محمد ﷺ وہ نبی نہیں ہیں جن کی بشارت ہماری کتابوں میں دی گئی ہے۔ اگر یہ وہی نبی ہوتے تو قبلہ کیوں تبدیل کرتے حالانکہ سب انبیاءؑ کا قبلہ بیت المقدس رہا ہے۔ اُونٹ کے گوشت کو کیوں حلال کرتے جو ہماری شریعت میں حرام ہے۔ اِن آیات میں یہود کو ملامت کی گئی کہ کیوں اللہ تعالیٰ کی آیات کو برحق جانتے ہوئے بھی اُن کا انکار کر رہے ہو؟ کیوں دینِ اسلام پر بے بنیاد اعتراضات کرتے ہو اور لوگوں کو اِس کی طرف آنے سے روکتے ہو جبکہ تم جانتے ہو کہ یہی دینِ حق ہے؟ اللہ تعالیٰ تمہارے اِن کرتوتوں سے واقف ہے۔ اگر تم باز نہ آئے تو برے انجام سے دوچار ہو گے۔

آیات ۱۰۰ تا ۱۰۱

اہلِ کتاب کی مسلمانوں سے دشمنی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	اگر تم کہا مانو گے ایک گروہ کا اُن لوگوں میں سے جنہیں دی گئی کتاب
يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾	وہ بنا دیں گے تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر۔
وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ	اور تم کیسے کفر کرو گے
وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ	حالانکہ تلاوت کی جاتی ہیں تم پر اللہ کی آیات
وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ	اور تمہارے درمیان اُس کے رسولؐ موجود ہیں

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ	اور جو کوئی چمٹ گیا اللہ سے
ع فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾	تو یقیناً اُسے ہدایت دے دی گئی سیدھے راستہ کی۔

یہ آیات اہلِ ایمان کو آگاہ کر رہی ہیں کہ اہلِ کتاب کا ایک گروہ اسلام دشمنی کی آخری حد تک پہنچ چکا ہے۔ وہ خود تو گمراہ ہے، اب دوسروں کو بھی گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر تم نے اُس کی بات مانی تو وہ تمہیں ایمان کی پونجی سے محروم کر کے کافر بنادے گا۔ ذرا سوچو تم کیسے کفر کرو گے جبکہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول ﷺ موجود ہیں جو تمہیں اُس کی آیات سنا رہے ہیں؟ خوش نصیب ہے وہ جو اللہ کے کلام سے چمٹ جائے۔ ایسے ہی لوگ ہدایت کی نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴

فوز و فلاح کے لیے سہ نکاتی لائحۂ عمل

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ	بچو اللہ کی نافرمانی سے جیسا اُس کی نافرمانی سے بچنے کا حق ہے
وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾	اور ہرگز نہ مرنا مگر اِس حال میں کہ تم فرمانبردار ہو۔
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا	اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی کو سب مل کر
وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠	اور جدا جدا نہ ہو
وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً	اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر جب تم دشمن تھے
فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ	تو اللہ نے الفت ڈال دی تمہارے دلوں میں

فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ	پھر تم ہوگئے اُس کی نعمت سے بھائی بھائی
وَ کُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ	اور تم تھے آگ کے گڑھے کے کنارے پر
فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا	پس اللہ نے بچالیا تمہیں اُس سے
کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ	اِسی طرح سے واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیات
لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾	تاکہ تم ہدایت حاصل کرو۔
وَ لۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ	اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو بلائے خیر کی طرف
وَ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ	اور حکم دے نیکی کا
وَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ	اور روکے برائی سے
وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾	اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو فوز و فلاح کے حصول کے لیے ایک سہ نکاتی لائحۂ عمل دیا گیا ہے:

i- ہر فرد اپنی انفرادی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ایسے بچے جیسے کہ اُس کی نافرمانی سے بچنے کا حق ہے یعنی زندگی کے ہر گوشے میں اُس کی اطاعت کرے۔ زندگی کے ہر لمحہ میں اِس طرح محتاط رہے کہ اُسے موت نہ آئے مگر حالتِ فرمانبرداری میں۔

ii- اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ کی رسی یعنی قرآن کی بنیاد پر باہم متحد ہو کر ایک حزب اللہ بنائیں اور باہم تفرقہ سے بچیں۔ طے کر لیں کہ قرآنِ کریم کا پڑھنا، سمجھنا، اُس کے انفرادی احکامات پر عمل کرنا، اُس کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کی کوشش کرنا اور اُس کی تعلیمات کو عام کرنا ہی ہمارا مشترکہ مشن ہے۔

iii- قرآن کی بنیاد پر قائم ہونے والی حزب اللہ اب لوگوں کو قرآن سے جوڑنے کی کوشش کرے، ہر نیکی کو عام کرے اور ہر برائی کو روکنے کی جدوجہد کرے۔ آخر میں خوشخبری دی گئی کہ اِس سہ نکاتی لائحہ عمل پر چلنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۹

روزِ قیامت کچھ چہرے روشن اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے

وَ لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ تَفَرَّقُوۡا	اور نہ ہو جانا اُن کی طرح جو جدا جدا ہو گئے
وَ اخۡتَلَفُوۡا	اور انہوں نے اختلاف کیا
مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ ؕ	اِس کے بعد کہ آچکی تھیں اُن کے پاس واضح تعلیمات
وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۙ﴿۱۰۵﴾	اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بڑا عذاب ہے۔
يَّوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ ۚ	اُس دن روشن ہوں گے کچھ چہرے اور سیاہ ہوں گے کچھ چہرے
فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اسۡوَدَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ ۫	تو وہ کہ سیاہ ہوں گے جن کے چہرے
اَكَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ	(اُنہیں کہا جائے گا) کیا تم نے کفر کیا اپنے ایمان کے بعد؟
فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ﴿۱۰۶﴾	تو چکھو عذاب اِس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔

وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ ابۡیَضَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ	اور وہ کہ روشن ہوں گے جن کے چہرے
فَفِیۡ رَحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ	تو وہ ہوں گے اللہ کی رحمت میں
هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔
تِلۡكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَیۡكَ بِالۡحَقِّ ؕ	یہ ہیں اللہ کی آیات، ہم تلاوت کرتے ہیں جنہیں آپؐ پر حق کے ساتھ
وَ مَا اللّٰهُ یُرِیۡدُ ظُلۡمًا لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾	اور اللہ نہیں چاہتا کوئی ظلم جہان والوں پر۔
وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ اِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۱۰۹﴾ ع ۱۴	اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے تمام معاملات۔

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ جو لوگ امتِ مسلمہ میں اختلاف وانتشار پیدا کرنے کی کوشش کریں گے اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔ روزِ قیامت انسانوں کے اعمال کا نتیجہ اُن کے چہروں پر ظاہر ہوگا۔ سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے جن کے چہرے سیاہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ اُنہیں ملامت فرمائے گا کہ تم نے ایمان لانے کے بعد امت میں انتشار پیدا کیا اور ہمارے بتائے ہوئے لائحۂ عمل کو اختیار نہیں کیا۔ نیک لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے اور وہ دائمی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا لہٰذا اُس نے تو اپنے رسول بھیج کر اور کتابیں نازل کر کے لوگوں کو سیدھا راستہ بتا دیا ہے اور اِس بات سے آگاہ کر دیا ہے کہ وہ آخرت میں کن امور کی بازپرس کرنے والا ہے۔ اِس کے باوجود جو لوگ ہدایت کی راہ اختیار نہ کریں یا اپنے غلط طرزِ عمل سے باز نہ آئیں تو وہ اپنے آپ پر خود ظلم کرنے والے ہیں۔

آیت ۱۱۰

مقصدِ امت...امر بالمعروف و نہی عن المنکر

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ	(مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جسے بھیجا گیا ہے لوگوں (کی رہنمائی) کے لیے
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	تم حکم دیتے ہو نیکی کا
وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	اور روکتے ہو برائی سے
وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ	اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر
وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ	اور اگر ایمان لے آتے اہلِ کتاب
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ	یقیناً بہتر ہوتا اُن کے لیے
مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ	اُن میں سے کچھ مومن ہیں
وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۱۰	اور اُن کے اکثر نافرمان ہیں۔

یہ آیت اِس اعتبار سے انتہائی اہم ہے کہ ہمیں امتِ مسلمہ کے مقصد سے آگاہ کر رہی ہے۔ امتِ مسلمہ کا دنیا میں کام ہی یہ ہے کہ وہ نیکیوں کی دعوت دے، برائیوں سے روکے اور اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھتے ہوئے ہر طرح کے شرک سے اجتناب کرے۔ بقولِ اقبال ؎

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے
کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے؟

اگر امت اپنا مقصد پورا نہیں کرتی تو اِس کی فضیلت ختم ہو جائے گی اور اندیشہ ہے کہ عذابِ الٰہی سے دوچار ہو گی۔ ترمذی شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَاباً مِّنْهُ، ثُمَّ تَدْعُوْنَه فَلَا يُسْتَجَابَ لَكُمْ۔

"قسم ہے اُس ہستی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور حکم دیتے رہو گے نیکی کا اور روکتے رہو گے برائی سے ورنہ اندیشہ ہے کہ اللہ تم پر بھیجے گا اپنی طرف سے عذاب پھر تم اُسے پکارو گے لیکن تمہاری پکار کا جواب نہیں دیا جائے گا"۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ یہ ذمہ داری اِس سے قبل اہلِ کتاب کی تھی۔ اُن میں سے چند ہی نے یہ ذمہ داری نبھائی اور اُن کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی نافرمان رہی۔

آیات ۱۱۱ تا ۱۱۲

امت ذلیل و رسوا کیوں ہوتی ہے؟

لَنۡ يَّضُرُّوۡكُمۡ اِلَّاۤ اَذًى ؕ	ہر گز نہیں نقصان پہنچا سکتے اہلِ کتاب تمہیں مگر کچھ اذیت
وَ اِنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ	اور اگر وہ لڑیں گے تم سے
يُوَلُّوۡكُمُ الۡاَدۡبَارَ ۟ ثُمَّ	پھیر دیں گے تمہارے سامنے پیٹھیں
لَا يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾	پھر اُن کی مدد نہیں کی جائے گی۔
ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ اَيۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا	تھوپ دی گئی ہے اُن پر ذلّت جہاں کہیں وہ پائے جائیں
اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰهِ	سوائے کسی سہارے کے اللہ کی طرف سے

وَ حَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ	اور کسی سہارے کے لوگوں کی طرف سے
وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ	اور وہ لوٹے ایک غضب کے ساتھ اللہ کی طرف سے
وَ ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡمَسۡكَنَةُ ؕ	اور تھوپ دی گئی اُن پر محتاجی
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اِس لیے کہ وہ انکار کیا کرتے تھے اللہ کی آیات کا
وَ يَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ؕ	اور قتل کرتے تھے انبیاءؑ کو ناحق
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّ كَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾	اِس لیے کہ اُنھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزرتے تھے۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب کی ذلت ورسوائی کا سبب بیان کیا گیا۔اہلِ کتاب نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرنے سے گریز کیا اور دنیاداری کے فتنہ میں پڑ گئے۔اب وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں لگے ہوئے ہیں۔البتہ وہ دینِ حق اور اہلِ حق کو مٹا نہیں سکتے۔جب بھی مقابلہ پر آئیں گے،آخر کار منہ کی کھائیں گے۔وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و رحمت سے محروم ہیں۔دنیا میں ہر جگہ اُن پر ذلت و رسوائی تھوپ دی گئی ہے سوائے اِس کے اللہ تعالیٰ ہی کہیں رعایت کردے یا دوسرے لوگ اُنہیں سہارا دے دیں۔وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوئے اور تباہی اُن کا مقدر بن گئی۔یہ سزا ہے اُن کے اِن جرائم کی کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے رہے،انبیاءِ کرامؑ کو ناحق شہید کرتے رہے،اللہ کی نافرمانیاں کرتے رہے اور سرکشی میں حد سے تجاوز کرتے رہے۔بدقسمتی سے آج یہ نقشہ ہم مسلمانوں کا ہے۔جو جرائم اہلِ کتاب نے کیے تھے،وہی ہم نے بھی کیے۔اللہ تعالیٰ کا عدل بے لاگ ہے۔جو ذلت ورسوائی اُس نے اہلِ کتاب کو دی،آج وہی مسلمانوں کے گلے کا ہار ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ اور اصلاح کی اور اپنے اصل مقصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۱۱۳ تا ۱۱۵

ذلیل ورسوا اُمت میں بھی صالحین کا گروہ ہوتا ہے

لَيۡسُوۡا سَوَآءً ؕ	نہیں ہیں سب اہلِ کتاب برابر
مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ	اہلِ کتاب میں سے ایک جماعت قائم ہے (حق پر)
يَّتۡلُوۡنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيۡلِ	وہ تلاوت کرتے ہیں اللہ کی آیات رات کی گھڑیوں میں
وَهُمۡ يَسۡجُدُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾	اور وہ سجدے کرتے ہیں۔
يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ	وہ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر
وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ	اور وہ حکم دیتے ہیں بھلائی کا
وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ	اور روکتے ہیں برائی سے
وَيُسَارِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ ؕ	اور ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں نیکیوں میں
وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾	اور یہ لوگ صالحین میں سے ہیں۔
وَمَا يَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ	اور جو وہ کریں کوئی بھی نیکی
فَلَنۡ يُّكۡفَرُوۡهُ ؕ	تو ہر گز ناقدری نہیں کی جائے گی اُس کی
وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۱۵﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے پرہیز گاروں کو۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب کے صالحین افراد کی پانچ صفات بیان کی جارہی ہیں:

i- وہ رات کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتے ہیں۔

ii- وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کثرت سے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔اِس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ تہجد گزار ہونے کے باوجود عاجزی اختیار کرتے ہیں۔

iii- وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں یعنی اُن کی نیکیاں اُس کی رضا اور آخرت کے اجر و ثواب کے لیے ہوتی ہیں۔

iv- وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

v- وہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مغضوب اہلِ کتاب میں سے مذکورہ صفات کے حاملین کو صالحین اور متقی قرار دیا اور یہی وہ خوش نصیب ہیں جنہیں اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آج امتِ مسلمہ کو بھی افسوسناک ذلت و رسوائی کا سامنا ہے۔ایسے میں ہم اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکتے ہیں اور اُس کے محبوب بن سکتے ہیں اگر مذکورہ بالا صفات کو اپنے کردار میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۷

کافروں کی نیکیاں قبول نہیں ہوں گی

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَنۡ تُغۡنِیَ عَنۡہُمۡ اَمۡوَالُہُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ شَیۡئًا	کام نہیں آئیں گے اُن کے، اُن کے مال اور اُن کی اولادیں اللہ کے سامنے کچھ بھی
وَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ	اور یہ لوگ جہنم والے ہیں
ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
مَثَلُ مَا یُنۡفِقُوۡنَ فِیۡ ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا	مثال اُس کی جو وہ خرچ کرتے ہیں اِس دنیا کی زندگی میں
کَمَثَلِ رِیۡحٍ فِیۡہَا صِرٌّ	اُس ہوا کی طرح ہے جس میں ہو سخت ٹھنڈ

اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	اور وہ جا پڑے ایک ایسی قوم کی کھیتی پر جس نے ظلم کیا ہے اپنی جانوں پر
فَاَهْلَكَتْهُ ؕ	پھر وہ برباد کر دے اُس کھیتی کو
وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ	اور نہیں ظلم کیا اُن پر اللہ نے
وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾	اور لیکن اپنی جانوں پر وہ خود ہی ظلم کرتے ہیں۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اہلِ کتاب، دینِ اسلام کا راستہ روکنے کے لیے مال، جان اور اولاد کھپا رہے ہیں لیکن تخریبی کام کے لیے اُن کی یہ قربانیاں ضائع ہوں گی اور ناکامی اُن کا مقدر ثابت ہو گی۔ یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے۔ اِس دنیا میں انسان جو کچھ بوئے گا وہ عالم آخرت میں کاٹے گا۔ مگر دنیا میں بوئی ہوئی کھیتی کی بار آوری کے لیے چند شرائط ہیں۔ اوّل یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ کی بیان کردہ تعلیمات پر ایمان ہو، دوئم اخلاصِ نیت یعنی جو کام کیا جائے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے کیا جائے اور سوئم اتباعِ کتاب و سنت یعنی وہ کام شریعت کی بتائی ہوئی ہدایت کے مطابق کیا جائے۔ اِن شرائط کو اگر ملحوظ نہ رکھا جائے تو آخرت میں نیکی کا کچھ بھی صلہ نہیں ملے گا۔ کافروں کی نیکیاں اِن شرائط کو پورا نہیں کرتیں لہٰذا اکارت جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ کفر کر کے اُنہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔

آیات ۱۱۸ تا ۱۲۰

اہلِ کتاب دشمن ہیں، اُن سے دوستی مت کرو!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ	نہ بناؤ رازدار کسی کو اپنوں کے سوا
لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا	وہ کسر نہ اُٹھا رکھیں گے تمہیں تباہ کرنے میں

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ	وہ پسند کرتے ہیں وہ چیز جس سے تم مصیبت میں پڑو
قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ	ظاہر ہو ہی جاتی ہے دشمنی اُن کے مونہوں سے
وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ	اور جو چھپا رہے ہیں اُن کے سینے وہ زیادہ بڑا ہے
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾	یقیناً ہم نے واضح کر دی ہیں تمہارے لیے آیات اگر تم سمجھتے ہو۔
هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ	(مسلمانو!) دیکھو یہ تم لوگ ہو جو محبت کرتے ہو اُن سے
وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ	اور وہ محبت نہیں کرتے تم سے
وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ	اور تم ایمان رکھتے ہو تمام کتابوں پر
وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا	اور جب وہ ملتے ہیں تم سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے
وَاِذَا خَلَوْا	اور جب اکیلے ہوتے ہیں
عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ	کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصّے سے
قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے مر جاؤ اپنے غصہ میں
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾	بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔
اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ	اگر پہنچے تمہیں کوئی بھلائی بری لگتی ہے اُنہیں
وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ	اور اگر پہنچے تمہیں کوئی تکلیف خوش ہوتے ہیں اُس پر

وَ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا	اور اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو
لَا یَضُرُّکُمۡ کَیۡدُہُمۡ شَیۡئًا ؕ	نہیں نقصان پہنچائے گی تمہیں اُن کی سازش کچھ بھی
اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع	بے شک اللہ اُس کا جو وہ کر رہے ہیں، احاطہ کرنے والا ہے۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب کا اہلِ ایمان کے ساتھ بغض و عداوت کا رویہ کھول کر رکھ دیا گیا ہے۔ اہلِ ایمان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ اہلِ کتاب سے قلبی دوستی ہر گز نہ کریں۔ وہ اہلِ ایمان کے لیے بربادی ہی کے خواہش مند ہیں۔ اُن کا خبثِ باطن زبان پر ظاہر ہوتا رہتا ہے لیکن جو خباثت اُن کے باطن میں پوشیدہ ہے وہ بہت ہی بڑی ہے۔ وہ بظاہر اہلِ ایمان سے خلوص کا اظہار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں اہلِ ایمان کی کامیابیوں پر پیچ و تاب کھاتے ہیں۔ اہلِ ایمان کو بھلائی نصیب ہو تو اُن کے سینوں پر سانپ لوٹتے ہیں اور اگر اہلِ ایمان کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو خوشی میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ البتہ اگر اہلِ ایمان حق پر استقامت کا مظاہرہ کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں تو اہلِ کتاب کی سازشیں اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

آیات ۱۲۱ تا ۱۸۰

غزوۂ اُحد پر بھرپور تبصرہ

سورۂ آلِ عمران کی آیات ۱۲۱ تا ۱۸۰ میں غزوۂ اُحد کے حالات و واقعات پر ایک بھرپور تبصرہ کیا گیا۔ شوال سن ۳ ہجری میں قریش بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں نے مدینہ سے باہر نکل کر احد کے مقام پر اُن کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں کی ایک ہزار کی تعداد میں سے تین سو منافقین نکلے جو ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ احد کے میدان میں نبی اکرم ﷺ نے اِس طرح مورچہ بندی کی کہ احد پہاڑ کو اپنے لشکر کی پشت پر رکھا۔ البتہ ایک درہ پہاڑ میں ایسا تھا جہاں سے دشمن حملہ کر سکتا تھا۔ اِس درے پر آپ ﷺ نے پچاس تیر اندازوں کو مقرر کیا تاکہ وہ دشمن کو اِس طرف سے نہ آنے دیں۔ ابتدا میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی اور کافر پسپا ہو گئے۔ اِس موقع پر درہ پر موجود ساتھیوں میں

سے ۳۵ نے اپنے امیر کی نافرمانی کرتے ہوئے درہ خالی کر دیا۔ کفار نے درّہ کو خالی ہوتے ہوئے دیکھا اور اِسی کے راستے عقب سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ ۷۰ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے اور نبی کریم ﷺ سمیت کئی صحابہؓ زخمی ہوئے۔ آخر کار نبی کریم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرامؓ نے پہاڑوں پر چڑھ کر کفار پر تیر اندازی کی اور کفار، مکہ کی طرف پلٹ گئے۔

آیات ۱۲۱ تا ۱۲۳

مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے

وَ اِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَہۡلِکَ	اور اے نبیؐ! جب آپؐ صبح کے وقت نکلے اپنے گھر والوں کے پاس سے
تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ	بٹھا رہے تھے مومنوں کو جنگ کے لیے مورچوں پر
وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۲۱﴾	اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
اِذۡ ہَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡکُمۡ اَنۡ تَفۡشَلَا	اور جب خیال کیا دو گروہوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں
وَ اللّٰہُ وَلِیُّہُمَا ؕ	حالانکہ اللہ اُن دونوں کا مددگار تھا
وَ عَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾	اور اللہ ہی پر پھر بھروسہ کرنا چاہیے مومنوں کو
وَ لَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ	(اے مسلمانو!) اللہ تمہاری مدد فرما چکا ہے بدر میں بھی جب کہ تم کمزور تھے
فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾	پس اللہ کی نافرمانی سے بچو تاکہ تم اُس کا شکر ادا کر سکو۔

غزوۂ اُحد سے قبل جب تین سو منافقین ساتھ چھوڑ گئے تو دو انصاری قبیلوں بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے دلوں میں بھی کچھ کمزوری پیدا ہونا شروع ہوئی۔ان آیات میں بیان ہوا کہ وہ دونوں قبیلے سچے مومنوں سے تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُن کی ہمت افزائی فرمائی۔ مومنوں کو چاہیے کہ نہ وہ اپنی تعداد اور اسباب کی قلت سے مایوس ہوں اور نہ ہی دشمن کے وسائل کی کثرت سے مرعوب ہوں۔اُنہیں تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ بدر کے میدان میں مسلمان ہر لحاظ سے کمزور تھے۔ تعداد، اسلحہ اور دیگر وسائل سب ہی کم تھے۔اِن حالات میں اللہ تعالیٰ نے کیسی مدد کی اور شاندار فتح سے سرفراز فرمایا۔اب بھی وہ مدد فرمائے گا بشرطیکہ مسلمان اُس کی نافرمانی سے بچتے رہیں، اُس کا شکر ادا کرتے رہیں اور اُسی پر بھروسہ رکھیں۔

آیات ۱۲۴ تا ۱۲۷

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت کی بشارت

اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ	اے نبیؐ! جب آپؐ فرما رہے تھے مومنوں سے
اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ	کیا کافی نہیں ہوگا تمہیں
اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ	کہ مدد فرمائے تمہاری تمہارا رب
بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾	تین ہزار نازل کردہ فرشتوں سے۔
بَلٰٓى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا	کیوں نہیں! اگر تم ڈٹے رہو اور پرہیزگاری اختیار کرو
وَ يَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا	اور آپڑیں کافر تم پر اپنے اِسی جوش میں
يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ	مدد فرمائے گا تمہاری تمہارا رب
بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾	پانچ ہزار نشان لگانے والے فرشتوں سے

وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰی لَكُمۡ	اور نہیں بنایا اِس (فرشتوں کے اترنے کی خبر) کو اللہ نے مگر خوش خبری تمہارے لیے
وَ لِتَطۡمَئِنَّ قُلُوۡبُكُمۡ بِهٖ ؕ	اور تاکہ مطمئن ہو جائیں تمہارے دل اِس سے
وَ مَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ۙ﴿۱۲۶﴾	اور مدد تو ہوتی ہی نہیں مگر اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے، کمالِ حکمت والا
لِيَقۡطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا	تاکہ اللہ کاٹ دے ایک حصّہ اُن کا جنہوں نے کفر کیا
اَوۡ يَكۡبِتَهُمۡ	یا ذلیل کر دے اُنہیں
فَيَنۡقَلِبُوۡا خَآئِبِيۡنَ ﴿۱۲۷﴾	پھر وہ لوٹیں ناکام ہو کر۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان سے نصرت کے وعدہ کا ذکر فرمایا۔ البتہ نصرت کو مشروط فرمایا صبر اور تقویٰ سے۔ ارشاد ہوا اگر اہلِ ایمان نے پامردی کا ثبوت دیا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہے تو وہ پانچ ہزار فرشتے بھیج کر اُن کی نصرت فرمائے گا۔ یہ فرشتے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی اور اُن کے دلوں کے اطمینان کا ذریعہ بنیں گے۔ جنگ کے دوران اُن کی مدد کریں گے تاکہ کافروں کا ایک گروہ ہلاک ہو جائے اور باقی ذلیل اور رسوا ہو کر پسپا ہو جائیں۔ احد میں صبر اور تقویٰ کی شرائط کے حوالے سے مسلمانوں نے کوتاہی کی جس کی پاداش میں مسلمانوں کو وقتی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

آیات ۱۲۸ تا ۱۲۹

ہدایت دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کا ہے

لَيۡسَ لَكَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ	اے نبیؐ! نہیں ہے آپؐ کے لیے اِس معاملہ میں کچھ اختیار

اَوۡ يَتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ	چاہے اللہ مہربانی فرمائے اُن پر
اَوۡ يُعَذِّبَهُمۡ فَاِنَّهُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾	چاہے عذاب دے اُنہیں کیونکہ بلاشبہ وہ ظالم ہیں۔
وَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے
يَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ	وہ بخش دیتا ہے جسے چاہے
وَ يُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ	اور عذاب دیتا ہے جسے چاہے
وَ اللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۹﴾ ع ۱۳ ۹ ۴	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی کفار پر ناراضگی کی طرف اشارہ ہے۔ جب ایک کافر نے آپ ﷺ کے رخسارِ مبارک پر پتھر مارا جس سے آپ ﷺ کے دو دانت شہید ہو گئے اور پورا چہرہ خون آلود ہو گیا تو آپ ﷺ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے:

كَيۡفَ يُفۡلِحُ قَوۡمٌ خَضَبُوۡا وَجۡهَ نَبِيِّهِمۡ بِالدَّمِ وَهُوَ يَدۡعُوۡهُمۡ اِلَى اللّٰهِ ۔(ابنِ ماجه)

"وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کر دیا جبکہ وہ اُنہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے اِس بات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے نبی ﷺ یہ آپ کا نہیں، اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے کہ جس پر نظرِ کرم کر کے اُسے اسلام کی ہدایت دے اور جسے چاہے عذاب دے۔ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے۔ آپ ﷺ چند نامور مشرکین کا نام لے لے کر اُنہیں بددعا دی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن مشرکین کو ہدایت دی، آپ ﷺ کے قدموں پر لا ڈالا اور اسلام کے جانباز سپاہی بنا دیا۔

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۱

سودِ مرکب کی حرمت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تَاۡكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَةً	نہ کھاؤ سود بڑھتا چڑھتا
وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۚ﴿۱۳۰﴾	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔
وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡۤ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِیۡنَ ۚ﴿۱۳۱﴾	اور بچو (جہنم کی) آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے۔

سود کی حرمت کا حتمی حکم تو سورۃ البقرہ آیات ۲۷۸ اور ۲۷۹ میں آچکا ہے۔ یہ آیات پہلے کی نازل شدہ ہیں جن میں سود کی حرمت کا وہ ابتدائی حکم نازل ہوا جس کی رُو سے سودِ مرکب یعنی سود در سود کو حرام قرار دیا گیا۔ سود کے ذریعہ انسان موجود مال سے مزید مال بنانے کی فکر میں ہوتا ہے جبکہ اُس وقت صورت یہ تھی کہ مسلمانوں کی تحریک جنگ کے مرحلہ میں داخل ہو گئی تھی اور اِس مرحلہ کے لیے پہلے سے موجود مال کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگانے کی ضرورت تھی۔ اِس مرحلہ پر اللہ تعالیٰ نے زر پرستی کے سرچشمے یعنی سود پر بند باندھنا ضروری سمجھا۔ سود لینے سے انسان میں حرص و طمع، بخل و بزدلی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے۔ سود ادا کرنے والوں میں نفرت، غصہ، بغض و حسد جیسی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایسی صفات معاشرہ کو تباہ کرنے والی اور جہاد کی روح کے منافی ہیں۔ اِنہی وجوہات کی بنا پر سود کو حرام قرار دیا گیا۔ مزید ارشاد ہوا کہ حرام خوری جس کی ایک صورت سود خوری ہے، انسان کو جہنم کی آگ میں لے جانے والی ہے، لہٰذا اِس جرم سے بچو۔ جہنم ویسے تو کفار کے لیے تیار کی گئی ہے لیکن اُس میں حرام خور اور گناہِ کبیرہ کرنے والے بدنصیب مسلمان بھی ڈال دیے جائیں گے۔

آیات ۱۳۲تا۱۳۳

اہلِ ایمان کے لیے قیمتی ہدایات

وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ	اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسولؐ کی
لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾	تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
وَ سَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ	اور دوڑو اپنے رب کی طرف سے بخشش کی طرف
وَ جَنَّۃٍ عَرۡضُہَا السَّمٰوٰتُ وَ الۡاَرۡضُ	اور اُس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے
اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۳۳﴾	وہ تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لیے

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو بڑی اہم ہدایات دی گئی ہیں:

i- اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا کہنا مانو تاکہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کر سکو۔

ii- مقابلے کا اصل میدان ہے خیر اور بھلائی کے کام۔ اِس مقابلے میں ایک دوسرے سے آگے نکل کر اپنے رب کی بخشش اور جنت کے حصول کی کوشش کرو۔ ایسی جنت جس کی صرف چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ اُس کی لامحدود وسعت کا اندازہ لگانا انسان کے بس سے باہر ہے۔ اُسے متقیوں یعنی پرہیزگاروں کے لیے آراستہ کر دیا گیا ہے۔

آیات ۱۳۴تا۱۳۶

متقی کون ہیں؟

الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ	متقی وہ ہیں جو خرچ کرتے ہیں (مال) خوشحالی میں اور تنگ دستی میں

وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ	اور جو ضبط کرنے والے ہیں غصہ کو
وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ	اور جو در گزر کرنے والے ہیں لوگوں سے
وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۚ﴿۱۳۴﴾	اور اللہ محبت فرماتا ہے نیکی کرنے والوں سے۔
وَ الَّذِیۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَۃً	اور یہ وہ ہیں کہ جب وہ کر بیٹھیں کوئی بے حیائی کی بات
اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ	یا ظلم کر بیٹھیں اپنی جانوں پر
ذَکَرُوا اللّٰہَ	یاد کرتے ہیں اللہ کو
فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِہِمۡ	پھر بخشش مانگتے ہیں اپنے گناہوں کے لیے
وَ مَنۡ یَّغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰہُ ۟	اور کون ہے جو بخشے گناہوں کو سوائے اللہ کے؟
وَ لَمۡ یُصِرُّوۡا عَلٰی مَا فَعَلُوۡا	اور وہ نہیں اڑتے اُس پر جو اُنہوں نے کیا ہے
وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۵﴾	جبکہ وہ جانتے ہوں۔
اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ	یہ لوگ ہیں جن کا بدلہ ہے بخشش اُن کے رب کی طرف سے
وَ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ	اور وہ باغات بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
وَ نِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ ﴿۱۳۶﴾ ؕ	اور کیا ہی خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔

اِن آیات میں اُن متقیوں کے چھ اوصاف بیان کیے گئے ہیں جن کے لیے جنت تیار کی گئی ہے:

i- وہ خوشحالی یا تنگدستی دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

ii- وہ غصہ کو دبانے والے یعنی غصہ کے دوران خود کو قابو میں رکھنے والے ہیں۔ بقول شاعر ؎

ظفر آدمی اُس کو نہ جانیے گا، وہ ہو کیسا ہی صاحبِ فہم وذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

iii- وہ لوگوں کو اُن کی زیادتیوں پر معاف کرنے والے ہیں۔

iv- اُن سے جب کوئی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے یا کسی اور گناہ کی وجہ سے اپنے اوپر زیادتی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اُسے یاد کرتے ہیں۔

v- اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے رہتے ہیں۔

vi- جب اپنی کسی غلطی کا علم ہو جائے تو اُس پر اڑتے نہیں بلکہ اعترافِ تقصیر کر کے اصلاح کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایسے نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے اور اُنہیں اُن کے اعمال کا بہترین بدلہ جنت کی صورت میں عطا فرمائے گا۔ آخر میں فرمایا کہ عمل کرنے والوں کا کیا خوب بدلہ ہے۔ بقولِ اقبال ؎

جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گِل، کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

آیات ۱۳۷ تا ۱۳۸

حصولِ ہدایت کے دو ذرائع

تاریخ سے عبرت اور آیاتِ قرآنیہ سے فیض

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ	گزر چکے ہیں تم سے بھی پہلے واقعات

فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ	تو ذرا چلو پھرو زمین میں
فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۱۳۷﴾	پھر دیکھو کیسا انجام ہوا (حق کو) جھٹلانے والوں کا۔
هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ	یہ وضاحت ہے لوگوں کے لیے
وَهُدًى وَّمَوۡعِظَةٌ لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۳۸﴾	اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔

اِن آیات میں دعوت دی گئی کہ زمین میں چل پھر کرو، جھٹلانے والی قوموں کے انجام کو دیکھو اور اِس سے عبرت حاصل کرو۔ جب بھی کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو وہ اُس پر ایسا عذاب نازل کرتا ہے جو اُسے تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ ایسے واقعات عام لوگوں کے لیے محض ایک تاریخی بیان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن کے نزدیک دنیا میں مختلف تہذیبیں بنتی اور مٹتی رہی ہیں۔ وہ یہ سوچنے کی زحمت گوارا ہی نہیں کرتے کہ یہ تہذیبیں بن کیسے جاتی ہیں اور بگڑتی کیونکر ہیں؟ قرآنِ حکیم نے اِس سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ جب تک کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل پیرا رہتی ہے تو یہ اُس کے عروج کا زمانہ ہوتا ہے۔ جب وہ قوم عیش و عشرت، فحاشی و بے حیائی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اُس پر بتدریج زوال آنا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر وہ گناہوں میں بہت زیادہ ڈوب جائے تو پھر کوئی عذاب اُسے مٹا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، قوموں کے عروج و زوال کو قرآنِ حکیم کی اِسی رہنمائی کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ اُن کے لیے یہ رہنمائی سیدھے راستے کی ہدایت اور عبرت حاصل کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ کوئی ہے جو اِس رہنمائی کی قدر کرے اور اِس سے استفادہ کر کے دنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹ لے؟

آیت ۱۳۹

مسلمانوں کا عروج ایمان سے مشروط ہے

وَلَا تَهِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا	اور (اے مسلمانو!) ہمت نہ ہارو اور غم نہ کرو
وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳۹﴾	اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔

احد میں شکست سے اندیشہ تھا کہ مسلمان شدتِ غم سے کمزور پڑ جائیں۔ مایوس ہو کر وہ ہمت و حوصلہ کھو دیں جو اقوام عالم تک حق کی دعوت پہنچانے کی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے درکار ہے۔ اِسی لیے اِس آیت میں مسلمانوں کو حوصلہ دیا گیا کہ احد کی شکست وقتی ہے۔ گزشتہ لغزشیں جو ہو چکی ہیں اُن پر رنج و غم میں اپنا وقت اور توانائی صرف کرنے کے بجائے مستقبل میں اپنے کام کی درستی کی فکر کرو۔ غلبہ مسلمانوں کا ہی ہو گا بشرطیکہ وہ حقیقی ایمان سے بہرہ ور ہوں۔ کلمۂ طیبہ پڑھنے سے صرف قانونی ایمان حاصل ہوتا ہے۔ کوشش کرو کہ تمہارا دل بھی نورِ ایمان سے منور ہو جائے۔ بقولِ اقبال ؎

خرد نے کہہ بھی دیا لاالٰہ تو کیا حاصل؟
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں!

دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے نیک لوگوں کی صحبت سے، آیاتِ آفاقی، آیاتِ انفسی اور آیاتِ قرآنی پر غور کرنے سے۔ ایمان اگر دل میں ہو تو اِس کا لازمی مظہر انسان کے سیرت و کردار کی پاکیزگی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی ایمان کی نعمت عطا فرمائے تاکہ دنیا میں پھر سے مسلمانوں کو عزت و غلبہ حاصل ہو۔ آمین!

آیات ۱۴۰ تا ۱۴۳

اہلِ ایمان ہمت نہ ہاریں

اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ	مسلمانو! اگر لگی ہے تمہیں کوئی چوٹ (احد میں)
فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ	تو یقیناً لگ چکی ہے مخالف قوم کو چوٹ ایسی ہی (بدر میں)
وَ تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ۚ	اور یہ تو دن ہیں جنہیں ہم پھراتے رہتے ہیں لوگوں کے درمیان
وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اور تاکہ ظاہر کر دے اللہ اُن کو جو ایمان لائے

وَ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ	اور کر دے تم میں سے کچھ کو شہید
وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۴۰﴾	اور اللہ پسند نہیں کرتا ظالموں کو۔
وَ لِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور الگ کر دے اللہ اُن کو جو ایمان لائے
وَ يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾	اور مٹا دے کافروں کو۔
اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ	کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں
وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ	حالانکہ ابھی ظاہر نہیں کیا اللہ نے اُن کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے
وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾	اور ظاہر نہیں کیا ثابت قدم رہنے والوں کو۔
وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ	اور یقیناً تم تمنا کیا کرتے تھے شہادت کی
مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۪	اِس سے پہلے کہ تم سامنا کرتے اُس کا
فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ	پس اب تو تم نے دیکھ لیا ہے اُسے
ع ۱۴ ۱۵ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ ع	اِس حال میں کہ دیکھ رہے ہو (آنکھوں کے سامنے)۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو رہنمائی دی گئی کہ احد کی وقتی شکست سے ہمت نہ ہارو۔ اگر احد میں تمہارے ۷۰ ساتھی شہید ہوئے ہیں تو بدر میں کفار کے بھی ۷۰ افراد جہنم واصل ہوئے تھے۔ قوموں پر کامیابیوں اور ناکامیوں کے دور آتے رہتے ہیں۔ مشکل حالات میں طرزِ عمل کھرے اور کھوٹے کو جدا کر دیتا ہے۔ کیا تم نے سمجھا تھا کہ جنت بغیر مشکلات اور قربانیوں کے مل جائے گی۔ نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ آزمائشوں کے ذریعہ ظاہر کر دے گا کہ کون اُس کی راہ میں ڈٹ کر جہاد کرنے والے ہیں اور کون صرف بھلے وقتوں کے ساتھی ہیں۔ ۷۰ ساتھیوں کی شہادت پر غمگیں نہ ہو۔ شہادت ایک سعادت ہے اور تم نے اپنے ساتھیوں کو یہ سعادت حاصل

کرتے ہوئے بہت قریب سے دیکھ لیا ہے۔ تم خود بھی اِس کی تمنا کیا کرتے رہے ہو۔ اب جبکہ چند ساتھیوں کی شہادت کی تمنا پوری ہو چکی ہے تو یہ غم کرنے کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا موقع ہے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے بیان کا وہ اسلوب جس نے شکستہ دل مسلمانوں کو پھر سے باطل کے خلاف جدوجہد کا ایک نیا حوصلہ اور عزم عطا فرمایا۔

آیت ۱۴۴

وابستگی نبی ﷺ کی حیات سے نہیں اُن کے مشن سے رکھو

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ	اور نہیں ہیں محمدؐ مگر رسولؐ
قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ	گزر چکے ہیں اُن سے پہلے کئی رسولؐ
اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ	تو کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں
انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤى اَعۡقَابِكُمۡ ؕ	تو تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں
وَمَنۡ يَّنۡقَلِبۡ عَلٰى عَقِبَيۡهِ	اور جو کوئی پھر گیا الٹے پاؤں
فَلَنۡ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيۡـًٔا ؕ	تو وہ ہرگز نہیں بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ بھی
وَسَيَجۡزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾	اور جلد ہی اجر دے گا اللہ شکر کرنے والوں کو۔

اِس آیت میں ایک اہم تحریکی ہدایت دی گئی۔ اِس ہدایت کا پس منظر یہ ہے کہ معرکۂ اُحد کے دوران افواہ پھیل گئی کہ حضرت محمد ﷺ شہید کر دیے گئے ہیں۔ ایسے میں بعض ساتھیوں نے تلواریں پھینک دیں کہ اب لڑنے کا کیا فائدہ۔ ہدایت دی گئی کہ اہلِ ایمان کی وابستگی نبی اکرم ﷺ کی حیات سے نہیں اُن کے مشن کے ساتھ ہونی چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ بہر حال انسان ہیں اور اُنہوں نے اِس دارِ فانی سے کوچ کرنا ہے۔ کیا اُن کے بعد تم لوگ اُن کے مشن یعنی دین کے غلبہ کی جدوجہد سے کنارہ کش ہو جاؤ گے۔ جو کوئی

ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کا نہیں بلکہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔البتہ جو آپ ﷺ کے مشن سے وابستہ رہے، اُنہوں نے ہی آپ ﷺ کے ذریعہ ملنے والی رحمت کا شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ جلد اُنہیں اِس شکر گزاری کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۴۵

موت کا وقت طے شدہ ہے

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ	اور نہیں ممکن کسی جان کے لیے کہ مر جائے مگر اللہ کے اذن سے
كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ	(یہ ایک) لکھا ہوا وقت ہے
وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا	اور جو چاہتا ہے دنیا کا بدلہ
نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ	ہم دیتے ہیں اُسے اُس میں سے
وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ	اور جو چاہتا ہے آخرت کا بدلہ
نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ	ہم دیتے ہیں اُسے اُس میں سے
وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾	اور جلد ہی ہم اجر دیں گے شکر کرنے والوں کو۔

اِس آیت میں ایک ایسی حقیقت بیان کی گئی ہے جسے سامنے رکھنے سے انسان میں جراءت و بہادری اور معرکۂ حق و باطل کے دوران ثابت قدمی پیدا ہوتی ہے۔وہ حقیقت یہ ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے۔موت اپنے مقررہ وقت سے پہلے آ نہیں سکتی اور جب وہ آ جائے تو کوئی اُسے ٹال نہیں سکتا۔دنیا کی زندگی بہر حال ختم ہونی ہے اور آخرت کی زندگی لا محدود ہے۔دنیا میں انسان کے پاس دو راستے ہیں۔چاہے تو وہ دنیا کی عارضی اور کم تر لذتوں کا طلب گار رہے یا آخرت کی ابدی اور اعلیٰ نعمتوں کو

مقصود بنائے۔ جو جس کی آرزو کرے گا اُسے اُسی میں سے دے دیا جائے گا۔ البتہ آخرت کی نعمتوں کے حصول کے لیے محنت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے ہیں اور وہ ضرور اُنہیں بہترین اجر عطا فرمائے گا۔

آیات ۱۴۶ تا ۱۴۸

اللہ والے، اُس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ	اور کتنے ہی نبی گزرے ہیں
قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ	جنگ کی اُن کے ہمراہ بہت سے اللہ والوں نے
فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	پھر اُنہوں نے ہمت نہ ہاری اُس پر جو پہنچی تکلیف اُنہیں اللہ کی راہ میں
وَمَا ضَعُفُوْا	نہ ہی وہ کمزور پڑے
وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ	اور نہ ہی وہ باطل کے سامنے دبے
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۴۶	اور اللہ پسند فرماتا ہے ڈٹ جانے والوں کو۔
وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا	اور نہیں تھی اُن کی دعا مگر یہ کہ اُنہوں نے التجا کی
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا	اے ہمارے رب! بخش دے ہمارے گناہ
وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا	اور ہماری زیادتی کو ہمارے کام میں
وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا	اور جمادے ہمارے قدم
وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۱۴۷	اور مدد فرما ہماری کافر قوم کے مقابلے میں۔

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنۡيَا	تو عطا فرمایا اُنہیں اللہ نے دنیا کا بدلہ
وَحُسۡنَ ثَوَابِ الۡاٰخِرَةِ ؕ	اور عمدہ بدلہ آخرت کا
ع ۱۵ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۴۸﴾ ع	اور اللہ پسند فرماتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔

اِن آیات میں فرمایا کہ کتنے ہی نبیؑ گزرے ہیں کہ جن کے ساتھ مل کر اللہ والوں نے اللہ کی راہ میں جنگ کی۔ اِن جواں مردوں کو اللہ کی راہ میں طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن نہ اُنھوں نے ہمت ہاری، نہ کوئی کمزوری دکھائی اور نہ ہی وہ باطل کے سامنے جھکے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی ڈٹ جانے والے محبوب ہیں۔اُن کا بھروسہ محض سامانِ جنگ اور قوتِ کار یا اپنی کارکردگی پر ہی نہیں تھا بلکہ وہ میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے تھے، اُس سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے تھے اور اپنی ثابت قدمی اور دشمن پر غالب آنے کی دعا بھی مانگتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اُنہیں دنیا میں بھی فتوحات سے نوازا اور آخرت میں بھی بھرپور اجر عطا فرمائے گا اور سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرفراز ہوں گے۔

آیات ۱۴۹ تا ۱۵۱

کافروں کا مشن ... مسلمانوں کو ایمان کی دولت سے محروم کرنا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اِنۡ تُطِيۡعُوا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا	اگر تم کہنا مانو گے اُن کا جنہوں نے کفر کیا ہے
يَرُدُّوۡكُمۡ عَلٰۤى اَعۡقَابِكُمۡ	وہ پھیر دیں گے تمہیں الٹے پاؤں (کفر کی طرف)
فَتَنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِيۡنَ ﴿۱۴۹﴾	پھر تم پلٹ کر ہو جاؤ گے خسارہ پانے والے۔
بَلِ اللّٰهُ مَوۡلٰىكُمۡ ۚ	بلکہ اللہ تمہارا حامی ہے
وَهُوَ خَيۡرُ النّٰصِرِيۡنَ ﴿۱۵۰﴾	اور وہ بہترین مددگار ہے۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ	ہم عنقریب ڈال دیں گے اُن لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا رعب
بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ	اِس لیے کہ اُنہوں نے شریک کیا اللہ کے ساتھ اُسے نہیں اتاری اللہ نے جس کے لیے کوئی دلیل
وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ	اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۵۱	اور برا ہے ظالموں کا ٹھکانہ۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو خبر دار کیا گیا کہ اگر اُنہوں نے کفار کی بات مانی تو وہ اُنہیں ایمان کی دولت سے محروم کر کے ہمیشہ ہمیش کے خسارے سے دوچار کر دیں گے۔ منافقین اور یہودی احد کی شکست کے بعد مسلمانوں میں یہ خیال پھیلانے کی کوشش کر رہے تھے کہ محمد ﷺ اگر واقعی نبی ہوتے تو شکست کیوں کھاتے۔ معاذ اللہ ! یہ بھی ایک عام آدمی ہیں۔ اِن کا معاملہ بھی دوسرے آدمیوں کی طرح ہے۔ آج فتح ہے تو کل شکست۔ اللہ کی کوئی مدد اِنہیں حاصل نہیں ہے۔ اِن آیات میں یقین دہانی کرائی گئی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا حامی و ناصر ہے۔ وہ عنقریب اِن کافروں کے دلوں میں اُن کے شرک کی وجہ سے مسلمانوں کا رعب بٹھادے گا۔ کافر دنیا میں بھی ناکامی سے دوچار ہوں گے اور آخرت میں جہنم کی آگ ہی اُن کے لیے ٹھکانہ بنے گی۔

آیت ۱۵۲

نظم کی خلاف ورزی ... فتح شکست میں بدل گئی

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ	اور یقیناً سچ کر دکھایا تم سے اللہ نے اپنا وعدہ
اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ	جب تم قتل کر رہے تھے کافروں کو اُس کے حکم سے
حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ	یہاں تک کہ تم ڈھیلے پڑ گئے

وَ تَنَازَعۡتُمۡ فِی الۡاَمۡرِ	اور تم نے باہم جھگڑا کیا فیصلے کے بارے میں
وَ عَصَیۡتُمۡ	اور تم نے نافرمانی کی
مِّنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَرٰىکُمۡ مَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ	اِس کے بعد کہ اللہ نے دکھایا تمہیں وہ جسے تم پسند کرتے تھے (یعنی فتح)
مِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّرِیۡدُ الدُّنۡیَا	تم میں سے کچھ چاہتے تھے دنیا (کی فتح)
وَ مِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّرِیۡدُ الۡاٰخِرَۃَ	اور تم میں سے کچھ چاہتے تھے آخرت
ثُمَّ صَرَفَکُمۡ عَنۡہُمۡ لِیَبۡتَلِیَکُمۡ	پھر اللہ نے پھیر دیا تمہیں اُن سے تاکہ وہ آزمائے تمہیں
وَ لَقَدۡ عَفَا عَنۡکُمۡ ؕ	اور یقیناً اللہ نے معاف کر دیا تمہیں
وَ اللّٰہُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۵۲﴾	اور اللہ بہت فضل کرنے والا ہے مومنوں پر۔

اِس آیت میں معرکۂ احد میں مسلمانوں کی شکست کی وجہ نظم کی خلاف ورزی بیان کی گئی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی نصرت کا وعدہ پورا کر دیا تھا جب اے مسلمانو! تم کافروں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے۔ پھر تم نے اپنے امیر سے جھگڑا کیا، اُس کی نافرمانی کی اور درہ سے نیچے اتر آئے۔ تم میں سے کچھ کو دنیا کی فتح زیادہ محبوب تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے کافروں کو تم پر غلبہ دے دیا تاکہ تمہارا امتحان ہو کہ آزمائش کی اِس گھڑی میں کون ڈٹ جاتا ہے اور کون اسلام کے دینِ حق ہونے میں شک کرتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے نظم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو معاف کیا کیونکہ وہ مومنوں کے حق میں بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔ اِس آیت سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نظمِ جماعت کی کیا اہمیت ہے۔

آیت ۱۵۳

مشکلات پر مشکلات کی حکمت

اِذۡ تُصۡعِدُوۡنَ	جب تم اُوپر چڑھے جاتے تھے
وَ لَا تَلۡوٗنَ عَلٰۤی اَحَدٍ	اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے تھے کسی کو
وَّ الرَّسُوۡلُ یَدۡعُوۡکُمۡ فِیۡۤ اُخۡرٰىکُمۡ	اور رسولؐ پکار رہے تھے تمہیں تمہارے پیچھے سے
فَاَثَابَکُمۡ غَمًّۢا بِغَمٍّ	تو اللہ نے بدلہ میں پہنچایا تمہیں غم پر غم
لِّکَیۡلَا تَحۡزَنُوۡا عَلٰی مَا فَاتَکُمۡ	تاکہ تم رنج نہ کرو اُس پر جو جاتا رہے تم سے
وَ لَا مَاۤ اَصَابَکُمۡ ؕ	اور نہ اُس پر جو آپڑے تم پر
وَ اللّٰہُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۵۳﴾	اور اللہ خوب واقف ہے اُس سے جو تم کرتے ہو۔

اِس آیت میں اہلِ ایمان پر پہ بہ پہ پڑنے والی مشکلات کی حکمت بتائی گئی۔ احد میں مسلسل صدمات اہلِ ایمان کو پہنچتے رہے۔ منافقین کی واپسی، نبی اکرم ﷺ کی شہادت کی افواہ، ایک کے بعد ایک ساتھی کی شہادت کی خبر اور جیتی ہوئی جنگ کے شکست میں بدل جانے کا دکھ۔ صدمات کی کثرت نے اُنہیں رنج کا ایسا خوگر بنایا کہ یہ مشکلات اُن پر آسان ہو گئیں۔ بقول غالب ؎

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

آیت ۱۵۴

موت کا وقت ہی نہیں جگہ بھی طے ہے

ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا	پھر اللہ نے اتاری تم پر غم کے بعد راحت یعنی ایسی اونگھ
يَّغۡشٰى طَآئِفَةً مِّنۡكُمۡ ۙ	جو چھا رہی تھی ایک جماعت پر تم میں سے
وَ طَآئِفَةٌ قَدۡ اَهَمَّتۡهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ	اور ایک جماعت تھی بے چین کر دیا تھا جنہیں اُن کی جانوں (کی فکر) نے
يَظُنُّوۡنَ بِاللّٰهِ غَيۡرَ الۡحَقِّ	وہ گمان کر رہے تھے اللہ کے بارے میں ناحق
ظَنَّ الۡجَاهِلِيَّةِ ؕ	جاہلیت والے گمان
يَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مِنۡ شَىۡءٍ ؕ	کہتے تھے کیا ہمارے لیے بھی ہے اختیار میں سے کچھ؟
قُلۡ اِنَّ الۡاَمۡرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک اختیار سب کا سب اللہ کے لیے ہے
يُخۡفُوۡنَ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ مَّا لَا يُبۡدُوۡنَ لَكَ ؕ	وہ چھپاتے ہیں اپنے جیوں میں وہ جو ظاہر نہیں کرتے آپؐ کے سامنے
يَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ كَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ	کہتے ہیں اگر ہوتا ہمارے لیے اختیار میں سے کچھ
مَّا قُتِلۡنَا هٰهُنَا ؕ	ہم قتل نہ کیے جاتے یہاں
قُلۡ لَّوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ	فرمایئے اگر تم ہوتے اپنے گھروں میں

لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ	ضرور نکل آتے وہ لکھا جا چکا تھا جن پر قتل ہونا
اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ	اپنی قتل گاہوں کی طرف
وَ لِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ	اور تاکہ جانچ لے اللہ اُسے جو تمہارے سینوں میں ہے
وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ	اور صاف کر دے اُسے جو تمہارے دلوں میں ہے
وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔

اِس آیت میں منافقین کے ایک فتنہ کا جواب دیا گیا۔احد میں شکست کے بعد منافقین نے کہا کہ اگر ہماری بات مانی جاتی اور مدینہ میں محصور ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جاتا تو یوں ۷۰ مسلمان شہید نہ ہوتے۔اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں پر بھی ہوتے تب بھی جن کی موت کا وقت طے تھا وہ مقررہ جگہ پر پہنچ کر جامِ شہادت نوش کرتے۔یہ وقتی شکست تو اللہ تعالیٰ نے اِس لیے دی ہے تاکہ تمہارے باطن میں پوشیدہ دل کی بات زبان پر آکر ظاہر ہو جائے،اگرچہ وہ خود تو ہر اُس راز سے واقف ہے جو کسی کے سینہ میں ہے۔

آیت ۱۵۵

بزدلی گناہوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ	بے شک جو لوگ پیٹھ پھیر گئے تم میں سے اُس روز جب آپس میں ٹکرائیں دو جماعتیں
اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ	بلاشبہ ہلادیا اُنہیں شیطان نے بعض اعمال کی وجہ سے جو اُنہوں نے کمائے
وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ	اور یقیناً معاف کر دیا اللہ نے اُنہیں

ع ۱۶ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بڑے تحمل والا ہے۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ احد کے معرکہ میں جو مسلمان پسپا ہو کر میدان چھوڑ گئے، دراصل اُن کی بعض خطاؤں کی وجہ سے شیطان نے اُن میں بزدلی پیدا کر دی تھی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے اُنہیں معاف کر دیا یعنی نہ صرف اُن کی خطائیں معاف فرمادیں بلکہ میدانِ جنگ سے فرار کے عمل سے بھی در گزر فرمادیا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت ہی در گذر کرنے والا اور بردبار ہے۔

آیات ۱۵۶ تا ۱۵۸

اللہ تعالیٰ کے راستے کی موت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا	نہ ہو جاؤ اُن کی طرح جنہوں نے کفر کیا
وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ	اور کہا اپنے بھائیوں کے بارے میں
اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ	جب وہ سفر پر نکلے زمین میں
اَوْ كَانُوْا غُزًّى	یا وہ تھے جنگ کرنے والے
لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا	اگر وہ ہوتے ہمارے پاس
مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ	نہ مرتے اور نہ ہی مارے جاتے
لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ	تاکہ بنادے اللہ اِسے حسرت اُن کے دلوں میں
وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ	حالانکہ اللہ ہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ	اور اگر تم قتل کیے جاؤ اللہ کی راہ میں یا فوت ہو جاؤ
لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ	یقیناً بخشش اللہ کی طرف سے اور رحمت
خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾	بہتر ہے اُس مال سے جو وہ جمع کر رہے ہیں۔
وَ لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ	اور اگر تم فوت ہو گئے یا قتل کر دیے گئے
لَاِ اِلَی اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾	یقیناً اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے والوں کی فضیلت بیان کی گئی۔ اُن منافقین کی مذمت کی گئی جو کہتے تھے کہ اگر ہماری بات مان لی گئی ہوتی اور مدینہ کے اندر محصور ہو کر مقابلہ کیا جاتا تو احد کے میدان میں ۷۰ مسلمان مارے نہ جاتے۔ فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے، اُنہیں عطا کیے جانے والے انعامات کئی گنا بہتر ہیں اُس مال و اسباب سے جو منافقین دنیا میں زندہ رہ کر جمع کر رہے ہیں۔ پھر ہمیشہ کس نے زندہ رہنا ہے؟ منافقین بھی بالآخر موت کا مزا چکھیں گے اور پھر سب اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے اپنے عمل کا بدلہ پائیں گے۔

آیت ۱۵۹

میرِ کارواں کے لیے ہدایت

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ	پس اے نبیؐ! اُس رحمت کی وجہ سے جو اللہ کی طرف سے ہے آپؐ نرم مزاج واقع ہوئے ہیں اُن کے لیے
وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ	اور اگر (بالفرض) آپؐ ہوتے سخت مزاج اور سنگدل
لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪	یقیناً وہ منتشر ہو جاتے آپؐ کے گرد سے
فَاعْفُ عَنْهُمْ	تو آپؐ درگزر کیجئے اُن سے

وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ	اور بخشش طلب کیجئے اُن کے لیے
وَشَاوِرۡهُمۡ فِى الۡاَمۡرِ ۚ	اور مشورہ کیجئے اُن سے معاملات میں
فَاِذَا عَزَمۡتَ	پھر جب آپؐ پختہ فیصلہ کر لیں
فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ	تو توکل کیجئے اللہ پر
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِيۡنَ ﴿۱۵۹﴾	بے شک اللہ پسند فرماتا ہے توکل کرنے والوں کو۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کے مزاج کی نرمی کی تحسین فرمائی گئی اور اِسے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر قرار دیا گیا۔ اگر نبی اکرم ﷺ مزاج کے تیز اور دل کے سخت ہوتے تو ساتھی آپ ﷺ کے پاس سے بکھر جاتے۔ بقول اقبال ؎

کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے
کہ میرِ کارواں میں نہیں خوئے دلنوازی

اِس کے بعد آپ ﷺ کو چند ہدایات دی گئیں، جو ہر میرِ کارواں کے لیے مشعلِ راہ ہیں :

i - ساتھیوں کو اُن کی غلطیوں پر معاف کر دیں۔ احد میں ساتھیوں سے بہت بڑی غلطی ہوئی اور فتح شکست میں بدل گئی لیکن پھر بھی اُنہیں معاف کرنے کی ہدایت دی گئی۔

ii- ساتھیوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کیجئے۔

iii - معاملات میں ساتھیوں سے مشاورت کیجئے تاکہ اُنہیں احساسِ شراکت ہو۔

iv - فیصلہ کثرتِ رائے سے نہیں بلکہ اپنی بصیرت سے کیجئے۔

v - فیصلہ کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے۔ ایسا کرنے والے ہی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

آیت ۱۶۰

فیصلہ کن شے اللہ تعالیٰ کی مدد ہے

اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰہُ	اگر مدد فرمائے تمہاری اللہ
فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ ۚ	تو کوئی غالب آنے والا نہیں تم پر
وَ اِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ	اور اگر وہ ساتھ چھوڑ دے تمہارا
فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ	تو کون ہے جو مدد کرے گا تمہاری اُس کے بعد
وَ عَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾	اور اللہ پر پس لازم ہے کہ بھروسہ کریں مومن۔

یہ آیت اِس ایمان افروز حقیقت کو بیان کر رہی ہے کہ فیصلہ کن شے اسباب نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ نہ اپنے اسباب کی قلت سے مایوس ہونا چاہیے اور نہ ہی دشمن کے اسباب کی کثرت سے مرعوب ہونا چاہیے۔ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو جائے تو اُس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اِس کے برعکس اگر کوئی اُس کی مدد سے محروم ہو جائے تو کسی اور کی مدد، اُسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

آیات ۱۶۱ تا ۱۶۳

نبی اکرم ﷺ کی دیانتداری اور اخلاص مسلّم ہے

وَ مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنۡ یَّغُلَّ ؕ	اور ممکن ہی نہیں کسی نبیؑ کے لیے کہ وہ خیانت کرے
وَ مَنۡ یَّغۡلُلۡ	اور جس نے خیانت کی
یَاۡتِ بِمَا غَلَّ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ۚ	لے آئے گا جو اُس نے خیانت کی روزِ قیامت
ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفۡسٍ مَّا کَسَبَتۡ	پھر پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا ہر جان کو اُس کا جو اُس

	نے کمایا
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔
اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ	تو کیا جس نے پیروی کی اللہ کی رضا کی
كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ	اُس جیسا ہو سکتا ہے جو لوٹا غضب لے کر اللہ کی طرف سے
وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ	اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾	اور وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔
هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ	اُن سب کے درجے ہیں اللہ کے ہاں
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے ہیں۔

منافقین نے بہتان لگایا کہ نبی ﷺ کے پیشِ نظر ذاتی اقتدار کا حصول ہے۔ وہ اپنے اصل مقصد کو چھپا رہے ہیں۔ غلبۂ دین کی جدوجہد کا تصور دے کر دوسروں کو اپنے ذاتی عزائم اور مفادات کے حصول کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ وہ کسی بات کو نہیں چھپا رہے۔ اُن کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ جو اِس کے سوا کسی اور مقصد کے لیے سرگرمِ عمل ہوا تو اُس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو گا۔ روزِ قیامت ہر شخص کا مقصد اور نیت ظاہر ہو جائے گی اور ہر ایک کو اُس کے کیے کا بدلہ مل کر رہے گا۔

آیت ۱۶۴

نبی اکرم ﷺ نے صالحین کی جماعت کیسے تیار کی؟

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	یقیناً احسان فرمایا اللہ نے مومنوں پر

اِذۡ بَعَثَ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ	جب بھیجے اُن میں ایک رسولؐ اُنہی میں سے
یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ	وہ تلاوت کرتے ہیں اُن پر اللہ کی آیات
وَ یُزَکِّیۡهِمۡ	اور تزکیہ کرتے ہیں اُن کا
وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ ۚ	اور سکھاتے ہیں اُنہیں احکامات اور حکمت
وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۶۴﴾	اور بے شک وہ لوگ تھے اِس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں۔

سورۂ بقرۃ آیات ۱۲۹اور ۱۵۱ کے بعد اب تیسری بار ایک اہم مضمون اِس آیت میں بیان ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر اُنہی میں سے ایک رسول ﷺ بھیج کر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اِن رسول ﷺ نے چار وظائف کے ذریعہ بگڑے ہوئے معاشرہ میں سے صالحین کی ایک ایسی جمعیت تیار کی جس نے مال و جان کی بے مثال قربانیاں دے کر ظالمانہ نظام کو نیست و نابود کیا اور اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم کر دیا۔ آپ ﷺ کے چار وظائف یہ ہیں:

i- آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کے ذریعہ لوگوں کو خوابِ غفلت سے نکلنے کی دعوت دینا۔

ii- دعوتِ قرآنی قبول کرنے والوں کا قرآن کے ذریعہ تزکیہ کرنا یعنی اُنہیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے اجر کا طلب گار بنانا۔

iii- قرآن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے آگاہ کرنا۔

iv- دین کی تعلیمات و احکامات کی حکمت سے روشناس کرانا۔

آج بھی یہی مسنون لائحۂ عمل، موجودہ بگڑے ہوئے معاشرہ کی اصلاح کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ لائحۂ عمل اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۶۵ تا ۱۶۸

احد میں شکست کی وجہ اور حکمت

اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ	اور (اے مسلمانو!) کیا جب پہنچی تمہیں کوئی مصیبت
قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ	یقیناً تم پہنچا چکے ہو (دشمن کو بدر میں) دوگنا اِس (مصیبت) سے
قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا	تم نے کہا کیسے ہوا یہ؟
قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے یہ تمہاری اپنی طرف سے ہے
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾	بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
وَ مَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ	اور جو کچھ پہنچا تمہیں اُس دن جب باہم ٹکرائیں دو جماعتیں
فَبِاِذْنِ اللّٰهِ	تو وہ اللہ کے حکم سے تھا
وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ۙ	اور تاکہ وہ ظاہر کر دے مومنوں کو۔
وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚۖ	اور تاکہ وہ ظاہر کر دے اُن کو جو منافق ہوئے
وَ قِيْلَ لَهُمْ	اور کہا گیا تھا اُن (منافقوں) سے
تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ	آؤ جنگ کرو اللہ کی راہ میں یا دفاع کرو
قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ	اُنہوں نے کہا اگر ہم جانتے کہ جنگ ہو گی تو ہم ضرور

	پیروی کرتے تمہاری
هُمۡ لِلۡكُفۡرِ يَوۡمَئِذٍ اَقۡرَبُ مِنۡهُمۡ لِلۡاِيۡمَانِ ۚ	وہ کفر سے اُس روز زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کے
يَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِهِمۡ مَّا لَيۡسَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ	وہ کہتے ہیں اپنے مونہوں سے وہ جو نہیں ہے اُن کے دلوں میں
وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يَكۡتُمُوۡنَ ۚ﴿۱۶۷﴾	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے اُسے جو وہ چھپاتے ہیں۔
اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ وَقَعَدُوۡا	جنہوں نے کہا اپنے بھائیوں کے بارے میں اور خود بیٹھے رہے
لَوۡ اَطَاعُوۡنَا مَا قُتِلُوۡا	اگر وہ کہنا مانتے ہمارا، قتل نہ کیے جاتے
قُلۡ فَادۡرَءُوۡا عَنۡ اَنۡفُسِكُمُ الۡمَوۡتَ	اے نبیؐ! فرمایئے تو ہٹاؤ اپنے آپ سے موت کو
اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۶۸﴾	اگر تم سچے ہو۔

بعض مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمارے ساتھ ہے تو کفار ہم پر فتح پا ہی نہیں سکتے۔ جب احد میں اُنہیں شکست ہوئی تو اُنہیں سخت صدمہ پہنچا۔ اُنہوں نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ یہ آیات اِس حیرانی کو دور کر رہی ہیں۔ فرمایا اے مسلمانو! اگر احد میں تمہارے ۷۰ ساتھی شہید ہوئے ہیں تو بخلاف اِس کے بدر میں کفار کے ۷۰ آدمی مارے گئے تھے اور ۷۰ گرفتار ہوئے تھے۔ احد کی شکست تمہاری اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کا نتیجہ ہے۔ تم نے نظم کی خلاف ورزی کی اور فتح شکست میں بدل گئی۔ اب کیوں پوچھتے ہو کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی؟ البتہ اِس شکست کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور منافقوں کو علیحدہ کر دیا۔ منافقین نے اِس موقع پر جنگ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تین گنا بڑے دشمن سے جنگ کرنا، جنگ نہیں بلکہ خودکشی ہے۔ اُس روز اُن کا باطن ایمان کے مقابلہ میں کفر سے زیادہ قریب تھا۔ بقول شاعر ؎

ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر

کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے

وہ خود تو مقابلہ سے فرار ہو گئے اور اب کہہ رہے ہیں کہ اگر ہماری بات مانی گئی ہوتی تو یوں ۷۰ مسلمان شہید نہ ہوتے۔ فرمایا کہ تم اپنے اوپر سے موت کو ٹال کر دکھاؤ، اگر واقعی سچے ہو۔

آیات ۱۶۹ تا ۱۷۱

شہداء کے لیے انعامات

وَ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ	اور ہر گز نہ گمان نہ کرنا اُنہیں جو قتل کر دیے جائیں اللہ کی راہ میں مردہ
بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ	بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس
یُرۡزَقُوۡنَ ۙ﴿۱۶۹﴾	وہ رزق دیے جاتے ہیں۔
فَرِحِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ۙ	بہت خوش ہیں اُس سے جو عطا کیا اُنہیں اللہ نے اپنے فضل سے
وَ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ لَمۡ یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ مِّنۡ خَلۡفِہِمۡ ۙ	اور خوشی مناتے ہیں اُن کی جو نہیں ملے اِن سے اِن کے پیچھے سے
اَلَّا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۘ﴿۱۷۰﴾	کہ نہیں ہوگا کوئی خوف اُن پر بھی اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔
یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَضۡلٍ	وہ خوشی مناتے ہیں اُس نعمت کی جو اللہ کی طرف سے ہے اور فضل کی

وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۷۱﴾ ع	اور بے شک اللہ ضائع نہیں کرتا مومنوں کا اجر۔

ع ۱۶ ۸

اِن آیات میں اُن سعادت مندوں کے اونچے مقام اور انعامات کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جامِ شہادت نوش کرتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

i- جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائیں اُنہیں مردہ مت سمجھو۔ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس۔ وہاں وہ رزق پا رہے ہیں۔

ii- جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں دی ہیں اُن پر انتہائی شاداں اور فرحاں ہیں۔

iii- وہ اپنے اُن ساتھیوں کے بارے میں دائمی چین اور سکون کی بشارتیں وصول کر رہے ہیں جو بعد میں جنت میں اُن سے ملنے والے ہیں۔

iv- اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی طرف سے مزید نعمتوں اور فضل کی خوشخبریاں عطا فرما رہے ہیں۔

آیات ۱۷۲ تا ۱۷۵

زخموں سے چُور صحابہؓ کی جرأت و بہادری

اَلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ	وہ جنہوں نے لبیک کہا اللہ اور رسولؐ کی پکار پر
مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الۡقَرۡحُ ۛ	اِس کے بعد کہ لگ چکا تھا اُنہیں زخم
لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡهُمۡ وَ اتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۷۲﴾ ۚ	اُن کے لیے جو نیک ہوئے اُن میں سے اور پرہیزگاری اختیار کی، بہت بڑا اجر ہے۔
اَلَّذِيۡنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ	وہ کہ کہا جن سے لوگوں نے
اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَكُمۡ	بے شک لوگوں نے جمع کر لیا ہے (بہت بڑا لشکر) تمہارے (مقابلے کے) لیے

فَاخۡشَوۡهُمۡ	پس ڈرو اُن سے
فَزَادَهُمۡ اِيۡمَانًا ۖ	تو اِس (بات) نے بڑھا دیا اُنہیں ایمان میں
وَّقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ ﴿۱۷۳﴾	اور اُنہوں نے کہا کافی ہے ہمارے لیے اللہ اور وہ بہترین کارساز ہے۔
فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ	پھر وہ لوٹے وہ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل لے کر
لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوۡٓءٌ ۙ	نہیں پہنچی اُنہیں کوئی برائی
وَّاتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰهِ ؕ	اور اُنہوں نے پیروی کی اللہ کی رضا کی
وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۷۴﴾	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔
اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيۡطٰنُ يُخَوِّفُ اَوۡلِيَآءَهٗ	بے شک یہ شیطان ہی ہے جو ڈراتا ہے اپنے دوستوں سے
فَلَا تَخَافُوۡهُمۡ وَخَافُوۡنِ	پس مت ڈرو اُن سے اور ڈرو مجھ سے
اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۷۵﴾	اگر تم مومن ہو۔

نبی کریم ﷺ کو اندیشہ تھا کہ کہیں مشرکین اُحد میں مسلمانوں کی شکست سے حوصلہ پا کر مدینہ پر حملہ کے لیے پلٹ نہ آئیں۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ مشرکین کا تعاقب کرو۔ اگرچہ صحابہؓ زخموں سے چُور تھے لیکن اُنہوں نے آپ ﷺ کی پکار پر لبیک کہا اور آٹھ میل تک مشرکین کا تعاقب کرتے ہوئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے اِس جذبہ کو بہت پسند فرمایا اور ان آیات میں اِس کی تحسین فرمائی۔ احد سے پلٹتے ہوئے مشرکین کے سردار ابو سفیان نے مسلمانوں کو چیلنج دیا تھا کہ آئندہ سال ایک بار پھر بدر میں مقابلہ ہوگا۔ مگر جب وعدے کا وقت قریب آیا تو اُس کی ہمت نے جواب دے دیا کیونکہ اُس سال مکہ میں قحط تھا۔ لہٰذا

اُس نے پہلو بچانے کے لیے یہ تدبیر کی کہ ایک شخص کو مدینہ بھیجا جس نے مسلمانوں میں یہ افواہ پھیلائی کہ اب کے سال قریش نے بڑی زبردست تیاری کی ہے اور ایسا بھاری لشکر جمع کر رہے ہیں جس کا مقابلہ تمام عرب میں کوئی نہ کر سکے گا۔ اِس سے مقصد یہ تھا کہ مسلمان خوفزدہ ہو کر مدینہ سے نہ نکلیں اور مقابلہ پر نہ آنے کی ذمہ داری اُنہی پر رہے۔ ابو سفیان کی اِس چال کا اثر اُس کی توقع کے برعکس نکلا۔ اس خبر سے مسلمانوں کا ایمانی جوش اور بھی بڑھ گیا اور وہ پکار اُٹھے ''ہمارے لیے کافی ہے اللہ اور وہ بہترین کارساز ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے اِس ایمان اور پامردی پر صحابہؓ کو عظیم اجر و ثواب کی نوید سنائی۔ رسول اللہ ﷺ ۱۵۰۰ صحابہؓ کو ساتھ لے کر میدان بدر کی طرف روانہ ہوگئے۔ مشرکین مقابلہ پر نہ آئے۔ آپ ﷺ آٹھ روز تک بدر کے مقام پر اُن کے انتظار میں مقیم رہے۔ اِس دوران صحابہ کرامؓ نے ایک تجارتی قافلہ سے کاروبار کر کے خوب مالی فائدہ بھی حاصل کیا۔

آیات ۱۷۶ تا ۱۷۸

کافروں کا برا انجام ہوگا

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ	اور اے نبیؐ! غمزدہ نہ کریں آپؐ کو وہ لوگ جو بہت بھاگ دوڑ کرتے ہیں کفر میں
اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ	بے شک وہ ہر گز نہ بگاڑ سکیں گے اللہ کا کچھ بھی
يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ	چاہتا ہے اللہ نہ رہنے دے اُن کا کوئی حصہ آخرت میں
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾	اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ	بے شک جنہوں نے لے لیا کفر ایمان کے بدلے میں
لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ	وہ ہر گز نہ بگاڑ سکیں گے اللہ کا کچھ بھی
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا	اور ہر گز خیال نہ کریں وہ جنہوں نے کفر کیا
اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ	کہ ہم جو ڈھیل دے رہے ہیں اُنہیں وہ خیر ہے اُن کے حق میں
اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ	بے شک ہم صرف اِس لیے ڈھیل دے رہے ہیں اُنہیں تاکہ وہ بڑھ جائیں گناہ میں
وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾	اور اُن کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون بیان کر رہی ہیں۔ مشرکین، یہود اور منافقین سب کے سب اسلام کو مٹانے کے لیے انتہائی سر گرمی سے کوششیں کر رہے تھے۔ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اسلام کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ یہ اپنی ہی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ اِن بد نصیبوں نے دنیا کے گھٹیا اور عارضی مفادات کے عوض ایمان کے بجائے کفر کو اختیار کیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ اِن کی رسی دراز فرما رہا ہے تاکہ یہ زیادہ سے زیادہ جرائم کر کے اپنا نامۂ اعمال اور سیاہ کر لیں۔ اِن کے لیے بہت بڑا، دردناک اور ذلت والا عذاب ہے۔

آیت ۱۷۹

آزمائش مومن اور منافق کو جدا کر دیتی ہے

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ	نہیں ہے اللہ کہ چھوڑ دے مومنوں کو اِسی حال پر تم ہو جس پر
حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ	یہاں تک کہ وہ جدا کر دے گا ناپاک لوگوں کو پاک لوگوں سے
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ	اور نہیں ہے اللہ کہ خبر دے تمہیں غیب کی

وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجۡتَبِىۡ مِنۡ رُّسُلِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ۖ	اور لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوںؑ میں سے جسے چاہتا ہے
فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ	پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولوںؑ پر
وَ اِنۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ تَتَّقُوۡا	اور اگر تم ایمان لے آئے اور تم نے پرہیزگاری اختیار کی
فَلَـكُمۡ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۷۹﴾	تو تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

اِس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کو آزماتا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون سچا مومن ہے اور کون ایمان کا محض زبانی دعویٰ کر رہا ہے۔ سچے ایمان کا تعلق انسان کی باطنی کیفیات سے ہے۔ باطنی کیفیات غیب کے معاملات میں سے ہیں۔ غیب کے معاملات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا اِن میں سے کچھ سے اپنے رسولوںؑ کو آگاہ فرما دیتا ہے۔ عام لوگوں پر انسانوں کی باطنی کیفیات ظاہر ہوتی ہیں آزمائشوں کے دوران اُن کے رویّوں سے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے ایمان کی دولت عطا فرمائے اور اگر کوئی آزمائش آ ہی جائے تو اِس ایمان پر ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۸۰

بخل روزِ قیامت گلے کا طوق ہو گا

وَ لَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ بِمَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ	اور ہر گز گمان نہ کریں وہ جو بخل کرتے ہیں اُس میں جو دیا ہے اُنہیں اللہ نے اپنے فضل سے
هُوَ خَيۡرًا لَّهُمۡ ؕ	(کہ) ایسا کرنا بہتر ہے اُن کے لیے
بَلۡ هُوَ شَرٌّ لَّهُمۡ ؕ	بلکہ وہ شر ہے اُن کے لیے
سَيُطَوَّقُوۡنَ مَا بَخِلُوۡا بِهٖ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ	عنقریب اُنہیں طوق پہنائے جائیں گے اُس مال کے

	اُنہوں نے بخل کیا جس میں روزِ قیامت
وَ لِلّٰهِ مِيۡرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ	اور اللہ ہی کے لیے ہے وراثت آسمانوں اور زمین کی
ع ۱۹ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۱۸۰﴾ ع	اور اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

اِس آیت میں وعید سنائی گئی کہ بخل کرنا انسان کے حق میں خیر نہیں بلکہ شر ہے۔ روزِ قیامت بچا بچا کر رکھا ہوا مال طوق کی صورت میں سامنے آئے گا اور اِس سے انسان کو جکڑ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی راہ میں مال لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! مزید ارشاد ہوا کہ زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر اُس پر مخلوق کا قبضہ ہے بھی تو وہ عارضی ہے۔ یہ عارضی قبضہ بہر حال چھوڑنا ہے۔ لہٰذا عقل مند ہے وہ جو اِس عارضی قبضہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے مال کو اُس کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرتا ہے۔ نادان ہے وہ جو اُسے بچا بچا کر رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

آیات ۱۸۱ تا ۱۸۴

یہود کی گستاخیاں اور جھوٹ

لَقَدۡ سَمِعَ اللّٰهُ قَوۡلَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيۡرٌ وَّ نَحۡنُ اَغۡنِيَآءُ ۘ	یقیناً سن لی اللہ نے بات اُن کی جنہوں نے کہا بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم مال دار ہیں
سَنَكۡتُبُ مَا قَالُوۡا	ہم لکھ لیں گے اُسے جو اُنہوں نے کہا
وَ قَتۡلَهُمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ۙ	اور اُن کا قتل کرنا انبیاءؑ کو ناحق
وَّ نَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿۱۸۱﴾	اور ہم کہیں گے کہ چکھو جلا دینے والے عذاب کا مزہ۔
ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ	یہ ہے اُس کی وجہ سے جو آگے بھیجا تمہارے ہاتھوں نے
وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ ﴿۱۸۲﴾ ۚ	اور بے شک اللہ نہیں ہے بندوں پر کچھ بھی ظلم کرنے والا۔

اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيۡنَاۤ	یہ وہ ہیں جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ نے وعدہ لے رکھا ہے ہم سے
اَلَّا نُؤۡمِنَ لِرَسُوۡلٍ	کہ ہم بات نہیں مانیں گے کسی رسول کی
حَتّٰى يَاۡتِيَنَا بِقُرۡبَانٍ تَاۡكُلُهُ النَّارُ ؕ	یہاں تک کہ وہ لائے ہمارے پاس ایسی قربانی کھا جائے جسے آگ
قُلۡ قَدۡ جَآءَكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِىۡ	اے نبیؐ! فرمایئے آ چکے ہیں تمہارے پاس رسول مجھ سے پہلے
بِالۡبَيِّنٰتِ	واضح نشانیوں کے ساتھ
وَ بِالَّذِىۡ قُلۡتُمۡ	اور اُس نشانی کے ساتھ بھی جو تم نے بیان کی
فَلِمَ قَتَلۡتُمُوۡهُمۡ	پھر کیوں تم نے قتل کیا تھا اُنہیں
اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۸۳﴾	اگر تم سچے ہو۔
فَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ	پھر اگر وہ جھٹلائیں آپؐ کو
فَقَدۡ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ	تو یقیناً جھٹلائے گئے تھے رسولؑ آپؐ سے پہلے
جَآءُوۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالۡكِتٰبِ الۡمُنِيۡرِ ﴿۱۸۴﴾	وہ (رسولؑ) لائے تھے واضح دلیلیں اور صحیفے اور روشن کتاب۔

اِن آیات میں یہود کی گستاخیوں کا بیان ہے۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ گستاخی کی کہ وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے گویا وہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں (معاذ اللہ!)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن کی یہ گستاخی نوٹ کر لی گئی ہے اور سابقہ جرائم بھی۔ اُنہیں اِن جرائم کی بھرپور سزا مل کر رہے گی۔ نبی ﷺ پر ایمان لانے کے حوالے سے یہود نے یہ جھوٹا عذر تراشا کہ اللہ

نے ہمیں پابند کر دیا ہے کہ ہم صرف اُسے نبی مانیں جس کی پیش کردہ قربانی کو آسمان سے آکر آگ جلاڈالے۔ فرمایا کہ ماضی میں کئی رسولؑ آئے تھے واضح نشانیوں کے ساتھ اور اِن کے بیان کردہ معجزہ کے ساتھ بھی۔ یہود نے اُنہیں جھٹلایا اور کئی انبیاءؑ کو شہید بھی کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ یہود کی مخالفت سے غمگیں نہ ہوں، یہ اِن کی قدیم روش ہے۔ بہت جلد اِنہیں بھون دینے والے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

آیت ۱۸۵

اصل کامیابی جہنم سے نجات ہے

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ؕ	ہر جان چکھنے والی ہے موت
وَ اِنَّمَا تُوَفَّوۡنَ اُجُوۡرَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ	اور بے شک تمہیں پورے پورے دیے جائیں تمہارے اجر قیامت کے دن
فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ	پس جو بچالیا گیا آگ سے
وَ اُدۡخِلَ الۡجَنَّةَ	اور داخل کر دیا گیا جنت میں
فَقَدۡ فَازَ ؕ	تو یقیناً وہ کامیاب ہو گیا
وَ مَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ﴿۱۸۵﴾	اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔

اِس آیت میں ایک یقینی حقیقت کا ذکر کیا گیا کہ ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ دنیا، دارالعمل ہے اور دارالجزاء آخرت ہے۔ روزِ آخرت جو خوش نصیب جہنم سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ اصل کامیابی کو پا گیا۔ دنیا کی ہر کامیابی عارضی ہے اور یہاں کی ہر ناکامی بھی وقتی ہے۔ دنیا میں کسی پر نعمتوں کی بارش ہونا اِس بات کی دلیل نہیں کہ وہ حق پر ہے اور اللہ تعالیٰ اُس سے خوش ہے۔ اِسی طرح کسی کا مصائب و مشکلات میں مبتلا ہونا بھی اِس بات کی دلیل نہیں وہ باطل پر ہے اور اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہے۔ ایسا سمجھنا دھوکہ میں رہنا ہے۔ ممکن ہے آخرت میں نتائج اِس کے برعکس ہوں۔ اِسی طرح دنیا کی عارضی بہار، ظاہری زیب و

زینت اور رعنائیاں بھی دھوکہ کا سامان ہیں۔اِن کے فریب میں آکر انسانوں کی اکثریت آخرت کی تیاری سے غفلت کا شکار ہو جاتی ہے۔بقولِ اقبال ؎

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں، لا الٰہ الا اللہ

آیت ۱۸۶

مخالفت کے جواب میں صبر اور تقویٰ کی نصیحت

لَتُبۡلَوُنَّ فِیۡۤ اَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ ۟	یقیناً تم آزمائے جاؤ گے اپنے مال اور اپنی جانوں میں
وَ لَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ	اور یقیناً تم سنو گے اُن سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے
وَ مِنَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡۤا	اور اُن سے جنہوں نے شرک کیا
اَذًی کَثِیۡرًا ؕ	بہت سی اذیت دینے والی باتیں
وَ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا	اور اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو
فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۸۶﴾	تو بے شک یہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کانٹوں سے بھری گزر گاہ ہے۔ یہاں بار بار آزمائشیں آئیں گی اور مال و جان کی قربانی دے کر اپنے مخلص ہونے کا ثبوت دینا پڑے گا۔ پھر مشرکین اور اہلِ کتاب سے اذیت ناک طنزیہ باتیں سننا پڑیں گی۔ایسے میں جو اہلِ ایمان صبر اور تقویٰ کی روش پر قائم رہے تو یہ بڑے ہی ہمت اور اعلیٰ ظرفی کے مظاہر میں سے ہے۔ گویا مسلمانوں کو نصیحت کی

جارہی ہے کہ دشمنوں کے جھوٹے الزامات اور بیہودہ طرزِ کلام کے مقابلہ میں تم ایسی روش پر نہ اتر آؤ جو صداقت وانصاف، وقار و تہذیب اور اخلاق و شائستگی کے خلاف ہو۔

آیت ۱۸۷

اہلِ کتاب کی اللہ کی کتاب کے ساتھ بے وفائی

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	اور جب لیا اللہ نے عہد اُن سے جنہیں دی گئی کتاب
لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ	تم ضرور واضح کرو گے اِس (کتاب) کو لوگوں کے لیے
وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ	اور نہ چھپاؤ گے اِسے
فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ	تو اُنہوں نے ڈال دیا اُس کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے
وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا	اور لے لی اُس کے بدلے تھوڑی سی قیمت
فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾	پس بہت ہی برا ہے جو وہ لے رہے ہیں۔

اِس آیت میں ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اُس کی کتاب کی تعلیمات لوگوں تک پہنچائیں گے اور اُن تعلیمات میں سے کچھ بھی نہیں چھپائیں گے۔ اُنہوں نے بد عہدی کی، اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اُن کی اکثریت اپنے اوقات، اللہ کی کتاب کو سیکھنے اور سکھانے کے بجائے دنیاداری میں لگاتی رہی۔ اُن کے علماء دنیوی مفادات اور مصلحتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکامات میں تحریف کرتے رہے یا اُنہیں چھپاتے رہے۔ گویا اُنہوں نے دنیا کے حقیر سے مفادات کے تحت اللہ کی کتاب کا سودا کر لیا۔ پس برا سودا ہے جو اُنہوں نے کیا۔ بد قسمتی سے آج یہی جرم اُمتِ مسلمہ قرآنِ حکیم کے ساتھ کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رویّہ کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۸۸ تا ۱۸۹

تعریف و تحسین کی خواہش عذاب سے دوچار کر دے گی

لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اَتَوۡا	ہر گز نہ گمان نہ کرنا اُنہیں جو اتراتے ہیں اُس پر جو اُنہوں نے کیا
وَّ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ یُّحۡمَدُوۡا بِمَا لَمۡ یَفۡعَلُوۡا	اور پسند کرتے ہیں کہ اُن کی تعریف کی جائے اُن کاموں پر بھی جو اُنہوں نے کیے ہی نہیں
فَلَا تَحۡسَبَنَّهُمۡ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الۡعَذَابِ ۚ	پس ہر گز نہ گمان نہ کرنا اُنہیں بچ نکلنے میں کامیاب عذاب سے
وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۸۸﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔
وَ لِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ	اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۸۹﴾ ع	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

آیت ۱۸۸ میں ایسے لوگوں کو وعید سنائی گئی جو اپنی کاوشوں پر اتراتے اور شہرت کے طلب گار ہوتے ہیں۔ پھر وہ چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں پر بھی اُن کی تحسین کی جائے جو اُنہوں نے کیے ہی نہیں۔ یہ روش انتہائی خطرناک ہے۔ نیکی کی توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے لیکن خود پسند انسان اُسے اپنی کاوش سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتا ہے۔ دنیا میں داد و تحسین کی خواہش کر کے آخرت کے اجر کو ضائع کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں دردناک عذاب ہے۔ آیت ۱۸۹ میں فرمایا گیا کہ آسمانوں اور زمین کا کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ گویا انسان کی خیر اِسی میں ہے کہ خود کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر دے۔

آیت ۱۹۰

کائنات کی تخلیق پر غور، اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کا ذریعہ

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں
وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّهَارِ	اور رات اور دن کے بدلنے میں
لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾	یقیناً نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ آسمان و زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے الٹ پھیر پر غور و فکر اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ اتنی بڑی کائنات کی تخلیق، اِس میں موجود ایک مربوط نظام اور اِس کا ایک طے شدہ ضابطہ کے ساتھ مسلسل کام کرنا، اِس بات کی دلیل ہے کہ کوئی ہستی ہے جس نے اِسے نہ صرف بنایا ہے بلکہ وہی اِسے چلا بھی رہی ہے بقول شاعر ؎

حق میری دسترس سے باہر ہے
حق کے آثار دیکھتا ہوں میں

آیات ۱۹۱ تا ۱۹۲

سلوکِ قرآنی ...ذکر و فکر

الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ	وہ جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے
وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ	اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں
رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ	(اور پکار اٹھتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے نہیں پیدا

	کیا یہ سب بے مقصد
سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾	تو پاک ہے، سو بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے۔
رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ	اے ہمارے رب! بے شک تونے جسے داخل کردیا آگ میں، سو یقیناً تونے رسوا کردیا اُسے
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾	اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار۔

اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ آیاتِ آفاقی پر غور و فکر کر کے معرفتِ ربّانی حاصل کرنے والے خرد منداب اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہوئے اُس کی پیدا کردہ تخلیق پر مزید غور کرتے ہیں اور اِس نتیجہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ کائنات میں ہر شے بامقصد ہے۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

(ایک عقلمند انسان کی نگاہ سبز درخت کے پتوں کہ دیکھ کر یہ راز پالیتی ہے کہ ہر ہر پتہ میں اُس کے خالق کی معرفت کا خزانہ پوشیدہ ہے)

ہر شے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہی ہے اور ہمیں بھی کرنی چاہیے۔ ہمارا ضمیر ہمیں اِسی مقصد کی یاد دلاتا ہے۔ ہمارے باطن میں ضمیر کی آواز بھی بے مقصد نہیں۔ برائی پر اِس کی ڈانٹ اور نیکی پر تحسین مکافاتِ عمل کی دلیل ہے۔ دنیا میں برائی کا برا اور نیکی کا اچھا نتیجہ نہیں نکلتا۔ نتائج کسی اور جہان میں ظاہر ہوں گے۔ جن لوگوں نے کائنات کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ضمیر کی آواز پر لبیک کہہ کر نیکی کی وہ سرخرو ہوں گے۔ جنہوں نے اِس کے برعکس روش اختیار کی وہ اپنے اصل مقصد سے ہٹ گئے۔ بے مقصد شے کوڑا کرکٹ ہے اور آگ میں جلائے جانے کے ہی لائق ہے۔ لہٰذا خرد مند دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ گویا ذکر و فکر سے خرد مند توحید سے آغاز کرتے ہوئے آخرت پر ایمان تک سفر کر لیتے ہیں۔ یہ ذکر و فکر ہی سلوکِ قرآنی ہے جس سے انسان معرفت کے خزانوں کو پالیتا ہے۔ بقولِ اقبال۔

جزبہ قرآں ضیغمی روباہی است
فقرِ قرآں اصلِ شاہنشاہی است

فقرِ قرآں؟ اختلاطِ ذکر و فکر

فکر را کامل نہ دیدم جز بہ ذکر

(قرآن کے بغیر تو شیر کی حیثیت بھی بس لومڑی جیسی ہے۔ بادشاہی تو اُس فقر سے حاصل ہوتی ہے جو قرآن عطا کرتا ہے۔ قرآن کا عطا کردہ فقر ذکر اور فکر کا مجموعہ ہے۔ میں نے کبھی بھی ذکر کو فقر کے بغیر کامل نہیں دیکھا)

آیات ۱۹۳ تا ۱۹۴

تکمیلِ ایمان اور ایمان افروز دُعائیں

رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ	اے ہمارے رب! بے شک ہم نے سنا ایک پکارنے والے کو جو پکار رہا تھا ایمان کے لیے
اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ۟	کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر، تو ہم ایمان لے آئے
رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا	اے ہمارے رب! پس بخش دے ہمارے گناہ
وَ کَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا	اور دور کر دے ہم سے ہماری خطائیں
وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ۚ﴿۱۹۳﴾	اور ہمیں وفات دے نیک لوگوں کے ساتھ۔
رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ	اے ہمارے رب! اور عطا فرما ہمیں وہ سب جس کا تو نے وعدہ کیا ہے ہم سے اپنے رسولوںؑ کے ذریعہ
وَ لَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ	اور رسوا نہ کرنا ہمیں روزِ قیامت
اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ﴿۱۹۴﴾	بے شک تو خلاف ورزی نہیں کرتا وعدے کی۔

اِن آیات میں ایمان بالرسالت کا ذکر ہے۔ غور و فکر کے ذریعہ توحید اور آخرت پر ایمان لانے والوں کے سامنے جیسے ہی کسی نبی کی دعوتِ ایمان آتی ہے وہ ابو بکر صدیقؓ کی طرح لپک کر اُسے قبول کرتے ہیں۔اِس لیے کہ

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ ہی میرے دل میں ہے

اب یہ بندے اللہ تعالیٰ کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمارا خاتمہ فرما نیک لوگوں کے ساتھ۔ ہمیں وہ تمام بھلائیاں عطا فرما جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کے ذریعہ۔ بے شک تیرا وعدہ سچا ہے، اندیشہ ہے کہ کہیں ہم اِس وعدے کے مصداق نہ ٹھہریں۔اِس رسوائی سے ہمیں روزِ قیامت محفوظ فرما۔ آمین !

آیت ۱۹۵

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر

فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ	تو قبول فرمالی اُن کی دعا اُن کے پروردگار نے
اَنِّىۡ لَاۤ اُضِيۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ	(فرمایا) بے شک میں ضائع نہیں کرتا تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل
مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى ۚ	خواہ وہ مرد ہو یا عورت
بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ	تم میں سے کچھ دوسروں سے ہیں
فَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا	پھر وہ جنہوں نے ہجرت کی
وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ	اور جو نکالے گئے اپنے گھروں سے
وَاُوۡذُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ	اور جو ستائے گئے میری راہ میں

وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا	اور جنہوں نے جنگ کی اور جو قتل کیے گئے
لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ	میں ضرور دور کر دوں گا اُن سے اُن کی برائیاں
وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اور ضرور داخل کروں گا اُنہیں اُن باغات میں کہ بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ	(یہ) بدلہ ہے اللہ کے پاس سے
وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾	اور اللہ ہی کے پاس ہے بہترین بدلہ۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی دعاؤں کی قبولیت کی بشارت دی۔ مزید فرمایا کہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت دونوں کو اِس کا بدلہ مل کر رہے گا۔ گویا عمل کے میدان میں مرد اور عورت کے لیے آگے بڑھنے کے یکساں مواقع ہیں (صرف خاندان میں نظم قائم کرنے کے لیے بیوی کو شوہر کے تابع کیا گیا ہے۔ النساء: ۳۴)۔ اللہ تعالیٰ کو خاص طور پر اُن لوگوں کا عمل محبوب ہے جنہوں نے اُس کی خاطر ہجرت کی، اُس کی راہ میں تکالیف برداشت کیں، دشمنانِ حق سے جنگ کی اور جامِ شہادت نوش کیے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی خطائیں معاف فرمائے گا اور اپنے خاص بدلے کے طور پر جنت کی نعمتوں سے شاد کام فرمائے گا۔

آیات ۱۹۶ تا ۱۹۸

کافروں کی سرگرمیوں کا اثر نہ لو

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾	اے نبیؐ! ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے آپؐ کو چلنا پھرنا اُن کا جنہوں نے کفر کیا ہے شہروں میں۔
مَتَاعٌ قَلِيْلٌ	تھوڑا سا فائدہ ہے
ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ	پھر اُن کا ٹھکانا جہنم ہے

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾	اور برا ہے یہ ٹھکانا۔
لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ	لیکن وہ کہ جو بچتے رہے اپنے رب کی نافرمانی سے
لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اُن کے لیے ایسے باغات ہیں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	مہمانی ہے اللہ کی طرف سے
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾	اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے نیک لوگوں کے لیے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ اور اُن کے توسط سے اہلِ ایمان کو ہدایت دی گئی کہ احد میں وقتی کامیابی کے بعد کافروں کی سرگرمیوں اور بھاگ دوڑ میں تیزی سے مرعوب نہ ہوں۔ یہ وقتی ابھار ہے اور اُن کے لیے محض "چار دن کی چاندنی" ہے۔ عنقریب اُن کی "اندھیری رات" آنے والی ہے اور وہ ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ اِس کے برعکس اہلِ ایمان کی مشکلات وقتی ہیں۔ عنقریب اُنہیں جنت کی ابدی نعمتیں حاصل ہوں گی جن کا درجہ بھی ابتدائی ضیافت کا ہوگا۔ اصل نعمت وہ ملے گی جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کافروں کی وقتی اور ظاہری شان و شوکت سے متأثر ہونے سے محفوظ فرمائے اور اپنی رضا اور آخرت کی کامیابی کے حصول کو مطلوب و مقصود بنا کر مسلسل اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۹۹

اہلِ کتاب میں بھی صالحین ہیں

وَ اِنَّ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَمَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ	اور بے شک اہلِ کتاب میں سے یقیناً وہ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر
وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ	اور اُس کلام پر جو نازل کیا گیا تمہاری طرف
وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ	اور اُس کلام پر جو نازل کیا گیا اُن کی طرف
خٰشِعِيۡنَ لِلّٰهِ	وہ عاجزی اختیار کرنے والے ہیں اللہ کے لیے
لَا يَشۡتَرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيۡلًا	نہیں لیتے اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت
اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ	یہی لوگ ہیں جن کے لیے اُن کا اجر ہے اُن کے رب کے پاس
اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾	بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اِس آیت میں بشارت دی گئی کہ اہلِ کتاب میں بھی ایسے صالحین ہیں جو اللہ تعالیٰ، اُس کے آخری رسول ﷺ اور قرآنِ حکیم پر ایمان لائیں گے۔ وہ دنیا کے وقتی مفادات کے عوض اللہ تعالیٰ کے کلام کا سودا نہیں کریں گے۔ ایسے سعادت مندوں کا اجر اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔

آیت ۲۰۰

فلاحِ اخروی کے لیے چار ہدایات

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو
وَ صَابِرُوۡا	اور صبر میں بازی لے جاؤ (دشمنوں سے)
وَ رَابِطُوۡا	اور ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جاؤ
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۲۰۰﴾ ع ۱۱ ۱۹	اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔

سورۂ آلِ عمران کی اِس آخری آیت میں اہلِ ایمان کو فلاحِ اُخروی کے حصول کے لیے چار ہدایات دی گئیں:

i- اللہ تعالیٰ کی راہ میں استقامت کے ساتھ ڈٹے رہو۔

ii- صبر واستقامت میں کفار سے بازی لے جاؤ۔

iii- آپس میں جڑے رہو اور نظم کی پابندی کرتے رہو۔

iv- اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اِن ہدایات پر عمل کی توفیق اور آخرت میں فوز و فلاح کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین!

ترجمہ برائے تدریس

قرآن حکیم

سورۃ النساء مدنیۃ

ایاتہا ۱۷۶ رکوعاتہا ۲۴

سورۃ النساء

قرآنِ کریم کو زینت دینے والی سورۂ مبارکہ

سورۂ نساء کی عظمت کے حوالے سے سنن دارمی میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

وَالنِّسَاءُ مُحَبِّرَة ..."اور سورۂ نساء قرآنِ حکیم کو سجاوٹ دینے والی ہے"۔

سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ:

آیات ۱-۴۳ اسلام کی معاشرتی ہدایات جن کا ہدف ہے معاشرہ کے ہر فرد کے مال، جان اور آبرو کا احترام اور تحفظ

آیات ۴۴-۵۷ یہود کے جرائم کا بیان

آیات ۵۸-۱۴۹ اہلِ ایمان سے خطاب۔ منافقین کی تین کمزوریوں کی مذمت۔ یہ کمزوریاں ہیں: اطاعتِ رسول ﷺ سے گریز، ہجرت سے پہلوتہی اور اللہ کی راہ میں جنگ سے فرار۔

آیات ۱۵۰-۱۷۶ اہلِ کتاب کے جرائم اور اہلِ ایمان کے لیے ہدایات

آیت ۱

مساواتِ انسانی کی اساسات

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ	اے لوگو! بچو اپنے رب کی نافرمانی سے
الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ	جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے
وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا	اور پیدا فرمایا اُسی سے اُس کا جوڑا

وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ	اور پھیلا دیے اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَ الۡاَرۡحَامَ	اور بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے تم باہم مانگتے ہو جس کے نام سے اور بچو قرابت داروں کی حق تلفی سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا ۝۱	بے شک اللہ تم پر نگران ہے۔

اِس آیت میں تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی دو بار تلقین کی گئی۔ یہ حقیقت بھی واضح کی گئی کہ تمام انسان برابر ہیں کیونکہ سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور سب کے والدین حضرت آدم اور سیدہ اَمّاں حوّا سَلَامٌ عَلَيۡهِمَا ہیں۔ تخلیق کی بنیاد پر کسی انسان کو دوسرے انسان پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اِس آیت میں تقویٰ کا ایک مظہر یہ بھی بتایا گیا کہ رحمی رشتوں کا پورا ادب و احترام کیا جائے اور اُن کے حقوق کو ملحوظ رکھا جائے۔ البتہ جو لوگ انسانوں کے درمیان رنگ، نسل، زبان، وطن، جنس، پیشہ یا مال و دولت کے اعتبار سے تفریق کرتے ہیں یا قطع رحمی کا ارتکاب کرتے ہیں وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ اُن پر نگران ہے اور وہ ضرور اُن سے باز پرس فرمائے گا۔

آیت ۲

یتیم کے مال کی حفاظت کرو

وَ اٰتُوا الۡيَتٰمٰۤى اَمۡوَالَهُمۡ	اور دے دو یتیموں کو اُن کے مال
وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِيۡثَ بِالطَّيِّبِ	اور نہ بدلو (اپنی) ردی چیز کو (اُن کی) عمدہ چیز سے
وَ لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰۤى اَمۡوَالِكُمۡ	اور نہ کھاؤ اُن کے مال اپنے مال سے ملا کر
اِنَّهٗ كَانَ حُوۡبًا كَبِيۡرًا ۝۲	بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اِس آیت میں یتیموں کے اموال کی حفاظت کا حکم ہے۔ ولی کو تاکید کی گئی کہ یتیم کو مال لوٹاتے وقت اُس کا پورا پورا مال لوٹایا جائے اور اُس میں کسی قسم کی خورد برد نہ کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنے ردّی مال سے اُن کے اچھے مال کو بدل کر خیانت کی جائے۔ اسی طرح اگر اُن کے مال کو اپنے مال میں شامل کر لیا ہے تو بھی اُن کے مال کا صحیح حساب رکھا جائے اور اُنہیں مال لوٹاتے ہوئے کوئی کمی نہ کی جائے۔ بلاشبہ یتیم کا مال ناحق کھانا، اُس سے ناجائز فائدہ اُٹھانا یا اُس کی حفاظت میں کوتاہی کرنا بہت بڑا جرم ہے۔

آیات ۳ تا ۴

بیویوں کے حقوق

وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی	اور اگر تم ڈرو کہ عدل نہ کر سکو گے یتیموں کے معاملہ میں
فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ	تو نکاح کر لو اُن سے جو بھلی لگیں تمہیں (دوسری) عورتوں میں سے
مَثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ	دو دو، تین تین اور چار چار
فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا	پھر اگر تم ڈرو کہ عدل نہ کر سکو گے (زیادہ بیویوں کے درمیان)
فَوَاحِدَۃً	تو ایک ہی کافی ہے
اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ	یا وہ جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی کنیزیں)
ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ؕ﴿۳﴾	یہ زیادہ قریب ہے کہ تم ایک طرف نہ جھک جاؤ۔
وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِہِنَّ نِحۡلَۃً ؕ	اور دو بیویوں کو اُن کے مہر خوشی سے
فَاِنۡ طِبۡنَ لَکُمۡ عَنۡ شَیۡءٍ مِّنۡہُ نَفۡسًا	پھر اگر وہ پسند کریں تمہارے لیے کوئی چیز اُس میں سے

	اپنے آپ
فَكُلُوهُ هَنِيٓـًٔا مَّرِيٓـًٔا ۝٤	تو کھاؤ اُسے بے فکر ہو کر مزے لیتے ہوئے۔

یہ آیاتِ مبارکہ پانچ ہدایات پر مشتمل ہیں:

i۔ اگر اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر کے اُن کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہو گی تو پھر اُن کے بجائے پسند آنے والی دیگر خواتین سے نکاح کر لیا جائے۔ حضرت عائشہؓ نے اِس آیت کی وضاحت میں فرمایا کہ اگر ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور ولی کو اُس کا مال اور جمال تو پسند آئے مگر وہ اُسے اتنا مہر دینے پر آمادہ نہ ہو جتنا اُسے دوسرے لوگ دیتے ہیں تو وہ اُس سے نکاح نہ کرے (بخاری)۔

ii۔ مردوں کو اجازت دی گئی کہ وہ زیادہ سے زیادہ چار عورتوں کو نکاح میں جمع کر سکتے ہیں۔

iii۔ تاکید کی گئی کہ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں اُن کے درمیان عدل لازم ہے۔ گویا ایک سے زیادہ نکاح کرنا اُسی صورت میں جائز اور مناسب ہے جبکہ شریعت کے مطابق تمام اختیاری امور میں سب بیویوں کے حقوق یکساں طور پر ادا کیے جا سکیں۔

iv۔ مہر بیویوں کا حق ہے نہ کہ اُن کے سرپرستوں کا۔ لہٰذا مہر بیویوں کو دو اور پوری خوشی اور رضامندی کے ساتھ دو۔

v۔ بیویوں پر دباؤ ڈال کر اُن سے مہر معاف کرا لینا جائز نہیں۔ اگر وہ خوشدلی سے کل مہر یا اُس کا کوئی حصہ چھوڑ دیں تو اب اُس سے استفادہ جائز ہے۔ اِس حوالے سے ضروری ہے کہ مہر کی رقم بیوی کے حوالہ کر دی جائے۔ اِس کے بعد وہ اپنی خوشی سے بغیر کسی دباؤ کے واپس کر دے تو یہی اُس کی خوشدلی کا ثبوت ہے۔

آیات ۵تا۶

یتیموں کواُن کامال لوٹانے کے بارے میں ہدایات

وَلَا تُؤۡتُوا السُّفَهَآءَ اَمۡوَالَكُمُ الَّتِىۡ جَعَلَ اللّٰهُ لَـكُمۡ قِيٰمًا	اورنہ دوناسمجھ یتیموں کواپنے وہ مال جسے بنایاہے اللہ نے تمہارے لیے گزران کاذریعہ
وَّارۡزُقُوۡهُمۡ فِيۡهَا وَاكۡسُوۡهُمۡ	اور کھلاؤانہیں اُس مال میں سے اور پہناؤانہیں
وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۝۵	اور کہواُن سے اچھی بات۔
وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى	اورآزماتے رہو یتیموں کو
حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ	یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں نکاح (کی عمر) کو
فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا	پھراگرتم پاؤاُن میں سمجھ بوجھ
فَادۡفَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ ۚ	تولوٹادواُنہیں اُن کے مال
وَلَا تَاۡكُلُوۡهَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا اَنۡ يَّكۡبَرُوۡا ؕ	اورنہ کھاؤاُن کے مال زیادہ خرچ کرتے ہوئے اور جلدی جلدی کہ وہ بڑے ہورہے ہیں
وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ	اورجوولی مالدار ہے تواُسے چاہیے کہ بچتارہے
وَمَنۡ كَانَ فَقِيۡرًا	اورجوولی محتاج ہے
فَلۡيَاۡكُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ	تواُسے چاہیے کہ وہ کھائے دستور کے مطابق
فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ	پھرجب تم لوٹاؤاُن کی طرف اُن کے مال

فَاَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِمۡ ؕ	تو گواہ بناؤ اُن پر
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيۡبًا ۝۶	اور کافی ہے اللہ حساب لینے والا۔

اِن آیات میں مندرجہ ذیل ہدایات دی گئیں ہیں:

i۔ مال پورے معاشرے کے لیے سرمایۂ زندگی ہے اور اِس کی حفاظت لازمی ہے۔ لہٰذا یتیم جب تک سمجھ دار نہ ہو جائے، اُس کا مال اُس کے حوالے نہ کیا جائے ورنہ وہ مال کو ضائع کر دے گا۔

ii۔ مال کو اپنی حفاظت میں رکھ کر بقدرِ ضرورت یتیموں کی ضروریات پوری کرنے پر خرچ کیا جائے۔ اگر وہ مال کو اپنے قبضہ میں لینے کا مطالبہ کریں تو اُن کو نرمی سے معقول بات کہہ کر سمجھا دیا جائے کہ مال تمہارا ہی ہے، تم ذرا ہوشیار ہو جاؤ تو لے لینا۔

iii۔ خرید و فروخت کے چھوٹے چھوٹے معاملات کے ذریعہ یتیموں کی سمجھ کا امتحان لیا جاتا رہے۔ جب وہ بالغ ہو جائیں اور محسوس ہو کہ اُن میں سمجھ بوجھ آ گئی ہے تو اُن کے مال اُن کے سپرد کر دیے جائیں۔

iv۔ یتیم کے مال کی حفاظت کا معاوضہ نہیں لینا چاہیے۔ البتہ اگر کوئی تنگدست ہو تو مناسب حد تک متعین، اعلانیہ اور پورا حساب رکھتے ہوئے لے سکتا ہے۔ البتہ اِس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جائے گا تو اِسے مال دینا پڑے گا نہ ضرورت سے زائد خرچ کیا جائے اور نہ ہی جلدی جلدی خرچ کیا جائے۔

v۔ جب یتیم سمجھ دار ہو جائے تو گواہوں کی موجودگی میں اُس کا مال اُس کے حوالے کر دیا جائے۔

vi ۔ یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ اصل حساب اللہ نے لینا ہے، لہٰذا مال کے حساب میں پوری احتیاط برتی جائے۔

آیات ۷ تا ۸

وراثت کی تقسیم کے حوالے سے ہدایات

لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَ	مردوں کے لیے حصہ ہے اُس میں سے جو چھوڑ گئے ماں

الۡاَقۡرَبُوۡنَ ۖ	باپ اور زیادہ قریبی رشتہ دار
وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَ الۡاَقۡرَبُوۡنَ	اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اُس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور زیادہ قریبی رشتہ دار
مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ كَثُرَ	ترکہ میں سے (خواہ) تھوڑا ہو اترکہ یا زیادہ ہوا
نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۝۷	مقرر کردہ حصہ ہے۔
وَ اِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَةَ	اور جب حاضر ہوں (وراثت کی) تقسیم کے وقت
اُولُوا الۡقُرۡبٰى وَ الۡيَتٰمٰى وَ الۡمَسٰكِيۡنُ	قرابت دار اور یتیم اور محتاج
فَارۡزُقُوۡهُمۡ مِّنۡهُ	تو دو اُنہیں ترکہ میں سے
وَ قُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۝۸	اور کہو اُن سے بھلی بات۔

اِن آیات میں وراثت کی تقسیم کے حوالے سے مندرجہ ذیل ہدایات دی گئیں:

i- واضح طور حکم دیا گیا کہ میراث میں صرف مردوں ہی کا نہیں بلکہ عورتوں کا بھی حصہ ہے۔

ii- میراث بہر حال تقسیم ہونی چاہیے خواہ وہ کتنی ہی کم ہو۔

iii- آیت میں "اقرب" یعنی قریب تر رشتہ دار کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ قریب تر رشتہ دار کی موجودگی میں بعید تر رشتہ دار میراث نہ پائے گا۔

iv- میراث میں مختلف وارثوں کے حصے اللہ تعالیٰ کی جانب سے طے شدہ ہیں اور اُن میں کسی کو اپنی رائے اور قیاس سے کمی بیشی کا کوئی حق نہیں۔

-V میت کے رشتہ داروں میں کچھ ایسے بھی وراثت کی تقسیم کے وقت موجود ہوتے ہیں جن کو ضابطۂ شرعی کے تحت حصہ نہیں ملتا۔ اُن میں سے کچھ یتیم اور حاجت مند بھی ہو سکتے ہیں۔ ہدایت دی گئی کہ وہ شرعی ورثاء جو بالغ اور موجود ہوں، باہمی رضامندی سے اُن کی دلجوئی کے لیے اپنے حصوں میں سے اُنہیں بھی کچھ دے دیں۔ اُن سے گفتگو میں نرمی اختیار کریں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔

آیات ۹ تا ۱۰

یتیم کا مال ناحق کھانے والے اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠	اور چاہیے کہ ڈریں لوگ کہ اگر وہ چھوڑ مریں اپنے پیچھے کمزور اولاد تو وہ کتنے فکر مند ہوتے اُن کے بارے میں
فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ	پس اُنہیں چاہیے کہ بچیں اللہ کی نافرمانی سے
وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۹	اور چاہیے کہ کہیں سیدھی بات۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا	بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کا مال ناحق
اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا	بے شک وہ تو بھرتے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ
وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰ ع ۱۲	اور وہ عنقریب داخل ہوں گے بھڑکتی ہوئی آگ میں۔

اِن آیات میں جھنجھوڑنے کے انداز میں یتیم کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ ارشاد ہوا کہ یتیم کے ولی کو سوچنا چاہیے کہ اگر وہ اِس حال میں مر جائے کہ پیچھے چھوٹی چھوٹی اولاد چھوڑ رہا ہو تو وہ ضرور چاہے گا کہ اُس کے بچوں سے بہتر سلوک کیا جائے۔ اِسی طرح اُسے چاہیے کہ یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے یتیم کا دل ٹوٹ جائے۔ یتیم کا مال ناحق کھانے والے درحقیقت اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور روزِ قیامت جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ آپ ﷺ

نے شبِ معراج چند لوگوں کو دیکھا جن کے لب اونٹوں جیسے تھے اور ایک فرشتہ اُن کے لب کھول کر منہ میں آگ کے انگارے ڈالتا تو وہ اُن کے نیچے سے نکل جاتے۔ وہ درد کے مارے چیختے چلاتے۔ پھر فرشتہ اور انگارے اُن کے منہ میں ڈال دیتا اور اُنہیں مسلسل یہ عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھایا کرتے تھے۔

آیت ۱۱

اولاد اور والدین کا میراث میں حصہ

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ	وصیت فرماتا ہے تمہیں اللہ تمہاری اولادوں کے بارے میں
لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ	بیٹے کے لیے ہے حصہ دو بیٹیوں کے حصہ کے برابر
فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ	پھر اگر ہوں صرف بیٹیاں دو سے زائد
فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ	تو اُن کے لیے دو تہائی ہے اُس کا جو میت نے چھوڑا
وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً	اور اگر ہو ایک ہی بیٹی
فَلَهَا النِّصْفُ ؕ	تو اُس کے لیے ہے نصف ترکہ
وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا	اور میت کے ماں باپ کے لیے یعنی ہر ایک کے لیے اُن دونوں میں سے
السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ	چھٹا حصہ ہے اُس میں سے جو میت نے چھوڑا
اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ	اگر میت کی اولاد ہے

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ	اور اگر نہیں ہے اُس کی کوئی اولاد
وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ	اور وارث ہوئے اُس کے لیے اُس کے ماں باپ
فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ	تو اُس کی ماں کا تیسرا حصّہ ہے
فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ	اور اگر اُس کے کئی بھائی ہیں
فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ	تو اُس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے
مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ	پورا کرنے بعد وہ وصیت، مرنے والا کر گیا ہے جسے یا ادا کرنے کے بعد قرض
اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ	تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے ہیں
لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ	تم نہیں جانتے کہ کون اُن میں سے زیادہ قریب ہے تمہیں نفع پہنچانے میں
فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ	یہ حصّے مقرر ہیں اللہ کی طرف سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ⑪	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر مختلف صورتوں میں اولاد اور والدین کے میراث میں حصوں کا تناسب بیان فرمایا ہے۔ وراثت کے تفصیلی احکامات فقہ کی کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔البتہ حصے مقرر کرنے کے بعد فرمایا کہ میراث میں اولاد اور والدین کے یہ حصے اللہ تعالیٰ نے خود مقرر کر دیے ہیں۔ اگر اِسے انسان پر چھوڑ دیا جاتا تو وہ مشکل میں مبتلا ہو جاتا کہ والدین کو کتنا دے اور اولاد کو کتنا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حصے مقرر فرمائے ہیں اُن میں بڑی حکمتیں ہیں اور سب کی مصلحتوں کا لحاظ ہے۔اِن حصوں

میں کسی کو رائے زنی یا کمی بیشی کا کوئی حق نہیں۔ یہ جواب ہے اُن سب نادان منکرینِ سنت کو جو میراث کے خدائی قانون کو نہیں سمجھتے اور اپنی ناقص عقل سے اُس کسر کو پورا کرنا چاہتے ہیں جو اُن کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون میں رہ گئی ہے۔

آیت ۱۲

شوہر، بیوی اور کلالہ کے بہن بھائیوں کا وراثت میں حصہ

وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ	اور تمہارے لیے نصف ہے اُس میں سے جو چھوڑ جائیں تمہاری بیویاں
اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ	اگر نہ ہو اُن کی اولاد
فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ	پھر اگر ہو اُن کی اولاد
فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ	تو تمہارے لیے چوتھائی ہے اُس میں سے جو وہ چھوڑ جائیں
مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ	پورا کرنے کے بعد اُس وصیت کو، وہ کر گئیں ہیں جسے یا ادا کرنے کے بعد قرض
وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ	اور اُن کے لیے چوتھا حصہ ہے اُس میں سے جو تم چھوڑو
اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ	اگر نہ ہو تمہاری اولاد
فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ	پھر اگر ہو تمہاری اولاد
فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ	تو اُن کے لیے آٹھواں حصہ ہے اُس میں سے جو تم چھوڑ جاؤ
مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ	پورا کرنے کے بعد وہ وصیت، تم کر گئے ہو جو یا ادا کرنے کے بعد قرض

وَ اِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً	اور اگر ہے کوئی مرد، جس کی میراث تقسیم کرنی ہے، کلالہ
اَوِ امۡرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ	یا ایسی عورت ہو اور اُس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو
فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ ۚ	تو ہر ایک کے لیے اُن دونوں میں سے چھٹا حصّہ ہے
فَاِنۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ	پھر اگر وہ ہوں زیادہ اِس سے
فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ	تو وہ سب شریک ہوں گے ایک تہائی حصے میں
مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ	پورا کرنے کے بعد وہ وصیت، کی گئی ہے جو یا ادا کرنے کے بعد قرض
غَيۡرَ مُضَآرٍّ ۚ	بغیر کسی کو نقصان پہنچائے ہوئے
وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ	یہ وصیت ہے اللہ کی طرف سے
وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ﴿۱۲﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، بڑے تحمل والا ہے

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے میراث میں شوہر اور بیوی کے حصے بیان فرمائے ہیں۔ اِسی طرح اگر میت کے والدین یا اولاد نہ ہو تو ایسے شخص کو کلالہ کہا جاتا ہے۔ کلالہ کی وراثت اُس کے بہن بھائیوں میں تقسیم ہو گی۔ ماں شریک بہن بھائیوں کے حصہ کی وضاحت اِس آیت میں کر دی گئی۔ حقیقی اور باپ شریک بہن بھائیوں کے حصہ کی تفصیل اِسی سورۂ مبارکہ کی آخری آیت میں بیان کی گئی ہے۔ مزید تفصیلات احکاماتِ فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ آیت کے آخر میں ارشاد ہوا کہ وصیت یا قرض کے ذریعہ وارثوں کو نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔ قرض یا وصیت کے ذریعہ نقصان پہنچانے کی کئی صورتیں ممکن ہیں، مثلاً:

i. قرض کا جھوٹا اقرار کرنا تاکہ کسی دوست وغیرہ کو میراث میں سے مال دلایا جا سکے۔

ii. کسی شخص پر قرض ہو اور وہ وصول نہ ہوا ہو، لیکن جھوٹ بولتے ہوئے یہ کہہ دیا جائے کہ اِس سے قرض وصول ہو گیا، تاکہ وارثوں کو نہ مل سکے۔

iii. اپنے ذاتی مال کے بارے میں یہ ظاہر کرنا کہ فلاں شخص کی امانت ہے، تاکہ اُس میں میراث نہ چلے۔

iv. ایک تہائی سے زائد مال کی وصیت کرنا۔

v. مرض الوفات میں ایک تہائی سے زیادہ کسی کو ہبہ کر دینا۔

وصیت کرنے یا قرض کے حوالے سے جھوٹ بول کر وارثوں کو محروم کرنے کا ارادہ ہونا اور اِس ارادہ پر عمل کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ ہر مورث جو دنیا سے جا رہا ہے، اُسے زندگی کے آخری لمحات میں اِس طرح کے جرم سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے یعنی وہ خوب جاننے والا ہے کہ کس نے کہاں اُس کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ البتہ وہ حلیم یعنی بڑے تحمل والا بھی ہے یعنی ممکن ہے دنیا میں پکڑ نہ کرے لیکن آخرت میں نافرمانوں کی پکڑ کرے گا اور مجرموں کو سزا دے گا۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

حدود اللہ کی اہمیت

تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ	یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں
وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ	اور جس نے اطاعت کی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ	اللہ داخل فرمائے گا اُسے اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں
خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۳﴾	اور یہ ہے شاندار کامیابی۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	اور جس نے نافرمانی کی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ	اور تجاوز کیا اللہ کی مقرر کردہ حدود سے
يُدْخِلْهُ نَارًا	اللہ داخل کرے گا اُسے آگ میں
خَالِدًا فِيْهَا ۪	وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اُس میں
وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ع ۲/۱۳	اور اُس کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

اِن آیات میں احکاماتِ خداوندی اور خاص طور پر شرعی احکاماتِ وراثت کو حدود اللہ قرار دیا گیا۔ جو بھی اِن حدود کی پاسداری کرے گا وہ ہمیشہ ہمیش کی جنت کا حق دار ہو گا۔ اِس کے برعکس جو شخص اِن حدود کو پامال کرے گا ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کے ذلت آمیز عذاب سے دوچار ہو گا۔ یہ دھمکی ہے اُن مجرموں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے قانونِ وراثت کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ عورتوں کو میراث سے محروم رکھنا، صرف بڑے بیٹے کو میراث کا مستحق ٹھہرانا، اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے قانونِ میراث کے بجائے انسانوں کے بنائے ہوئے قانون کے تحت میراث تقسیم کرنا وغیرہ دراصل اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف بغاوت ہے۔ اِس بغاوت کا روزِ قیامت برا نتیجہ نکلے گا۔ وقتی لذتوں کے بدلہ میں بڑی ذلت کے ساتھ دائمی عذاب کا مزہ چکھنا ہو گا۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

بدکاری کی سزا

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ	اور جو ارتکاب کریں بدکاری کا تمہاری عورتوں میں سے
فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ	تو گواہ ٹھہراؤ اُن پر چار مرد مسلمانوں میں سے
فَاِنْ شَهِدُوْا	پھر اگر وہ گواہی دیں

فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ	تو روکے رکھو اُنہیں گھروں میں
حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ	یہاں تک کہ اُٹھالے اُنہیں موت
اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾	یا طے فرمادے اللہ اُن کے لیے کوئی اور راستہ۔
وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ	اور جو دو باہم ارتکاب کریں بدکاری کا تم میں سے
فَاٰذُوْهُمَا ۚ	تو اذیت دو اُن دونوں کو
فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا	پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور اصلاح کریں
فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ	تو اعراض کرو اُن سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾	بے شک اللہ توبہ قبول فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں کھلی بے حیائی کرنے والوں کے لیے سزاؤں کا ذکر ہے۔ اگر مسلمان عورت کسی غیر مسلم سے بدکاری کی مرتکب ہو اور چار مرد اِس جرم کے گواہ ہوں تو اُسے تاحیات گھر میں قید کر دیا جائے اِلّا یہ کہ شریعت میں اُس کے لیے کوئی اور حکم آجائے۔ بعد میں وہ حکم آگیا جس کا اللہ تعالیٰ نے آیت ۱۵ میں وعدہ فرمایا تھا یعنی شادی شدہ کے حق میں زنا کی حد اُس کو سنگسار کرنا اور غیر شادی شدہ کے لئے اُس کو ایک سو کوڑے مارنا۔ اِس حکم کے ساتھ ہی گھر میں قید کرنے والا حکم منسوخ ہو گیا۔ آیت ۱۶ میں ارشاد ہوا کہا کہ اگر مسلمان مرد اور عورت باہم بدکاری کریں یا دونوں مسلمان باہم ہم جنس پرستی کا جرم کریں تو اُن کو بھی تکلیف دہ سزا دو یہاں تک کہ وہ توبہ کرلیں۔ یہ حکم بھی اُس وقت منسوخ ہو گیا جب زنا کی مذکورہ بالا حد نازل کر دی گئی۔ باہم ہم جنس پرستی کے لیے کسی معین حد کے مقرر کرنے میں تو فقہاء کا اختلاف ہے۔ تاہم اِس کے لئے شدید سے شدید سزائیں منقول ہیں مثلاً آگ میں جلا دینا، دیوار گرا کر کچل دینا، اونچی جگہ سے پھینک کر سنگسار کر دینا، تلوار سے قتل کر دینا وغیرہ۔

آیات ۱۷ تا ۱۸

توبہ کس کی قبول ہوتی ہے اور کس کی نہیں؟

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ	بے شک توبہ قبول کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے
لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ	اُن کے لیے جو کرتے ہیں برائی نا سمجھی میں
ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ	پھر وہ توبہ کر لیں جلد ہی
فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ	تو یہ لوگ ہیں کہ توبہ قبول فرماتا ہے اللہ اِن کی
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ	اور نہیں ہے توبہ اُن کے لیے جو کیے جاتے ہیں برائیاں
حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ	یہاں تک کہ جب آجائے اُن میں سے کسی کو موت
قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ	وہ کہے کہ بے شک میں توبہ کرتا ہوں اب
وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ	اور نہ ہی اُن کے لیے توبہ ہے جو مرتے ہیں اِس حال میں کہ وہ کافر ہوں
اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾	یہ لوگ ہیں ہم نے تیار کیا ہے جن کے لیے دردناک عذاب۔

آیت ۱۷ میں بشارت دی گئی کہ اگر کوئی انسان نادانی اور جہالت میں گناہ کرے اور پھر گناہ کا احساس ہوتے ہی فوراً سچی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ جہالت سے مراد یہ ہے کہ گناہ کے انجام سے وقتی طور پر غفلت ہو جائے۔ سچی توبہ کی شرائط حسبِ ذیل ہیں:

i- گناہ پر حقیقی ندامت اور افسوس ہو۔

ii- آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کیا جائے۔

iii- گناہ کو عملاً ترک کر دیا جائے۔

iv- کسی بندے کے ساتھ زیادتی کی صورت میں اُس کا حق لوٹایا جائے یا اُس سے معاف کرایا جائے۔ کوئی فرض یا واجب چھوڑ دیا ہو تو اُسے ادا کرے۔ مثلاً زکوٰۃ ادا نہیں کی تو حساب لگا کر ادا کی جائے۔ فرض روزے نہیں رکھے تو اُن کی قضا کا اہتمام کرے۔

آیت ۱۸ میں فرمایا کہ ایسے شخص کی توبہ ہر گز قبول نہ ہو گی جو گناہ پر گناہ کرتا رہے اور عین اُس وقت توبہ کرے جب موت کی سختی آ جائے۔ حدیثِ مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اُس وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک اُس پر موت کا غرغرہ طاری نہ ہو جائے (ترمذی)۔ مزید ارشاد ہوا کہ اُس شخص کی توبہ بھی قبول نہ ہو گی جو حالتِ کفر میں موت سے دوچار ہو جائے۔ اِن بدنصیبوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

آیات ۱۹ تا ۲۱

خواتین کے ساتھ ظلم کی ممانعت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ	حلال نہیں ہے تمہارے لیے کہ تم وارث بن جاؤ عورتوں کے زبردستی

وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ	اور نہ ہی روکے رکھو اُنہیں تاکہ تم لے سکو اُس میں سے کچھ جو تم نے دیا ہے اُنہیں
اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ	سوائے اِس کے کہ وہ ارتکاب کریں کھلی بے حیائی کا
وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ	اور برتاؤ کرو اُن کے ساتھ بھلے طریقے پر
فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ	پھر اگر تم ناپسند کرتے ہو اُنہیں
فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا	تو ممکن ہے کہ تم ناپسند کرتے ہو کسی چیز کو
وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾	اور رکھ دی ہو اللہ نے اُس میں کوئی بڑی بھلائی۔
وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ	اور اگر تم چاہو بدلنا ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی
وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا	اور تم دے چکے ہو اُن میں سے کسی ایک کو ڈھیروں مال
فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ	تو نہ لو اُس میں کچھ بھی
اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾	کیا تم لو گے وہ مال بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے۔
وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ	اور کیسے تم لو گے اُسے
وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ	جبکہ بے حجاب ہو چکا ہے تم میں سے ایک دوسرے کے ساتھ
وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾	اور وہ لے چکی ہیں تم سے ایک پختہ عہد۔

اِن آیات میں خواتین کے مندرجہ ذیل حقوق بیان کیے گئے:

i- کسی عورت کو اُس کی مرضی کے بغیر زبردستی گھر میں قید نہ کیا جائے۔ اِس کی کئی صورتیں ہیں۔ سوتیلی ماں کو گھر سے جانے نہ دینا تاکہ اُسے ملنے والا وراثت کا مال گھر سے نکل نہ جائے۔ بہن یا بیٹی کا نکاح نہ کرنا تاکہ اُس کی ملکیت کا مال گھر سے نہ نکل جائے۔ بیوی کو اُس کی علیحدگی کی خواہش کے باوجود طلاق نہ دینا کیونکہ وہ اپنی ملکیت کا مال لے کر چلی جائے گی۔ کسی خاتون سے زبردستی نکاح کر لینا تاکہ اُس کے مال پر قبضہ کر لیا جائے وغیرہ۔

ii- کوئی عورت کھلی بے حیائی یعنی زنا کا ارتکاب کرے تو پھر اُسے زبردستی گھر میں محصور کیا جا سکتا ہے یا شوہر ایسی عورت سے دیا ہوا مال لے سکتا ہے۔ حد زنا آنے کے بعد یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا۔

iii- بیویوں سے حسنِ سلوک کیا جائے۔ اگر وہ آج تمہیں ناپسند ہیں تو ممکن ہے کہ کل اُن کا کوئی خیر ظاہر ہو جائے۔

iv- اگر بیوی کو طلاق دی جا رہی ہو تو جو بھی مہر یا تحائف اُسے دیے ہیں اُن میں سے کوئی شے اُس سے واپس نہ لی جائے۔

آیت ۲۲

سوتیلی ماں سے نکاح کی ممانعت

وَلَا تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ	اور نہ نکاح کرو اُن سے جن سے نکاح کیا تھا تمہارے باپ نے عورتوں میں سے سوائے اُس کے جو گزر چکا
اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقۡتًا ؕ	بے شک وہ بڑی بے حیائی اور سخت بیزار کرنے والی بات ہے
ع ۳ ۸ ۱۴ وَسَآءَ سَبِيۡلًا ﴿۲۲﴾	اور برا راستہ ہے۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ تمہاری سوتیلی مائیں بھی ماں ہی کے مقام پر ہیں۔ اُن سے زبردستی نکاح کرنا انتہائی شرمناک اور قابل مذمت حرکت ہے۔ البتہ جو نکاح اِس حکم کے آنے سے پہلے ہو چکا ہو وہ کالعدم قرار نہیں دیا جائے گا۔ اُس سے پیدا شدہ اولاد قانونی وارث تصور ہو گی۔ البتہ اِس حکم کے بعد سوتیلی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

آیت ۲۳

کن خواتین سے نکاح حرام ہے

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ اُمَّهٰتُكُمۡ	حرام کر دی گئیں تم پر تمہاری مائیں
وَ بَنٰتُكُمۡ	اور تمہاری بیٹیاں
وَ اَخَوٰتُكُمۡ	اور تمہاری بہنیں
وَ عَمّٰتُكُمۡ	اور تمہاری پھوپھیاں
وَ خٰلٰتُكُمۡ	اور تمہاری خالائیں
وَ بَنٰتُ الۡاَخِ	اور تمہاری بھتیجیاں
وَ بَنٰتُ الۡاُخۡتِ	اور تمہاری بھانجیاں
وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيۡۤ اَرۡضَعۡنَكُمۡ	اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے دودھ پلایا ہے تمہیں
وَ اَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَةِ	اور تمہاری بہنیں جو دودھ شریک ہیں
وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمۡ	اور مائیں تمہاری بیویوں کی
وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيۡ فِيۡ حُجُوۡرِكُمۡ	اور تمہاری زیرِ تربیت لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں
مِّنۡ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيۡ دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ ۫	تمہاری اُن بیویوں سے تم مقاربت کر چکے ہو جن سے
فَاِنۡ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ	پھر اگر تم نے مقاربت نہیں کی اُن سے

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ	تو کوئی گناہ نہیں ہے تم پر
وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ	اور بیویاں تمہارے اُن بیٹوں کی جو تمہاری نسل سے ہیں
وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ	اور یہ کہ تم جمع کرلو دو بہنوں کو ایک ساتھ
اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ	سوائے اُس کے جو گزر چکا
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں بارہ ابدی محرم خواتین (جن سے کبھی بھی نکاح نہیں ہو سکتا اور ایک عارضی محرم خاتون (جن سے وقتی طور پر نکاح نہیں ہو سکتا) کی فہرست دی گئی ہے۔ ابدی محرم خواتین میں ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، رضاعی بہن، خوشدامن، سوتیلی بیٹی (جس کی والدہ سے تعلق قائم کیا جاچکا ہو) اور بہو شامل ہیں۔ مزید تفصیلات کتبِ فقہ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ عارضی محرم خاتون بیوی کی بہن ہے یعنی دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے۔ اگر ایک خاتون کو طلاق دے دی جائے یا اُس کا انتقال ہو جائے تو پھر اُس کی بہن سے نکاح ہو سکتا ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ میں بیوی کی بہن کے علاوہ اُس کی پھوپھی، بھتیجی، خالہ اور بھانجی سے بھی نکاح کی ممانعت آئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت ۲۴

منکوحہ خاتون سے نکاح کی ممانعت

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ	اور (حرام کی گئیں تم پر) شوہر والی عورتیں
اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ	سوائے اُن کے جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی کنیزیں)
كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	یہ اللہ کا حکم ہے تمہارے لیے
وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ	اور حلال کر دی گئیں ہیں تمہارے لیے (خواتین) جو اِن کے علاوہ ہیں
اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ	تاکہ تم حاصل کرو (اُنہیں) اپنے مال کے ذریعہ پاک دامن بن کر
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ	نہ کہ لذت لینے والے بن کر
فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ	پھر جو تم نے لطف اُٹھایا ہے اِس (مال) کے ذریعہ اُن سے
فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً	تو دو اُنہیں اُن کے مہر جو طے شدہ ہیں
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ	اور کوئی گناہ نہیں ہے تم پر اُس میں تم راضی ہو جاؤ جس پر مہر مقرر کرنے کے بعد

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ ایسی خاتون سے بھی نکاح حرام ہے جو کسی کے نکاح میں ہو۔ہاں اگر منکوحہ خاتون کا شوہر فوت ہو جائے یا وہ اُسے طلاق دے دے تو عدت کے بعد اُس خاتون سے نکاح کیا جا سکتا ہے۔البتہ اگر کوئی منکوحہ خاتون مالِ غنیمت میں سے کنیز بن کر کسی کی ملکیت میں آ گئی ہے تو اُس سے تعلق قائم کیا جا سکتا ہے۔آیت ۲۳ اور اِس آیت میں بیان کی گئی محرمات کے علاوہ دیگر خواتین سے نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ اُنہیں طے شدہ مہر ادا کیا جائے اور ارادہ گھر بسانے کا ہو نہ کہ محض وقتی لذت لینے کا۔اگر بیوی طے شدہ مہر میں سے دلی رضامندی سے کچھ چھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں۔

آیت ۲۵

کنیز سے نکاح کرنے کی سہولت

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ	اور جو نہ رکھتا ہو طاقت تم میں سے مالی طور پر کہ نکاح کرے آزاد مومن عورتوں سے
فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ	تو (نکاح کرلے) اُن میں سے جن کے مالک ہیں تمہارے دائیں ہاتھ مومن کنیزوں میں سے
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ	اور اللہ زیادہ جانتا ہے تمہارے ایمان کو
بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ	تم میں سے کچھ دوسروں سے ہیں
فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ	پس نکاح کرو اُن سے اُن کے مالکوں کی اجازت سے
وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ	اور دو اُنہیں اُن کے مہر بھلے طریقے پر

مُحْصَنٰتٍ	وہ پاکدامنی اختیار کرنے والی ہوں
غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ	محض لذت لینے والی نہ ہوں
وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ	اور نہ ہی کوئی چھپی دوستی کرنے والی ہوں
فَاِذَآ اُحْصِنَّ	تو جب وہ قیدِ نکاح میں آجائیں
فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ	پھر اگر وہ ارتکاب کریں بدکاری کا
فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ	تو اُن پر نصف ہے اُس کا جو آزاد عورتوں کے لیے سزا ہے
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ	یہ (کنیز سے نکاح کی اجازت) اُس کے لیے ہے جو ڈرتا ہو گناہ میں پڑنے سے تم میں سے
وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ	اور اگر تم صبر کرو تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں فرمایا کہ اگر آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی مالی حیثیت نہ ہو تو گناہ سے بچنے کے لیے کسی مسلمان کنیز سے اُس کے مالک کی اجازت سے نکاح کر لیا جائے۔ کنیز سے نکاح میں مالی بار کم پڑتا تھا کیونکہ اُس کا مہر کم مقرر ہوتا تھا اور اُس کا خرچ مالک برداشت کرتا تھا۔ کنیز کو کم تر نہ سمجھا جائے، ممکن ہے وہ ایمان کے اعتبار سے بلند درجہ پر ہو۔ نکاح کے بعد کنیز، مالک کی خدمت تو کر سکتی ہے لیکن اُس کا جنسی تعلق صرف شوہر کے ساتھ ہو گا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ صبر ہی کیا جائے اور کنیز سے نکاح نہ کیا جائے۔ کنیز اپنے سابقہ پس منظر سے اُس طرح پاکدامن نہیں ہو سکتی جس طرح آزاد عورت ہو سکتی ہے۔ پھر کنیز سے پیدا ہونے والی اولاد، کنیز کے مالک کی غلام ہو گی۔ اولاد کو غلامی سے بچانے کے لیے کنیز سے نکاح مناسب نہیں۔

آیات ۲۶ تا ۲۸

شریعت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ	چاہتا ہے اللہ کہ واضح کر دے تمہارے لیے (ہدایت)
وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور رہنمائی دے تمہیں اُن کے راستوں کی جو تم سے پہلے تھے
وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ	اور نظرِ کرم فرمائے تم پر
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ	اور چاہتا ہے اللہ نظرِ کرم فرمائے تم پر
وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ	اور چاہتے ہیں وہ جو پیروی کر رہے ہیں اپنی خواہشات کی
اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾	کہ تم ہٹ جاؤ (سیدھی راہ سے) بہت دور ہٹتے ہوئے
يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ	چاہتا ہے اللہ کہ ہلکا کر دے تم سے (بوجھ)
وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾	اور پیدا کیا گیا ہے انسان کمزور۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دو مظاہر بیان کیے گئے۔ ایک یہ کہ اُس نے ایسی شریعت عطا فرمائی جس پر عمل سے معاشرہ کے ہر فرد کے مال، جان اور آبرو کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اُس نے ماضی کے واقعات کے بیان سے انسان کو شریعت پر عمل کی برکات اور اُس کے اچھے انجام سے آگاہ فرمایا اور شریعت کو ترک کرنے کے نقصانات اور اُس کے برے انجام سے بھی خبردار کیا۔ شریعت کے مقابلہ میں جو لوگ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتے ہیں وہ انسانوں کو شریعت سے دور ایسے راستہ کی طرف

لے جاناچاہتے ہیں جس میں وقتی لذت تو ہے لیکن اُس سے دنیاکاامن بھی برباد ہوتاہےاور آخرت میں بھی دردناک عذاب کاسامنا کرناپڑے گا۔انسان فطرتاً کمزور ہے لہٰذا شریعت میں انسان کی سہولت کو مدنظر رکھا گیاہے۔شریعت پر عمل کی صورت میں انسان کوایسی سہولت حاصل ہوتی ہے جو گمراہ کن عقائد، بے جارسومات اور لغویات کے بوجھ سے انسان کوآزاد کرادیتی ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

مال اور جان کی حرمت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو !
لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ	نہ کھاؤاپنے مال آپس میں باطل طریقہ سے
اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ	سوائے اِس کہ ہو تجارت باہمی رضامندی سے تم میں
وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ	اور نہ قتل کرواپنی جانوں کو
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾	بے شک اللہ تمہارے حق میں بہت مہربان ہے۔
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا	اور جس نے ایسا کیا زیادتی اور ظلم کرتے ہوئے
فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ	تو عنقریب ہم ڈال دیں گے اُسے آگ میں
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾	اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

اِن آیات میں مال اور جان کی حرمت کا ذکر ہے۔فرمایا کہ کسی کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ناحق مال کھانے سے مراد یہ ہے کہ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر یااُسے دھوکہ دے کر یازبردستی کرکے اُس سے مال لے لیاجائے۔جان کی حرمت کے حوالے سے تلقین کی گئی کہ اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔اِس کے تین مفہوم ممکن ہیں۔پہلا یہ کہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھاناخود اپنے آپ کو

ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ دنیا میں اِس سے معاشرے میں ایسی بے برکتی اور نحوست پیدا ہوتی ہے جس کے برے نتائج سے حرام خور خود بھی نہیں بچ سکتا۔ پھر آخرت میں وہ حرام خوری کی وجہ سے جہنم کے دائمی عذاب کا شکار ہو گا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ تیسرا مفہوم یہ ہے کہ خودکشی نہ کرو۔ آخر میں ارشاد ہوا کہ جس نے جان بوجھ کر اور سرکشی سے یہ جرائم کیے تو اللہ تعالیٰ اُسے جہنم میں داخل کرے گا اور ایسا کرنا اُس کے لیے کچھ مشکل نہیں۔

آیت ۳۱

بڑے گناہوں سے بچو، چھوٹے گناہ معاف کر دیے جائیں گے

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ	اگر تم بچتے رہو اُن میں سے بڑے گناہوں سے، تمہیں روکا جا رہا ہے جن سے
نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ	ہم دور کر دیں گے تم سے تمہاری چھوٹی برائیاں
وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾	اور ہم داخل کریں گے تمہیں عزت والے مقام میں۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی بشارت لیے ہوئے ہے۔ اِس آیت میں خوشخبری دی گئی کہ انسان اگر کبیرہ گناہوں سے بچے گا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اُس کے صغیرہ گناہ خود ہی معاف فرما دے گا اور اُسے بڑے عزت والے مقام میں داخل فرمائے گا۔ کبیرہ گناہوں سے مراد ہے فرائض و واجبات کا ترک کرنا اور حرام میں ملوث ہونا۔ مروجہ خانقاہی نظام یا محدود مذہبی تصور کے تحت انسان نوافل پر توجہ دیتا ہے لیکن فرائض سے غفلت برت رہا ہوتا ہے۔ عام برائیوں سے بچتا ہے لیکن حرام میں ملوث ہو جاتا ہے۔ کماتا حرام سے ہے لیکن کھاتا سنت طریقہ سے ہے۔ گویا مچھر چھانتا ہے اور پورے پورے اونٹ نگل جاتا ہے۔ اِس آیت کا پیغام یہ ہے کہ فرائض و واجبات ادا کرو، حرام سے بچو، چھوٹی خطائیں خود بخود معاف کر دی جائیں گی۔

آیت ۳۲

دوسروں سے حسد مت کرو

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ	اورآرزو نہ کرو اُس کی فضیلت دی ہے اللہ نے جس میں تم میں سے بعض کو بعض پر
لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا	مردوں کے لیے حصہ ہے اُس میں سے جو اُنھوں نے کمایا
وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ	اور عورتوں کے لیے حصّہ ہے اُس میں سے جو اُنھوں نے کمایا
وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ	اور مانگتے رہو اللہ سے اُس کے فضل میں سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾	بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں بڑی اہم اخلاقی ہدایت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو یکساں نہیں بنایا۔ کسی کو ایک اعتبار سے فضیلت دی ہے اور دوسرے کو دوسرے اعتبار سے۔ کسی کی خوبی دیکھ کر حسد نہیں کرنا چاہیے۔ حسد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو فضل انسان کو جائز طریقوں سے حاصل نہیں ہوتا، اُسے وہ ناجائز تدبیروں سے حاصل کرنے پر اتر آتا ہے اور معاشرے میں فساد برپا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس آیت میں اِسی رویہ سے بچنے کی ہدایت فرما رہے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ جو فضل اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو دیا ہو اُس کی تمنا نہ کرو۔ ہاں اُس سے فضل کی دعا کرتے رہو۔ وہ جس فضل کو اپنے علم و حکمت سے تمہارے لیے مناسب سمجھے گا عطا فرما دے گا۔ اِس نصیحت کو سامنے رکھنے سے انسان نہ صرف انفرادی زندگی میں پیچ و تاب سے بچ جاتا ہے بلکہ اُسے اجتماعی زندگی میں بھی بڑا امن اور سکون نصیب ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ دنیا کی فضیلتیں عارضی ہیں۔ اصل نتیجہ ظاہر ہو گا روزِ قیامت۔ وہ نتیجہ نکلے گا انسان کے عمل کے اعتبار سے۔ مردوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور عورتوں کو اُن کے اعمال کا۔ وہاں مرد یا عورت سے اُن کی جنس

کے اعتبار سے کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ جو زیادہ نیکیاں کرے گا وہ ہی اونچا مقام حاصل کر سکے گا۔ ہر حال میں راضی برضائے رب رہنا اور آخرت کی تیاری کے لیے محنت کرتے رہنا ہی اصل دانشمندی ہے۔

آیت ۳۳

قانونِ وراثت حکمت اور عدل کے مطابق ہے

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ	اور ہر ایک کے لیے ہم نے مقرر کر دیے ہیں وارث
مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ	اُس مال میں جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور زیادہ قرابت دار
وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ	اور وہ لوگ جنہیں پابند کر لیا ہے تمہارے عہد و پیمان نے
فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ	تو دو اُنہیں اُن کا حصّہ
ع ۴ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾	بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

میراث کا قانون اِس سورۂ مبارکہ کی آیات ۱۱ اور ۱۲ میں بیان ہو چکا ہے۔ اِس آیت میں ایک بار پھر اِس قانون کا ذکر اِس لیے کیا گیا کہ جب میراث میں مردوں کا دوہرا حصہ مقرر ہوا تو بعض عورتوں نے یہ تمنا کی کہ ہم مرد ہوتے تو ہمیں بھی دوہرا حصہ ملتا۔ اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ میراث کے قانون میں جو حصے مقرر کئے گئے ہیں وہ عین حکمت اور عدل کے مطابق ہیں۔ انسانی عقل ہر شے کی اُس مصلحت یا نقصان کا احاطہ نہیں کر سکتی جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون میں ملحوظ ہیں۔ اِس لیے جو حصہ کسی کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے اُسے اُسی پر راضی رہنا اور شکر گزار ہونا چاہیے۔ وراثت کے احکامات پر خوشدلی سے عمل کرنا چاہیے اور ہر وارث کو اُس کا طے شدہ حق ادا کرنا چاہیے۔ ورثاء کے علاوہ اگر کسی سے کوئی عہد کیا ہے تو اُسے بھی پورا کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ حکم

ابتدا میں دیا گیا تھا۔ بعد میں اِسے منسوخ کر دیا گیا۔ اب اگر دوسرے ورثاء موجود ہوں تو دو شخصوں کے باہمی معاہدہ کا میراث پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

آیات ۳۴ تا ۳۵

نیک بیوی اپنے شوہر کی تابعدار ہوتی ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ	مرد عورتوں پر نگران ہیں
بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ	اِس لیے کہ فضیلت دی ہے اللہ نے اُن میں سے کچھ کو دوسروں پر
وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ	اور اِس لیے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مال میں سے
فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ	پس نیک عورتیں فرمانبردار ہیں (اپنے شوہروں کی)
حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ	حفاظت کرنے والیاں ہیں (ناموس کی) غیر حاضری میں (شوہروں کی) جیسے کہ حفاظت کی ہے اللہ نے
وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ	اور وہ عورتیں تم ڈرتے ہو جن کی نافرمانی سے
فَعِظُوْهُنَّ	سو نصیحت کرو اُنہیں
وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ	اور (نہ مانیں تو) الگ ہو جاؤ اُن سے بستروں میں
وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ	اور (پھر بھی نہ مانیں تو) مارو اُنہیں
فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ	پھر اگر وہ کہنا مانیں تمہارا

فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ	تو نہ تلاش کرو اُن پر کوئی راہ (زیادتی کی)
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾	بے شک اللہ بہت بلند، بہت بڑا ہے۔
وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا	اور اگر تم ڈرو مخالفت سے اُن دونوں کے درمیان
فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ	تو مقرّر کرو ایک منصف شوہر کے گھر والوں سے
وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ	اور ایک منصف بیوی کے گھر والوں سے
اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا	اگر وہ دونوں چاہیں گے اصلاح
يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ	موافقت پیدا فرمادے گا اللہ اُن دونوں کے درمیان
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، خوب باخبر ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ شوہر کو بیوی پر ایک درجہ فضیلت دے کر گھر کا سربراہ بنایا گیا ہے کیونکہ اُس کی ذمہ داری ہے خاندان کے تمام اخراجات برداشت کرنا۔ نیک بیویاں اپنے شوہروں کی تابعدار ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے سہارے شوہر کے مال، اولاد، بستر، راز اور آبرو کی حفاظت کرتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا عورتوں میں کون سی عورت اچھی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو اپنے شوہر کو خوش کرے جب بھی وہ اِس کی طرف دیکھے اور اُس کا کہنا مانے جب بھی وہ کوئی حکم دے (جو خلافِ شرع نہ ہو) اور اپنی جان اور مال سے ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو برا لگے"۔ (نسائی)

البتہ اگر کوئی بیوی شوہر کی اطاعت نہ کرے تو اُسے سمجھاؤ۔ نہ سمجھے تو بستر سے علیحدہ کر دو۔ پھر بھی اصلاح نہ ہو تو ہلکی سی سرزنش کرو یعنی منہ پر نہ مارو، ایسی مار نہ مارو جس سے کوئی زخم آجائے یا کوئی ہڈی پسلی ٹوٹ جائے۔ اگر اب بھی بات نہ بنے تو شوہر اور بیوی

دونوں کے خاندانوں سے ایک ایک حکم چن لیا جائے۔ یہ دونوں حکم صلح کرانے کی کوشش کریں۔ اگر نیت صاف ہو گی تو اللہ تعالیٰ موافقت کی صورت پیدا فرما دے گا۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا خلاصہ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ	اور بندگی کرو اللہ کی
وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا	اور شریک نہ کرو اُس کے ساتھ کسی کو
وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا	اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو
وَّبِذِي الْقُرْبٰى	اور قرابت داروں کے ساتھ
وَالْيَتٰمٰى	اور یتیموں کے ساتھ
وَالْمَسٰكِيْنِ	اور محتاجوں کے ساتھ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى	اور قرابت دار پڑوسی کے ساتھ
وَالْجَارِ الْجُنُبِ	اور اجنبی پڑوسی کے ساتھ
وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ	اور پاس بیٹھنے والے کے ساتھ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ	اور مسافروں کے ساتھ
وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ	اور اُن کے ساتھ جن کے مالک ہیں تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی کنیزیں اور غلام)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾	بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا اُسے جو ہو اترانے والا، بڑائی کرنے والا۔
اِلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ	یہ وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں
وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ	اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بخل کا
وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ	اور چھپاتے ہیں اُسے جو دیا ہے اُنہیں اللہ نے اپنے فضل سے
وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾	اور ہم نے تیار کیا ہے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب۔

سورۃ البقرۃ آیت ۸۳ کے بعد اب اِن آیات میں دوسری بار اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا جارہا ہے۔اِن تعلیمات کے مطابق :

i- عبادت یعنی بندگی صرف اللہ تعالیٰ کی کرو۔

ii- والدین، قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں، رشتہ دار پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، ساتھ بیٹھنے والوں، مسافروں، کنیزوں اور غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔

iii- اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتا جو خود کو کچھ سمجھتے ہیں اور اپنی بڑائیاں بیان کرتے رہتے ہیں۔

iv- کنجوسی مت کرو اور نہ دوسروں کو کنجوسی کا مشورہ دو۔

v- اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو مت چھپاؤ۔ مسندِ احمد میں روایت ہے کہ "اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو نعمت دیتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ اِس نعمت کا اثر بندے پر ظاہر ہو"۔ یعنی اُس کے کھانے پینے، رہن سہن، لباس، گھر وغیرہ سے اللہ کی دی ہوئی اُس نعمت کا اظہار ہوتا رہے۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

ریاکاری اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان کی نفی ہے

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ	اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے
وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ	وہ ایمان نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ ہی آخرت کے دن پر
وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا	اور ہو شیطان جس کا ساتھی
فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾	تو وہ برا ساتھی ہے۔
وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اور کیا آفت آ جاتی اُن پر اگر وہ ایمان لے آتے اللہ اور آخرت کے دن پر
وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ	اور خرچ کرتے اُس میں سے جو رزق دیا ہے اُنہیں اللہ نے
وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾	اور اللہ اُن سے خوب واقف ہے۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ	بے شک اللہ ظلم نہیں کرتا ایک ذرے کے برابر
وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا	اور اگر ہو کوئی بھلائی تو کئی گنا کر دیتا ہے اُسے
وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾	اور عطا فرماتا ہے اپنے پاس سے شاندار بدلہ۔

یہ آیات ہدایت دے رہی ہیں کہ ہمارے ہر عمل کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا حصول ہونا چاہیے۔ جو انسان دکھاوے کے لیے نیک کاموں پر مال خرچ کرتا ہے گویا وہ نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت پر۔ وہ دنیا والوں ہی سے عمل

کی تحسین کا طلب گار ہے۔ یہ کتنی بڑی بد نصیبی ہے کہ انسان نیکی کرنے کے باوجود نیت کی خرابی کی وجہ سے نہ صرف اجر سے محروم رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم قرار پائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کا مظہر ہے کہ اُس نے ہمیں نہ صرف نیکی کے کاموں سے آگاہ فرمایا بلکہ نیکی کو برباد ہونے سے بچانے کے لیے اخلاصِ نیت اور دیگر احتیاتوں کی بھی تعلیم دی۔ پھر جو انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایات کے مطابق نیکی کرتا ہے تو وہ اُسے روزِ قیامت نہ صرف نیکی کا کئی گنا اجر عطا فرمائے گا بلکہ اپنی طرف سے مزید انعامات سے بھی نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۲

اللہ کے رسول ﷺ کی اپنی امت کے خلاف گواہی

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ	تو کیا حال ہو گا جب ہم لائیں گے ہر امت پر ایک گواہ
وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾	اور (اے نبی ؐ) ہم لائیں گے آپ ؐ کو اِن سب پر گواہ بنا کر۔
يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اُس روز چاہیں گے وہ جنہوں نے کفر کیا
وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ	اور نافرمانی کی رسول ؐ کی
لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ	کاش برابر کر دی جائے اُن پر زمین
وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ ع	اور وہ چھپا نہ سکیں گے اللہ سے کوئی بات۔

اِن آیات میں لرزا دینے والا مضمون بیان ہوا ہے۔ روزِ قیامت ہر امت پر اُس کے رسول بطور گواہ لائے جائیں گے اور نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کے خلاف گواہ کے طور پر لایا جائے گا۔ آپ ﷺ گواہی دیں گے کہ اے اللہ! میں نے اِن تک آپ کا دین پہنچا دیا تھا۔ اب اِن کی ذمہ داری ہے کہ عمل کیا یا نہیں؟ آپ ﷺ کو اپنی امت سے انتہائی محبت تھی لہٰذا ایک بار جب یہ آیت آپ ﷺ کے سامنے تلاوت کی گئی تو آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ آیت ۴۲ میں ارشاد ہوا کہ جن لوگوں نے

اللہ کے رسول ﷺ کی رسالت کا انکار کیا یا آپ ﷺ کی نافرمانی کی 'روزِ قیامت احساسِ ندامت سے وہ چاہیں گے کہ زمین پھٹ جائے، وہ اُس میں دفن ہو جائیں اور پھر زمین اُن کے اوپر برابر کر دی جائے۔ اُن کی یہ تمنا پوری نہ ہو گی اور اُنہیں اپنے کیے کا وبال چکھنا ہو گا۔

آیت ۴۳

شراب کی حرمت کے حوالے سے دوسرا حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى	مت قریب جاؤ نماز کے جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو
حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ	یہاں تک کہ تم سمجھ رہے اُسے جو کہہ رہے ہو
وَ لَا جُنُبًا	اور نہ ہی ناپاک ہوتے ہوئے (نماز کے قریب جانا)
اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ	سوائے اِس کے کہ تم راستہ عبور کرنے والے ہو
حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا	یہاں تک کہ تم غسل کر لو
وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى	اور اگر تم ہو بیمار
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ	یا ہو سفر پر
اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ	یا آئے کوئی تم میں سے قضائے حاجت سے
اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ	یا تم نے تعلق قائم کیا ہو بیویوں سے
فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً	پھر تم نہ پاؤ پانی

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا	تو تیمّم کرلیا کرو پاک مٹی سے
فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ ؕ	پس مسح کرلیا کرو اپنے چہروں اور ہاتھوں کا
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾	بے شک اللہ بہت معاف فرمانے والا، بڑا بخشنے والا ہے۔

سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۹ میں یہ مضمون آیا تھا کہ شراب میں گناہ بھی ہے اور فائدہ بھی۔ گناہ زیادہ ہے اور فائدہ کم۔ اب اِس آیت میں فرمایا کہ جب شراب نوشی کی وجہ سے تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ۔ نماز اُس وقت پڑھو جبکہ تم پورے ہوش و حواس میں ہو اور جانتے ہو کہ تم نماز میں کیا پڑھ رہے ہو؟ شراب کو ہمیشہ کے لیے حرام کرنے کا حکم سورۂ مائدہ آیات ۹۰ اور ۹۱ میں آیا ہے۔ اِس آیت میں مزید حکم دیا گیا کہ ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنا یا مسجد میں جانا منع ہے۔ اگر پانی دستیاب نہ ہو تو وضو اور غسل کے قائم مقام کے طور پر پاک مٹی سے تیمم کرلو۔ تیمم کے دو ارکان ہیں یعنی چہرے اور ہاتھوں کا پاک مٹی سے مسح کرنا۔

آیات ۴۴ تا ۴۶

یہود کی گھٹیا حرکات

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُن کی طرف جنہیں دیا گیا تھا ایک حصہ کتاب میں سے
يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ	وہ لے رہے ہیں گمراہی
وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ ؕ	اور وہ چاہتے ہیں کہ تم بھٹک جاؤ سیدھی راہ سے۔
وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے تمہارے دشمنوں کو
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا	اور کافی ہے اللہ حمایتی

وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾	اور کافی ہے اللہ مددگار۔
مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا	اُن میں سے جو یہودی ہوئے
يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ	وہ بدلتے ہیں بات کو اُس کے مقام سے
وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا	اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہیں مانا
وَ اسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ	اور سنو نہ سنوائے جاؤ
وَّ رَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ	اور رَاعِنا موڑتے ہوئے اپنی زبانوں کو
وَ طَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ	اور طعنہ دیتے ہوئے دین میں
وَ لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا	اور اگر یہ کہ وہ کہتے ہم نے سنا اور اطاعت کی
وَ اسْمَعْ	اور سنیے
وَ انْظُرْنَا	اور دیکھیے ہماری طرف
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ	یقیناً ہوتا بہتر اُن کے لیے اور زیادہ درست
وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ	اور لیکن لعنت کی اُن پر اللہ نے اُن کے کفر کی وجہ سے
فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾	پس وہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت کم۔

اِن آیات میں یہود کی چند گھٹیا حرکات کا بیان ہے۔ وہ جان بوجھ کر ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کے طلب گار ہوئے اور اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہنے کا جرم کرتے رہے۔ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (ہم نے سنا اور مان لیا) کے بجائے سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (ہم نے سنا اور نہیں مانا)، وَاسْمَعْ (اور سنو) کے ساتھ غَيْرَمُسْمَعٍ (نہ سنوائے جاؤ) اور اور اُنْظُرْنَا (ہم پر نظرِ عنایت کیجئے)

کے بجائے رَاعِیْنَا (ہمارے چرواہے) کہہ کر اپنے باطن کی خباثت کا اظہار کرتے تھے۔ اگر وہ اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں یہ گستاخیاں نہ کرتے تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا۔ لیکن جس قوم پر اُس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھٹکار ہو، وہ خبیث حرکتیں کر کے اپنے نامۂ اعمال سیاہ کرتے رہیں گے۔

آیت ۴۷

یہود کے لیے تنبیہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	اے وہ لوگو! جنہیں دی گئی کتاب
اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا	ایمان لاؤ اُس کلام پر جو ہم نے نازل کیا ہے
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ	جو تصدیق کرنے والا ہے اُس کلام کی جو تمہارے پاس ہے
مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا	اِس سے پہلے کہ ہم مسخ کر دیں چہرے
فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ	پھر پھیر دیں اُنہیں پشتوں کی طرف
اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ	یا لعنت کریں اُن پر جیسے ہم نے لعنت کی سبت والوں پر
وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾	اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے۔

اِس آیت میں یہود کو خبردار کیا گیا کہ تمہاری خیر اِسی میں ہے کہ قرآنِ مجید پر ایمان لے آؤ۔ اگر تم نے یہ دعوت قبول نہ کی تو ممکن ہے کہ تمہاری صورتیں بگاڑ دیں جائیں اور گردنیں مروڑ کر چہروں کا رُخ پیٹھ کی طرف پھیر دیا جائے۔ یا تم پر بھی اِس طرح لعنت کی جائے جیسے اُن لوگوں پر لعنت کی گئی تھی جنہوں نے سبت کے قانون کی خلاف ورزی کی تھی اور اُنہیں بندر بنا دیا گیا تھا۔ (سبت والوں کی داستان سورۂ اعراف کی آیات ۱۶۳ تا ۱۶۶ میں بیان کی گئی ہے)۔ چونکہ یہود میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئے تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے درگزر فرمایا اور یہود پر وہ عذاب نازل نہ کیا جس سے اُنہیں خبردار کیا گیا تھا۔

آیت ۴۸

شرک ناقابلِ معافی جرم ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ	بے شک اللہ معاف نہیں کرے گا اِسے کہ شرک کیا جائے اُس کے ساتھ
وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ	اور معاف فرمادے گا جو اِس کے علاوہ ہے، جس کے لیے چاہے گا
وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ	اور جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ
فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾	تو یقیناً اُس نے ارتکاب کیا بہت بڑے گناہ کا۔

اِس آیت میں وعید سنائی گئی کہ اللہ تعالیٰ شرک کے جرم کو معاف نہیں فرمائے گا۔اِس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرمادے گا۔اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی بس شرک نہ کرے باقی دوسرے گناہ دل کھول کر کرتا رہے۔ بلکہ دراصل اِس سے یہ بات ذہن نشین کرانی مقصود ہے کہ شرک، جس کو یہودیوں نے بہت معمولی چیز سمجھ رکھا تھا، تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ دیگر گناہوں کی معافی تو ممکن ہے مگر یہ ایسا گناہ ہے کہ معاف نہیں کیا جاسکتا۔ علماءِ یہود شریعت کے چھوٹے چھوٹے احکام میں تو بال کی کھال نکالتے تھے مگر شرک اُن کی نگاہ میں ایسا ہلکا فعل تھا کہ نہ خود اِس سے بچنے کی فکر کرتے تھے، نہ اپنی قوم کو مشرکانہ خیالات و اعمال سے بچانے کی کوشش کرتے تھے اور نہ مشرکین کی دوستی اور حمایت ہی میں اُنہیں کوئی مضائقہ نظر آتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور حقوق کے اعتبار سے یکتا ہے۔ اُس کے ساتھ کسی کو برابر کر دینا بہت بڑا ظلم ہے جس کی معافی بغیر توبہ کے ناممکن ہے۔ ضروری ہے کہ شرک کی حقیقت اور اِس کی اقسام کو سمجھا جائے تاکہ اِس گناہ سے بچنے کی کوشش کی جاسکے۔ اِس حوالے سے "حقیقت واقسامِ شرک" کے موضوع پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بیان کی سماعت یا تحریر کا مطالعہ مفید رہے گا۔

آیات ۴۹ تا ۵۰

یہود کا جھوٹا دعویٰ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُنہیں جو بڑا پاکیزہ کہتے ہیں اپنے آپ کو
بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ	بلکہ اللہ ہی پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے
وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا دھاگے کے برابر۔
اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ	دیکھو کیسے وہ گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ
وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ ع	اور کافی ہے یہ واضح گناہ ہونے کے لیے۔

اِن آیات میں یہود کے ایک دعوے کی نفی ہے۔ جب اُنہیں بری حرکتوں کو چھوڑنے اور ایمان لانے کی دعوت دی جاتی تو وہ تکبر سے کہتے اللہ نے ہمیں خاص اعزاز بخشا ہے۔ ہم تو اُس کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔ پیغمبروں کی اولاد ہیں اور بڑے پاکیزہ نفوس کے مالک ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کا تکبر کرنا، اپنی مدح سرائی کرنا اور پاکیزگی کا ڈنڈھورا پیٹنا پسند نہیں ہے۔ پاکیزگی صرف اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور اُسے دیتا ہے جو اُس کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! یہود پاکیزگی کے خود ساختہ دعویٰ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے لہٰذا ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ گھڑنا بہت بڑا جرم ہے، اور صرف یہ جرم ہی اُنہیں بدترین سزا دینے کے لیے کافی ہے۔

آیات ۵۱ تا ۵۲

یہود کی طرف سے مشرکین کی حمایت

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُن کی طرف جنہیں دیا گیا تھا ایک حصہ کتاب میں سے
يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ	وہ ایمان لا رہے ہیں بتوں اور سرکشوں پر
وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور کہتے ہیں اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا
هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾	یہ لوگ زیادہ ہدایت پر ہیں اُن سے جو ایمان لائے راستے کے اعتبار سے۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ	یہی وہ لوگ ہیں لعنت کی جن پر اللہ نے
وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ	اور جس پر لعنت کرے اللہ
فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾	تو تم ہرگز نہیں پاؤ گے اُس کے لیے کوئی مددگار۔

یہ آیات یہود کے ایک بہت بڑے جرم کی مذمت کر رہی ہیں۔ مشرکینِ مکہ نے جب بھی مدینہ پر چڑھائی کی تو یہود نے ہمیشہ اُن کا ساتھ دیا۔ ایسے ہی کسی موقع پر اُن سے پوچھا گیا کہ مسلمان بہتر ہیں یا مکہ والے؟ اُنہوں نے مسلمانوں کی دشمنی میں مشرکینِ مکہ کو بہتر قرار دیا اور اُن کی بت پرستی کی تائید کی۔ پورے عرب میں یہود کی ایک علمی ساکھ تھی۔ اُن کی طرف سے شرک اور مشرکین کی تائید عرب کے اکثر لوگوں کو گمراہ کرنے کے مترادف تھی۔ یہود نے یہ جرم جان بوجھ کر کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ شرک اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقابلِ معافی گناہ ہے اور مسلمان توحید پر ایمان رکھنے کی وجہ سے مشرکین سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔ جب کوئی قوم

علمی خیانت اور بد دیانتی میں اِس قدر نچلی سطح پر اتر آئے تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برسنا شروع ہو جاتی ہے۔ ایسے بد نصیبوں کو ذلت ور سوائی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

آیات ۵۳ تا ۵۵

یہود کی مسلمانوں سے دشمنی

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ	کیا اُن کے لیے کوئی حصہ ہے اختیار میں
فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾	تو اُس وقت وہ نہ دیتے لوگوں کو ایک تِل کے برابر۔
اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ	کیا وہ حسد کرتے ہیں لوگوں سے
عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ	اُس پر جو دیا ہے اُنہیں اللہ نے اپنے فضل سے
فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ	سو ہم نے تو دی آلِ ابراہیمؑ ہی کو کتاب اور حکمت
وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾	اور ہم نے دی اُنہیں بہت بڑی بادشاہت۔
فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ	پھر اُن میں سے کوئی ایمان لایا آپؐ پر
وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ	اور اُن میں سے کسی نے رُخ پھیر لیا آپؐ سے
وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾	اور کافی ہے جہنم بطور بھڑکتی ہوئی آگ کے۔

اِن آیات میں یہود کے مسلمانوں سے حسد کا بیان ہے۔ اُن کو اِس بات کی جلن تھی کہ نبوت یہود کے بجائے بنی اسمٰعیل میں سے حضرت محمد ﷺ کو کیوں عطا کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کو یاد دہانی کرائی کہ جس طرح تم حضرت ابراہیمؑ کی آل میں سے ہو اِسی طرح حضرت محمد ﷺ بھی اُن ہی کی آل میں سے ہیں۔ تم حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے ہو تو

حضرت محمد ﷺ، حضرت ابراہیمؑ کے بڑے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کی ذریت میں سے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آلِ ابراہیمؑ میں سے پہلے تم پر نعمتیں نازل فرمائیں اور اب بھی آلِ ابراہیمؑ ہی میں سے حضرت محمد ﷺ اور اُن کے پیروکاروں پر عنایات ہو رہی ہیں۔ البتہ آلِ ابراہیم میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کریں گے، وہ اُنہیں اپنے فضل سے نوازے گا اور جو تمہاری طرح ناشکری و نافرمانی کریں گے وہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

آیات ۵۶ تا ۵۷

جہنم میں جلی ہوئی کھال کو نئی کھال سے بدل دیا جائے گا

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا	بے شک جنہوں نے کفر کیا ہماری آیات کا
سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا	ہم عنقریب ڈال دیں گے اُنہیں آگ میں
کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ	جب بھی جل جائیں گی اُن کی کھالیں
بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا	ہم بدل کر دیں گے اُنہیں اور کھالیں اُن کے سوا
لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ	تاکہ وہ چکھتے رہیں عذاب
اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ﴿۵۶﴾	بے شک اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	ہم عنقریب داخل کریں گے اُنہیں اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش
لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ	اور اُن کے لیے اُن باغات میں ہیں پاکیزہ جوڑے
وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝۵۷	اور ہم داخل کریں گے اُنہیں گھنی چھاؤں میں۔

یہ آیت جہنم کے عذاب کے لرزا دینے والے بیان پر مشتمل ہے۔اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والے جہنم میں اِس طرح جلیں گے کہ اُن کی جل کر سڑی ہوئی کھال کو نئی کھال سے بدل دیا جائے گا تاکہ وہ مسلسل آگ کی سوزش کا عذاب چکھتے رہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّار (اے اللہ! ہمیں محفوظ فرما جہنم کی آگ سے۔) آمین! دوسری طرف اہلِ جنت ہمیشہ ہمیش باغات اور نہروں کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ وہاں اُن کے لیے پاکیزہ جوڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اُنہیں گھنے سائے عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۸ تا ۵۹

اسلام کے سیاسی اصول

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ	بے شک اللہ حکم دیتا ہے تمہیں
اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا	کہ سپرد کرو امانتیں اُن کے حق داروں کو
وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ	اور جب بھی فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان
اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ	تو فیصلہ کرو عدل کے ساتھ
اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ	بے شک اللہ کیا ہی عمدہ نصیحت کرتا ہے تمہیں اِس کے بارے میں

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾	بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اَطِيْعُوا اللّٰهَ	اطاعت کرو اللہ کی
وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ	اور اطاعت کرو رسولؐ کی
وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ	اور اُن کی جو صاحبِ اختیار ہیں تم میں سے
فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ	پس اگر تم جھگڑ پڑو کسی معاملے میں
فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ	تو لوٹا دو اُسے اللہ اور رسولؐ کی طرف
اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور آخرت کے دن پر
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ ع	یہی بہتر ہے اور عمدہ ہے انجام کے لحاظ سے۔

ع ۸ ۹

اِن آیات میں اسلام کے سیاسی نظام کے چھ اصول بیان کیے گئے ہیں:

i- ریاست میں تمام مناصب ایک اجتماعی امانت ہیں اور وہ اہل افراد کے حوالے کیے جائیں۔ عوام خلافت کے منصب کے لیے اہل فرد کے حق میں رائے دیں اور خلیفہ ماتحت مناصب پر اہل افراد کا تقرر کرے۔

ii- کسی بھی منصب پر فائز فرد' فیصلے عدل کے ساتھ کرے۔

iii- ریاست اِس بات کی پابند ہو گی کہ ہر سطح پر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ اِسی طرح ریاست کا نظم ہو گا کہ اولوالامر یعنی صاحبانِ اختیار کی بھی اطاعت کی جائے۔ البتہ صاحبانِ اختیار کی اطاعت میں ایک استثناء ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

iv- آیت ۵۸ میں اَطِیْعُوْا (اطاعت کرو) کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آئے ہیں اور رسول ﷺ کے ساتھ آئے ہیں لیکن اولوالامر کے ساتھ نہیں آئے۔ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ مطلق اور غیر مشروط اطاعت صرف اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی ہے۔ اولوالامر کی اطاعت صرف اِس صورت میں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے تابع ہو۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِی مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ (ابوداؤد)

"اطاعت نہیں کی جائے گی مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں"۔

v- اولوالامر سے اختلاف کی صورت میں قرآن وسنت سے رہنمائی کے حصول کا حکم دیا گیا ہے۔

vi- اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ کے الفاظ واضح کرتے ہیں کہ اولوالامر کا مسلمانوں میں سے ہونا لازم ہے۔

آخر میں ارشاد ہوا کہ مذکورہ بالا اصولوں کی پیروی کرنا ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ مسلمان ہونے کا دعویٰ اور اِن اصولوں سے انحراف، یہ دونوں چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ دوسرے یہ کہ اِن اصولوں پر اپنے نظام زندگی کو تعمیر کرنے ہی میں مسلمانوں کی بہتری ہے۔ صرف یہی ایک چیز اُن کو دنیا میں صراطِ مستقیم پر قائم رکھ سکتی ہے اور اِسی سے اُن کی عاقبت بھی درست ہو سکتی ہے۔

آیات ۶۰ تا ۶۱

اطاعتِ رسولؐ سے گریز منافقت کا مظہر ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُنہیں جو دعویٰ کرتے ہیں
اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ	کہ وہ ایمان رکھتے ہیں اُس کلام پر جو نازل کیا گیا اے نبیؐ! آپؐ کی طرف
وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ	اور اُس پر بھی جو نازل کیا گیا آپؐ سے پہلے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ	وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے کے لیے جائیں طاغوت کی طرف
وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ	حالانکہ اُنہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ انکار کریں طاغوت کا
وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ	اور چاہتا ہے شیطان
اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾	کہ بھٹکا کر ڈال دے اُنہیں بہت دور کی گمراہی میں۔
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جب بھی کہا جاتا ہے اُن سے کہ آؤ اُس کلام کی طرف جو نازل کیا ہے اللہ نے
وَاِلَى الرَّسُوْلِ	اور آؤ رسولؐ کی طرف
رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ	اے نبیؐ! آپؐ دیکھیں گے منافقوں کو
يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾	وہ کتراتے ہیں آپؐ سے رخ پھیرتے ہوئے۔

اِن آیات میں منافقین کی اطاعتِ رسول ﷺ سے گریز کی مجرمانہ روش بیان کی گئی ہے۔ فتح مکہ سے پہلے اسلامی ریاست قائم نہ ہوئی تھی لہٰذا مدینہ کے شہری نبی اکرم ﷺ سے اپنے تنازعات کے فیصلے کرانے کے پابند نہیں تھے۔ منافقین اپنے تنازعات کے فیصلے آپ ﷺ سے کرانے کے بجائے یہود کے علماء سے کراتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ علماءِ یہود کی عدالتوں سے دے دلا کر من پسند فیصلے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ قرآنِ حکیم کی طرف اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف تو وہ آپ ﷺ کی طرف آنے سے صاف انکار کر دیتے ہیں۔ گویا آپ ﷺ سے بغض منافقت کی علامت ہے۔ موجودہ دور میں انکارِ سنت کے فتنہ کی گمراہی بھی یہی ہے کہ وہ قرآن سے اپنی عقل کی روشنی میں استفادہ کے لیے تیار ہو جاتے ہیں لیکن سنتِ رسول ﷺ کو حجت تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔

آیات ۶۲ تا ۶۳

منافقانہ روش سے آنے والی مصیبت پر منافقین کا طرزِ عمل

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ	تو کیا حال ہوتا ہے جب پہنچتی ہے اُنہیں کوئی مصیبت
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ	اُن برائیوں کی وجہ سے جو آگے بھیجیں ہیں اُن کے ہاتھوں نے
ثُمَّ جَآءُوْكَ	پھر اے نبیؐ! وہ آتے ہیں آپؐ کے پاس
يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ	قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی
اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾	ہم نے نہیں چاہی تھی مگر بھلائی اور موافقت۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ	یہ وہ لوگ ہیں کہ جانتا ہے اللہ اُسے جو اُن کے دلوں میں ہے
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ	پس اعراض کیجئے اُن سے
وَعِظْهُمْ	اور نصیحت کیجئے اُنہیں
وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾	اور کہیے اُن سے اُن کے دلوں میں اترنے والی بات۔

اِن آیات کے پس منظر میں ایک واقعہ ہے۔ بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ یہودی حق پر تھا لہٰذا اُس نے منافق سے کہا کہ چلو اِس کا فیصلہ تمہارے رسول ﷺ سے کرا لیتے ہیں۔ یہودی جانتے تھے آپ ﷺ حق ہی کا ساتھ دیتے ہیں۔ منافق چاہتا تھا کہ فیصلہ ایک یہودی سردار کعب بن اشرف سے کروائیں۔ منافق کو توقع تھی کہ وہاں مکر و فریب اور رشوت سے فیصلہ میرے حق میں ہو سکتا ہے۔ یہودی اپنے سردار کے کردار سے واقف تھا۔ اُس نے اصرار کیا کہ فیصلہ تمہارے رسول ﷺ

سے ہی کراؤں گا۔ آپ ﷺ نے فریقین کی بات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ منافق اِس فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ کہنے لگا کہ چلو حضرت عمرؓ سے فیصلہ لیتے ہیں۔ منافق کا خیال تھا کہ حضرت عمرؓ میں اسلامی حمیت بہت ہے لہٰذا وہ میرے حق میں فیصلہ دیں گے۔ جب حضرت عمرؓ نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ سنا دیا ہے اور منافق اُسے قبول نہیں کر رہا تو آپؓ نے تلوار سے منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا کہ جو شخص نبی ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرے اُس کے لیے میرے پاس یہی فیصلہ ہے۔ منافق مقتول کے وارث نبی ﷺ کے پاس آئے اور قسمیں کھا کر کہنے لگے ہمارا ارادہ حضرت عمرؓ سے فیصلہ لینا ہرگز نہ تھا بلکہ ہم چاہتے تھے کہ وہ فریقین کے درمیان صلح اور ملاپ کرا دیں۔ اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ اِن لوگوں کے دلوں کے نفاق سے خوب واقف ہے۔ آپ ﷺ اُن کے عذر کو قبول نہ فرمائیں اور حضرت عمرؓ کے خلاف دعوے کو رد فرما دیں۔ اِن منافقین کو خیر خواہانہ نصیحت فرما دیں جو اُن کے دلوں پر اثر انداز ہو۔ آخرت کا خوف دلا کر اُن کو مخلصانہ اسلام کی طرف دعوت دیں یا دنیوی سزا سے ڈرائیں کہ اگر تم نفاق سے باز نہ آئے تو کسی وقت تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو بشر منافق کا ہوا ہے۔

آیت ۶۴

اطاعت، رسولؑ پر ایمان لانے کا لازمی تقاضا ہے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ	اور ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول
اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ	مگر اِس لیے کہ اُس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ	اور اگر بے شک اُنہوں نے جب ظلم کیا تھا اپنی جانوں پر
جَآءُوْكَ	وہ آتے آپؐ کے پاس
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ	پھر بخشش مانگتے اللہ سے
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ	اور بخشش مانگتے اُن کے لیے رسولؐ

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾	یقیناً وہ پاتے اللہ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

یہ آیت اطاعتِ رسول ﷺ کے موضوع پر فیصلہ کن اسلوب رکھتی ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہر رسولؑ کو بھیجا ہی اِس لیے گیا تاکہ اُس کی اطاعت کی جائے۔ کوئی رسولؑ اِس لیے نہیں آئے کہ بس اُن کی رسالت پر زبانی ایمان لے آیا جائے اور پھر اطاعت جس کی چاہے کی جائے۔ رسولؑ کے آنے کی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ زندگی کا جو قانون وہ لے کر آئے ہیں، تمام قوانین کو چھوڑ کر صرف اُسی کی پیروی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام وہ دیتے ہیں، تمام احکام کو چھوڑ کر صرف اُنہی پر عمل کیا جائے۔ اگر کسی نے یہی نہ کیا تو پھر اُس کا محض رسول کو رسول مان لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اگر منافقین سے غلطی ہو گئی تھی تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے' آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ ﷺ بھی اُن کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعائے استغفار کرتے تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو بخشنے اور رحم کرنے والا پاتے۔

آیات ۶۵ تا ۶۸

رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو نہ ماننے والا مومن نہیں ہے

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ	پس نہیں! قسم ہے اے نبیؐ! آپؐ کے رب کی وہ ایمان نہیں رکھتے
حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ	یہاں تک کہ وہ منصف بنائیں آپؐ کو اُس میں جو جھگڑا ہو اُن کے درمیان
ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ	پھر نہ پائیں اپنے جیوں میں کوئی تنگی اُس سے جو آپؐ فیصلہ کریں
وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾	اور اِس طرح تسلیم کریں جیسے تسلیم کرنے کا حق ہے۔

وَ لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ	اور اگر ہم فرض کر دیتے اُن پر کہ قتل کرو اپنے آپ کو
اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ	یا نکل جاؤ اپنے گھروں سے
مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ	وہ نہیں کرتے ایسا مگر تھوڑے سے لوگ اُن میں سے
وَ لَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ	اور اگر بے شک وہ کرتے ایسا، اُنہیں نصیحت کی جاتی ہے جس کی
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ	یقیناً یہ بہتر ہوتا اُن کے لیے
وَ اَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾	اور زیادہ ثابت قدم رکھنے والا ہوتا۔
وَّ اِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾	اور اُس وقت یقیناً ہم دیتے اُنہیں اپنے پاس سے شاندار بدلہ۔
وَّ لَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾	اور یقیناً ہم ہدایت دیتے اُنہیں سیدھے راستے کی۔

اِن آیات میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے نزاعی معاملہ میں آپ ﷺ سے فیصلہ نہ کرائے اور آپ ﷺ کے کیے ہوئے فیصلہ پر دل میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کرے۔ اِس آیت کا حکم صرف آپ ﷺ کی زندگی تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک کے لیے ہے۔ جو کچھ آپ ﷺ لائے ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی کے تحت آپ ﷺ نے عمل کیا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن سند ہے۔ اِس سند کو ماننے یا نہ ماننے ہی پر آدمی کے مومن ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ ہے۔ اِسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُس کی خواہشِ نفس میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔ اِن آیات پر عمل کی اب یہ صورت ہے

کہ باقاعدہ شرعی عدالتیں قائم ہوں اور ہم اپنے تمام تنازعات کا فیصلہ شریعت کی روشنی میں کرائیں۔ ایسا کرنے ہی میں ہماری بہتری ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس سے ہمارے ایمان کو اور تقویت عطا فرمائے گا اور ہمیں سیدھی راہ پر چلاتا رہے گا۔

آیات ۶۹ تا ۷۰

اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ	اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ اور رسولؐ کی
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ	تو وہ اُن کے ساتھ ہوں گے، انعام فرمایا اللہ نے جن پر
مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ	یعنی انبیاءؑ اور صدیقین اور شہداء اور صالحین
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾	اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔
ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ	یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے
ع ۱۱ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ ع	اور کافی ہے اللہ خوب جاننے والا۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے فرمانبرداروں کو جنت میں انعام یافتہ بندوں کا ساتھ عطا کرنے کی بشارت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے چار ہیں۔ صالحین، شہداءؔ، صدیقین اور انبیاء۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلنے والے نیک بندوں کا ابتدائی درجہ صالحین کا ہوتا ہے۔ اِن میں ایسے لوگ جن کے مزاج میں جوش اور حرکت ہو وہ دینِ حق کی تبلیغ اور غلبہ کے لیے سرگرمی سے محنت کرتے کرتے شہداء کا درجہ پالیتے ہیں۔ اِسی طرح وہ لوگ جن کا مزاج غور و فکر کرنے والا ہوتا ہے' وہ اپنے من میں ڈوب کر زندگی کا سراغ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور زندگی اور کائنات کے حقائق پر غور کر کے معرفتِ حق کے حصول کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ ایسے لوگ صدیقین کا مقام و مرتبہ پاتے ہیں۔ انبیاءؑ کا درجہ سب سے بلند تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی صدیقین میں سے کسی کو نبی کا مرتبہ عطا فرمایا اور کبھی شہداء میں سے۔ اِن انعام یافتہ بندوں کی رفاقت انتہائی

عمدہ ہو گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے خاص انعام کے طور پر حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کی توفیق اور پھر اپنے محبوب بندوں کی رفاقت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۱ تا ۷۳

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ سے فرار منافقانہ طرزِ عمل ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
خُذُوْا حِذْرَكُمْ	لے لو اپنے ہتھیار
فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾	پھر نکلو دستوں کی صورت میں یا نکلو سب اکٹھے ہو کر
وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ	اور بے شک تم میں سے یقیناً وہ بھی ہے جو ضرور دیر لگائے گا
فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ	پھر اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت
قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ	کہتا ہے واقعی انعام کیا اللہ نے مجھ پر
اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾	جبکہ میں نہیں تھا اُن کے ساتھ موجود۔
وَ لَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ	اور یقیناً اگر پہنچا تمہیں کوئی فضل اللہ کی طرف سے
لَيَقُوْلَنَّ	تو وہ ضرور کہے گا
كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ	گویا ہے ہی نہیں تمہارے اور اُس کے درمیان کوئی محبت
يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ	اے کاش! میں ہوتا اُن کے ساتھ

فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾	تو میں بھی پالیتا عظیم کامیابی۔

غزوۂ احد میں مسلمانوں کی شکست سے کفار کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے۔ کئی قبیلے مسلمانوں کے خلاف جارحیت کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کو جیسے ہی ایسے کسی منصوبے کی اطلاع ملتی آپ صحابہ کرامؓ کو اِس منصوبہ کو ناکام کرنے اور منصوبہ بنانے والوں کے خلاف اقدام کے لیے نکلنے کا حکم دیتے۔ اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کا حکم ہو تو فوراً لبیک کہو۔ یہ منافقانہ طرزِ عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے میں تاخیر کی جائے۔ اگلے دستے کو شکست ہو تو اپنے محفوظ رہنے کی خوشی منائی جائے اور اگر اُسے فتح ہو تو مالِ غنیمت سے محرومی کا افسوس کیا جائے۔

آیات ۷۴ تا ۷۶

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے والے کبھی ناکام نہیں ہوتے

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ	پس چاہیے کہ جنگ کریں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچ چکے ہیں دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے میں
وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور جو کوئی جنگ کرتا ہے اللہ کی راہ میں
فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ	پس اگر وہ مارا جائے یا غالب آجائے
فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾	تو عنقریب ہم دیں گے اُسے شاندار بدلہ۔
وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور کیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں
وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ	اور بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لیے جو فریاد کر رہے ہیں

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ	اے ہمارے رب! نکال ہمیں اِس بستی سے
الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ	ظالم ہیں اِس کے رہنے والے
وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا	اور بنادے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حامی
وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾	اور بنادے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار۔
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ	جو ایمان لائے ہیں وہ جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ	اور جنہوں نے کفر کیا وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت کی راہ میں
فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ	تو اے مسلمانو! جنگ کرو اِن شیطان کے ساتھیوں سے
اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ ع	بے شک شیطان کی چال کمزور ہے۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے اجر کے طلب گار ہو تو جان لو کہ اُس کی رضا اُس کی راہ میں نکل کر ہی حاصل ہوتی ہے۔ اُس کی راہ میں جنگ کرنے والا خواہ شہید ہو جائے یا فتح حاصل کر کے لوٹے، ہر صورت میں وہ اُسے شاندار اجر سے نوازے گا۔ پھر اگر کچھ بے بس ولاچار مسلمان مرد، خواتین اور بچے کافروں کے ظلم وستم کا شکار ہوں تو ایسے میں اُن کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ اُس کی راہ میں جنگ کا مقصد ہے ظلم واستحصال کا خاتمہ اور زمین پر اُس کے دین کا قیام۔ جو واقعی مومن ہے، وہ اِس کام سے کبھی باز نہ رہے گا۔ اِس کے برعکس زمین پر اللہ تعالیٰ کے باغیوں کا راج قائم کرنے کے لیے جنگ کرنے والے کافر اور شیطان کے ساتھی ہیں۔ بظاہر شیطان اور اُس کے ساتھی بڑی تیاریوں سے اٹھتے ہیں اور بڑی زبردست چالیں چلتے ہیں، لیکن اہلِ ایمان کو اُن کی تیاریوں اور چالوں سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ آخر کار اُن کا انجام ناکامی، ذلت اور رسوائی ہے۔

آیت ۷۷

صبرِ محض یعنی ظلم کے جواب میں درگذر کرنے کا حکم

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُنہیں جن سے کہا گیا تھا کہ بندھے رکھو اپنے ہاتھ
وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ	اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ
فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ	پھر جب فرض کر دیا گیا اُن پر جنگ کرنا
اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ	اُس وقت کچھ لوگ اُن میں سے ڈرنے لگے لوگوں سے
كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ	جیسے ڈرنا ہو اللہ سے یا اِس سے بھی زیادہ ڈرنا
وَ قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ	اور اُنہوں نے کہا اے ہمارے رب! کیوں تو نے فرض کر دیا ہم پر جنگ کرنا
لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ	کیوں نہ مُہلت دی ہمیں ایک قریبی مدت تک
قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ	اے نبیؐ! فرمایئے دنیا کا سامان تو بہت تھوڑا ہے
وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ	اور آخرت بہتر ہے اُس کے لئے جو اللہ کی نافرمانی سے بچے
وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝۷۷	اور تم پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا

مکی دور میں نبی اکرم ﷺ کو وحیٔ خفی کے ذریعہ حکم دیا گیا کہ مسلمان کفار کے طنز و تشدد کے جواب میں کسی ردِّ عمل کا مظاہرہ نہ کریں۔ مسلمان آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کفار کے ظلم کی شکایت کرتے اور اُن سے ظلم کا بدلہ لینے کی اجازت طلب

کرتے۔ آپ ﷺ اُنہیں صبر اور درگزر کرنے کا حکم دیتے۔ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی تلقین فرماتے کیونکہ جب تک آدمی اطاعتِ خداوندی میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے اور تکالیفِ جسمانی برداشت کرنے کا خوگر نہ ہو اور اپنا مال خرچ کرنے کا عادی نہ ہو تو اُس کے لیے جنگ کرنا اور اپنی جان دینا بہت دشوار ہوتا ہے۔ پھر اپنے موقف پر قائم رہتے ہوئے برائی کا جواب اچھائی سے دینے کا اعلیٰ اخلاقی طرزِ عمل دشمنوں پر اچھے اثرات ڈالتا ہے اور وہ اسلام قبول کرنے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ مدنی دور میں جب تربیت یافتہ ساتھیوں کی مناسب قوت فراہم ہو گئی تو مسلمانوں کو کفار کے خلاف قتال کا حکم دے دیا گیا۔ ایسے میں منافقین کی بزدلی اور دنیا کی زندگی سے محبت ظاہر ہو گئی اور وہ قتال کے حکم کو مؤخر کرنے کی التجا کرنے لگے۔ اُنہیں آگاہ کیا گیا کہ دنیا کی زندگی بہر حال مختصر ہے۔ موت تو بستر پر بھی آنی ہے۔ بہتر ہے آخرت کے عمدہ انجام کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ کر شہادت کے حصول کی کوشش کی جائے۔

یہ نکتہ بہت اہم ہے کہ ایک ایسا حکم جس پر عمل کی تلقین مکی دور میں کی گئی تھی، قرآنِ مجید میں اُس کا ذکر مدنی دور میں نازل ہونے والی اِس آیت میں کیا گیا ہے۔ اِس سے یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ پر قرآنِ حکیم کے علاوہ بھی وحی نازل ہوتی تھی۔ گویا منکرینِ حدیث کی یہ بات غلط ہے کہ وحی تمام تر قرآن میں محصور ہے اور وحیٔ خفی کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے ارشادات اُسی طرح واجب الاتباع ہیں جیسے قرآنِ مجید کے احکامات۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

موت کا وقت طے شدہ ہے

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ	جہاں کہیں تم ہو گے آ پکڑے گی تمہیں موت
وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ	اور اگرچہ تم ہو محفوظ قلعوں میں
وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ	اور اگر پہنچے اُنہیں کوئی بھلائی

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	وہ کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے
وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ	اور اگر پہنچتی ہے اُنہیں کوئی برائی
يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ	وہ کہتے ہیں یہ آپؐ کی وجہ سے ہے
قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے یہ سب اللہ کی طرف سے ہے
فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ	تو کیا ہے اِن لوگوں کو
لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾	قریب نہیں لگتا کہ وہ سمجھیں بات۔
مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ	جو پہنچے تمہیں بھلائی تو وہ اللہ کی طرف سے ہے
وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ	اور جو پہنچے تمہیں برائی تو وہ تمہاری اپنی وجہ سے ہے
وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا	اور اے نبیؐ! ہم نے بھیجا ہے آپؐ کو لوگوں کے لیے رسول بنا کر
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾	اور کافی ہے اللہ گواہ۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ انسان اپنی حفاظت کے لیے کتنے ہی اسباب فراہم کرلے 'موت اپنے وقت پر آکر رہے گی۔ منافقین موت سے ڈرتے ہیں اور قتال فی سبیل اللہ کی پکار پر لبیک نہیں کہتے۔ اِس بزدلی کی وجہ سے جب اُنہیں ذلت و رسوائی کا سامنا ہوتا ہے تو غصہ کا اظہار نبی اکرم ﷺ پر کرتے ہیں۔ ہر آفت کو معاذ اللہ نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ فرمایا کہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور آفات تمہارے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ تمام انسانوں کی طرف اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور عظمتوں کی حامل وہ برگزیدہ ہستی ہیں کہ کسی کی گستاخیاں اُن کی عظمت کو متأثر نہیں کر سکتیں۔

آیات ۸۰تا۸۱

رسول ﷺ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ	جس نے اطاعت کی رسولؐ کی
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ	تو یقیناً اُسی نے اطاعت کی اللہ کی
وَمَنْ تَوَلّٰى	اور جس نے رخ پھیر لیا
فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ﴿۸۰﴾	تو اے نبیؐ ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو اُن پر نگران بنا کر۔
وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۖ	اور وہ کہتے ہیں اطاعت کریں گے
فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ	پھر اے نبیؐ! جب وہ نکلتے ہیں آپؐ کے پاس سے
بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ	رات کے وقت مشورہ کرتا ہے ایک گروہ اُن میں سے
غَيْرَ الَّذِىْ تَقُوْلُ	برخلاف اُس کے جو آپؐ کہتے ہیں
وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ	اور اللہ لکھ رہا ہے اُسے جو وہ رات کو مشورہ کرتے ہیں
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ	پس آپؐ اِن سے اعراض کیجیے اور بھروسہ کیجیے اللہ پر
وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾	اور کافی ہے اللہ کارساز ہونا۔

اِن آیات میں یہ اہم حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات انسانوں تک آپ ﷺ کے ذریعہ ہی پہنچے ہیں۔ اِن احکامات کی حکمت اور منشا کو آپ ﷺ ہی سب سے بہتر سمجھتے

ہیں۔ پھر اِن احکامات کی اطاعت کا عملی نمونہ بھی آپ ﷺ ہی پیش کر سکتے ہیں۔ لہٰذا جو آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی بھی اطاعت نہیں کرتا۔ منافقین آپ ﷺ کے سامنے تو اطاعت کرنے کا وعدہ کرتے تھے لیکن بعد میں طرزِ عمل برعکس اختیار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تمام باتوں اور حرکات کو محفوظ کر رکھا ہے۔ عنقریب وہ اپنی اِس روش کا برابدلہ پاکر رہیں گے۔

آیت ۸۲

منافقت کا علاج تدبر قرآن میں ہے

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ	تو کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن میں؟
وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ	اور اگر یہ ہوتا اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے
لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ﴿۸۲﴾	یقیناً وہ پاتے اِس میں بہت سے اختلافات۔

اِس آیت میں منافقین کو ملامت کی گئی ہے کہ وہ قرآنِ حکیم پر غور و فکر نہیں کرتے۔ قرآن کے مضامین پر غور انسان کے باطن کو منافقت سے پاک اور ایمان سے منور کرتا چلا جاتا ہے۔ منافقین ذرا اِس نکتہ پر غور کریں کہ اگر قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی انسان کا کلام ہوتا تو ضرور اِس کے مضامین میں تضاد ہوتا۔ کوئی انسان اِس بات پر قادر نہیں کہ سال ہا سال تک وہ مختلف حالات میں، مختلف مواقع پر، مختلف مضامین پر تقریریں کرے اور اُس کی ساری تقریریں ایسا مربوط مجموعہ بن جائیں جس کا کوئی جز دوسرے جز سے متصادم نہ ہو۔ جس میں رائے کی تبدیلی کا کوئی نشان تک نہ ملے۔ جس میں متکلم کے نفس کی مختلف کیفیات اپنے مختلف رنگ نہ دکھائیں۔ جس پر کبھی نظرِ ثانی کی ضرورت نہ پیش آئے۔ انسان کی سوچ میں تبدیلی اور ارتقاء ہوتا رہتا ہے۔ اِس ارتقاء اور سوچ کی تبدیلی کی وجہ سے اُس کے بیانات میں وقت کے ساتھ ساتھ تضاد سامنے آتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ہمیشہ سے

علمِ کامل ہے جس میں کسی ارتقاء کا تصور رکھنا کفر ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا کلام جو نازل تو تقریباً ۲۳ برس میں ہوا ہے لیکن ہر قسم کے تضاد سے پاک ہے۔ یہ حقیقت شہادت دے رہی ہے کہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔

آیات ۸۳ تا ۸۴

بغیر تحقیق کے خبر آگے نہ بڑھاؤ

وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ	اور جب آتا ہے اُن کے پاس کوئی معاملہ امن یا خوف کا
اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ	مشہور کر دیتے ہیں اُسے
وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ	اور اگر وہ لوٹا دیتے اُسے رسولؐ کی طرف
وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ	اور اپنے اصحابِ اختیار تک
لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ	تو یقیناً جان لیتے اُسے وہ جو نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں بات کا اُن میں سے
وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ	اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اُس کی رحمت
لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۳﴾	یقیناً تم پیچھے لگ جاتے شیطان کے سوائے چند کے۔
فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ	تو اے نبیؐ! جنگ کیجئے اللہ کی راہ میں
لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ	آپؐ ذمہ دار نہیں بنائے گئے مگر صرف اپنی جان کے
وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ	اور ترغیب دیجئے مومنوں کو
عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	قریب ہے کہ اللہ روک دے جنگ اُن سے جنہوں نے

	کفر کیا ہے
وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا	اور اللہ بہت سخت ہے پکڑ کرنے میں
وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾	اور وہ بہت سخت ہے سزا دینے میں۔

اِن آیات میں منافقین کا افواہیں پھیلانے کا جرم بیان کیا گیا ہے۔ اُنہیں جو خبر ملتی ہے اُسے بلا تحقیق آگے پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ مناسب ہوتا کہ ملنے والی خبر نبی اکرم ﷺ اور صاحبانِ اختیار تک پہنچائی جاتی تاکہ وہ تحقیق کر کے اُس کی تصدیق یا تردید کرتے۔ خبردار کیا گیا کہ تحقیق کیے بغیر کسی خبر کو آگے بیان کر دینا شیطان کی پیروی ہے اور اِس سے طرح طرح کے فتنے رونما ہو سکتے ہیں۔ جذباتی اسلوب اختیار کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ کوئی آپ ﷺ کا ساتھ دے یا نہ دے آپ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کیجئے۔ یہ دراصل منافقین کی بزدلی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مذمت کا ایک اسلوب ہے۔ اہلِ ایمان کے جوشِ جہاد و قتال میں اِس اسلوب سے اور اضافہ ہوا۔ مزید یہ کہ اگر آپ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کو تیار رہیں گے اور مسلمانوں کو بھی ترغیب دیتے رہیں گے تو مسلمان یقیناً آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد پر کمربستہ ہو جائیں گے۔ جس کا اثر یہ ہو گا کہ دشمن آپ ﷺ کی عسکری تیاری اور جذبہ دیکھ کر خود ہی لڑائی کے ارادہ سے باز رہے گا۔ اگر ایسا نہ ہوا اور اُس نے حملہ کی ٹھان لی تو اللہ تعالیٰ اُس سے نمٹنے پر قادر ہے اور اُسے عبرتناک سزا دے سکتا ہے۔

آیات ۸۵ تا ۸۷

اچھی دعوت صدقۂ جاریہ اور بری دعوت گناہِ جاریہ ہے

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً	جو کرے گا سفارش، اچھی سفارش
يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا	ہو گا اُس کا حصہ اُس میں سے
وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً	اور جو کرے گا سفارش، بری سفارش

يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا	ہو گا اُس کے لیے بوجھ اُس میں سے
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾	اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔
وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ	اور جب تمہیں دعا دی جائے سلامتی کی
فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ	تو تم دعا دو بہتر اُس سے
اَوْ رُدُّوْهَا	یا لوٹا دو اُسی کو
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾	بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔
اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ	اللہ! نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ	وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا قیامت کے دن کہ جس کے آنے میں کوئی شک نہیں
وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ ع ۱۱ ۸	اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے بات کہنے میں۔

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ جو نیکی کی طرف بلائے گا اُسے نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملے گا اور جو برائی کی طرف دعوت دے گا اُسے برائی کرنے والے کے برابر سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خیر کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مزید ارشاد ہوا کہ جب بھی تمہیں کسی کی طرف سے سلام کی صورت میں سلامتی کی دعا کا تحفہ ملے تو تم جواب میں زیادہ بہتر دعا دو یا کم از کم تحفہ پیش کرنے والے کو ویسی ہی دعا تو ضرور دو۔ اگر سلام کرنے والے نے "السلام علیکم" کہا ہے تو جواب میں "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" کہا جائے۔ اور اگر سلام کے الفاظ ہوں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" تو جواب میں کہا جائے "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ"۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا یہاں تک کہ دعا اور جوابِ دعا کے کلمات کا بھی حساب رکھ رہا ہے۔ روزِ قیامت اِس حساب کا نتیجہ ظاہر فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس روز ہمیں سرخرو فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۸ تا ۸۹

منافقین کا ہجرت سے گریز

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ	تو کیا ہے تمہیں کہ منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے
وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا	حالانکہ اللہ نے الٹا پھیر دیا ہے اُنہیں (کفر کی طرف) اُس وجہ سے جو اُنہوں نے کمایا
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ	کیا تم چاہتے ہو کہ ہدایت دو اُسے جسے گمراہ کر دیا اللہ نے
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ	اور جسے گمراہ کر دیا اللہ نے
فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾	تو تم ہر گز نہیں پاؤ گے اُس کے لیے کوئی راستہ۔
وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا	وہ چاہتے ہیں کاش کہ تم کفر کرو جیسے اُنہوں نے کفر کیا
فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً	پھر تم ہو جاؤ برابر
فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ	تو نہ بناؤ اُن میں سے کسی طرح کے دوست
حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اللہ کی راہ میں
فَاِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر وہ رُخ پھیر لیں
فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ	تو پکڑو اُنہیں اور قتل کرو اُنہیں جہاں تم پاؤ اُنہیں

وَ لَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾	اور نہ بناؤاُن میں سے کوئی دوست اور نہ کوئی مدد گار۔

نبی اکرم ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد مختلف قبائل میں موجود مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ آجائیں تاکہ اُن کے لیے دین پر عمل کرنا آسان ہو اور مسلمانوں کی افرادی قوت میں اضافہ ہو۔اپنا گھر، جائداد، کاروبار اور رشتہ دار چھوڑ کر نقلِ مکانی کرنا بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ منافقین ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔اِن آیات میں اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ جو مسلمان بغیر کسی حقیقی عذر کے ہجرت کے لیے تیار نہ ہوں وہ منافق ہیں۔اُن کے لیے کوئی نرم گوشہ نہ رکھو۔نہ اُن سے دوستی کرو اور نہ ہی اُن کا کوئی لحاظ رکھو۔کافروں کی طرح اُن کے خلاف بھی جنگ کرو اور جہاں پاؤ وہیں اُنہیں قتل کرو۔

آیات ۹۰ تا ۹۱

ہجرت نہ کرنے والے منافقین کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ	سوائے اُن منافقین کے جو تعلق رکھتے ہیں ایسی قوم سے کہ تمہارے اور اُن کے درمیان معاہدہ ہے
اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ	یا وہ آئیں تمہارے پاس کہ تنگ ہوں اُن کے سینے
اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ	کہ وہ لڑیں تم سے یا لڑیں اپنی قوم سے
وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ	اور اگر چاہتا اللہ تو یقیناً غلبہ دے دیتا اُنہیں تم پر
فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ	تو وہ ضرور لڑتے تم سے
فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ	پس اگر وہ تم سے الگ رہیں
فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ	پھر نہ لڑیں تم سے

وَ اَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ	اور پیش کریں تمہیں صلح کا پیغام
فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝۹۰	تو پھر نہیں دی اللہ نے تمہیں اُن کے خلاف کوئی راہ (اقدام کرنے کی)۔
سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ	عنقریب تم پاؤ گے کچھ دوسروں کو
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ	وہ چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں تم سے
وَ يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ	اور امن میں رہیں اپنی قوم سے بھی
كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ	لیکن جب کبھی پھیرے جاتے ہیں کسی فتنے کی طرف
اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ	وہ پڑ جاتے ہیں اُس فتنے میں
فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ	تو اگر وہ الگ نہ رہیں تم سے
وَ يُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ	اور نہ پیش کریں تمہیں صلح کا پیغام
وَ يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ	اور نہ روکیں اپنے ہاتھ
فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ	تو پکڑو اُنہیں اور قتل کرو اُنہیں جہاں تم پاؤ اُنہیں
ع ۱۲ ۱۴ وَ اُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝۹۱ ع	اور یہی لوگ ہیں کہ ہم نے دیا ہے تمہیں جن کے خلاف کھلا اختیار۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ بلا عذر ہجرت نہ کرنے والے اُن منافقین کے خلاف اقدام نہ کرو جن کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہو جس سے تمہارا معاہدہ ہے۔ اِسی طرح اگر اُن میں سے کوئی خود ہی آکر مجبوری کا اظہار کرے اور امان طلب کرے تو اُسے امان دے دو اور پھر دی گئی امان کا خیال رکھو۔ البتہ اگر کوئی منافق امان لے کر اسلام دشمن سرگرمی میں ملوث پایا جائے تو پھر موقع

ملتے ہی اُسے بھرپور سزا دو۔ واضح کیا گیا کہ منافقین کو جان کی امان دینے کی تین ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ وہ آکر مسلمانوں سے صلح کر لیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے خلاف کسی مہم میں شریک نہ ہوں۔ تیسرے یہ کہ اگر اُنہیں مجبوراً شریک ہونا ہی پڑے تو پھر اپنے ہاتھ روکے رکھیں یعنی عملاً لڑائی میں شامل نہ ہوں۔ اگر یہ تینوں باتیں نہ پائی جائیں تو اُن کے خلاف مسلمانوں کو ہر ممکن کاروائی کا پورا حق حاصل ہے۔

آیت ۹۲

قتلِ خطا کا کفارہ

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ	اور زیبا نہیں کسی مومن کو کہ وہ قتل کرے کسی مومن کو مگر غلطی سے
وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا	اور جس نے قتل کیا کسی مومن کو غلطی سے
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ	تو آزاد کرنا ہے ایک مومن غلام
وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ	اور خون بہا حوالے کرنا ہے مقتول کے گھر والوں کو
اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا	سوائے اِس کے کہ وہ معاف کر دیں
فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ	اور اگر مقتول ہو کسی ایسی قوم سے جو دشمن ہے تمہاری اور وہ مقتول مومن تھا
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ	تو آزاد کرنا ہے ایک مومن غلام
وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ	اور اگر مقتول تھا اُس قوم سے تھا کہ تمہارے اور اُن کے درمیان معاہدہ ہے

فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ	تو خون بہا حوالے کرنا ہے مقتول کے گھر والوں کو
وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ	اور آزاد کرنا ہے ایک مومن غلام
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ	پھر جو نہ پائے
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ	تو روزے رکھنے ہیں دو ماہ لگاتار
تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ	توبہ کرتے ہوئے اللہ سے
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِس آیتِ مبارکہ میں آگاہ کیا گیا کہ اگر کوئی مسلمان غلطی سے کسی مسلمان کو قتل کر دے تو اُس کے کفارہ کی صورت یہ ہو گی:

i- ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا اور مقتول کے ورثاء کو خون بہا ادا کرنا۔

ii- مقتول مسلمان ہو لیکن اُس کا تعلق کسی دشمن قوم سے ہو تو صرف مسلمان غلام کو آزاد کرنا۔

iii- اگر مقتول کی قوم سے معاہدہ ہو تو پھر ورثاء کو خون بہا دینا اور مسلمان غلام آزاد کرنا۔

iv- اگر قاتل کو آزاد کرنے کے لیے غلام میسر نہ ہو یا وہ مالی اعتبار سے غلام آزاد کرنے کی سکت نہ رکھتا ہو تو پھر لگاتار دو مہینوں کے روزے رکھنا۔

فقہاء نے احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تحریر کیا ہے کہ ذمی کو غلطی سے قتل کرنے کا بھی وہی حکم ہے جو مسلمان مقتول کے لیے ہے۔ اِسی طرح مسلمان غلام کے بجائے مسلمان کنیز کو بھی آزاد کیا جا سکتا ہے۔

آیت ۹۳

قتلِ ناحق کا وبال

وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا	اور جو قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر

فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ	تو اُس کا بدلہ جہنم ہے
خٰلِدًا فِیْهَا	وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اُس میں
وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ	اور غضبناک ہوا اللہ اُس پر
وَ لَعَنَهٗ	اور اللہ نے لعنت کی اُس پر
وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ﴿۹۳﴾	اور اللہ نے تیار کیا ہے اُس کے لیے بڑا عذاب۔

اِس آیت میں خبر دار کیا گیا کہ جس نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق قتل کیا اور توبہ وندامت کے بغیر مر گیا تو وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر ناراض ہوا۔ اُس پر اللہ تعالیٰ نے پھٹکار نازل کی اور اُس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ قتلِ ناحق کسی غیر مسلم کا ہو تو وہ بھی شدید جرم ہے لیکن اگر مسلم کا ہو تو مزید سنگین جرم بن جاتا ہے۔ یہ ایسا خبیث جرم ہے کہ اِس دنیا میں اِس کا کفارہ ممکن ہی نہیں۔ دنیا میں اِس کی سزا قصاص اور آخرت میں جہنم ہے۔ اِس آیت میں جہنم کی سزا بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے غضب، اُس کی لعنت اور عظیم عذاب کے ذکر سے اِس جرم کی شدت وخباثت ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ جرم ہمارے ہاں بہت عام ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کی جان کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۹۴

سلام کرنے والے کو بلا تحقیق کافر نہ سمجھو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	جب تم سفر پر نکلو اللہ کی راہ میں
فَتَبَیَّنُوْا	تو تحقیق کر لیا کرو

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ	اور نہ کہو اُسے جو پیش کرے تمہیں سلام کہ تم مومن نہیں ہو
تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	تم چاہتے ہو مال و اسباب دنیا کی زندگی کا
فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ	تو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں
كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ	ایسے ہی تم بھی تھے اِس سے پہلے
فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ	تو احسان فرمایا اللہ نے تم پر
فَتَبَيَّنُوْا	تو تحقیق کر لیا کرو
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾	بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

جنگوں کے دوران ایک پیچیدگی یہ پیش آتی تھی کہ مسلمان جب کسی دشمن گروہ پر حملہ کرتے اور اُس گروہ میں شامل کوئی شخص اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرنے کے لیے " السلام علیکم "کہہ دیتا۔ مسلمانوں کو گمان ہوتا کہ شاید یہ کافر ہے لیکن محض جان بچانے کے لیے سلام کر رہا ہے۔ اِس لیے بعض اوقات وہ اُسے قتل کر دیتے اور اُس کی چیزیں غنیمت کے طور پر حاصل کر لیتے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایسے ہر موقع پر نہایت سختی کے ساتھ سرزنش فرمائی مگر اِس قسم کے واقعات برابر پیش آتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں اِس پیچیدگی کو حل فرمایا۔ اِس آیت میں یہ ہدایت دی گئی کہ اگر کوئی شخص زبان سے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کرے اور کسی کفریہ عقیدہ کو زبان پر نہ لائے تو اُس کے متعلق تمہیں سرسری طور پر یہ فیصلہ کر دینے کا حق نہیں ہے کہ وہ محض جان بچانے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے۔ حقیقت تو تحقیق ہی سے معلوم ہو گی کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ تحقیق کے بغیر چھوڑ دینے میں اگر یہ امکان ہے کہ ایک کافر جھوٹ بول کر جان بچا لے جائے، تو قتل کر دینے میں اِس کا امکان بھی ہے کہ ایک مومن

بے گناہ تمہارے ہاتھ سے مارا جائے۔ بہر حال ایک کافر کو چھوڑ دینے میں غلطی کرنا اِس سے کہیں بہتر ہے کہ ایک مومن کو قتل کرنے میں غلطی کی جائے۔

آیات ۹۵ تا ۹۶

اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کی فضیلت

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ	برابر نہیں ہیں بیٹھ رہنے والے مومنوں میں سے بغیر کسی عذر کے
وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ	اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے
فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ	فضیلت دی ہے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو اپنے مال اور اپنی جانوں سے بیٹھ رہنے والوں پر درجہ میں
وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ	اور سب سے وعدہ فرمایا اللہ نے بھلائی کا
وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ﴿۹۵﴾	اور فضیلت دی ہے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ایک شاندار بدلے سے۔
دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً	یہ درجے ہیں اللہ کی طرف سے اور بخشش اور رحمت
وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ ع ۱۳ ۱۵	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کے لیے نکلتے ہیں وہ درجات کے اعتبار سے اُن پر فضیلت رکھتے ہیں جو بلا عذر گھر بیٹھے رہتے ہیں۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے ہر با عمل اور سچے مومن سے بھلائی کا وعدہ فرما رکھا ہے لیکن اللہ تعالیٰ بلا عذر گھر بیٹھے رہنے والوں کے مقابلہ میں اپنی راہ میں نکل کر قربانیاں دینے والوں کو شاندار اجر عطا فرمائے گا۔ البتہ یہاں ذکر اُن بیٹھنے والوں کا ہے جو جہاد کے فرض کفایہ ہونے کی صورت میں میدانِ جنگ کی طرف جانے کے بجائے دوسرے کاموں میں لگے رہیں۔ یہاں اُن بیٹھنے والوں کا ذکر نہیں ہے جن کو جہاد پر جانے کا حکم دیا جائے اور وہ بہانے کر کے بیٹھ رہیں، یا نفیرِ عام ہو اور جہاد فرض عین ہو جائے پھر بھی وہ جنگ پر جانے سے جی چرائیں۔ ایسی صورت میں جہاد کے لیے نہ نکلنے والا صرف منافق ہی ہو سکتا ہے اور اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بھلائی کا وعدہ نہیں ہے اِلّا یہ کہ وہ کسی حقیقی معذوری کا شکار ہو۔

آیات ۹۷ تا ۹۹

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت نہ کرنے والوں کا انجام

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ	بے شک وہ کہ قبض کرتے ہیں جن کی جانیں فرشتے
ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ	اِس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والے تھے اپنی جانوں پر
قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ	فرشتے پوچھتے ہیں کہ کس حال میں تم لوگ تھے؟
قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ	وہ کہتے ہیں ہم تھے بے بس زمین میں
قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً	فرشتے کہتے ہیں کیا نہیں تھی اللہ کی زمین کشادہ
فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ	تو تم ہجرت کر جاتے اُس میں
فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ	پس یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے

وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾	اور وہ بہت ہی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔
اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ	سوائے وہ بے بس مرد، عورتیں اور بچے
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً	جو نہیں کر سکتے کوئی تدبیر ہجرت کی
وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾	اور نہ ہی وہ جانتے ہیں راستہ۔
فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ	سو یہ لوگ ہیں قریب ہے اللہ کہ معاف کر دے اُنہیں
وَ كَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾	اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بہت بخشنے والا ہے۔

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ جو لوگ بلا عذر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت نہیں کرتے 'موت کے وقت فرشتے اُنہیں ملامت کرتے ہیں اور جہنم میں داخل ہونے کی وعید سناتے ہیں۔ البتہ جو مسلمان واقعی معذور ہوں جیسے بیمار، بچے، بوڑھے، عورتیں اور کافروں کی قید میں پڑے ہوئے مسلمان تو اللہ تعالیٰ اُنہیں ہجرت نہ کرنے پر سزا نہیں دے گا۔ اِسی طرح اُن مسلمانوں کو بھی معاف کر دیا جائے گا جن کے پاس سواری کا بندوبست نہ ہو اور نہ ہی وہ پیدل سفر کی مشقت اٹھانے کے قابل ہوں یا اُنہیں دارالاسلام تک پہنچنے کا راستہ ہی معلوم نہ ہو۔

آیت ۱۰۰

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کا اجر

وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور جو ہجرت کرے گا اللہ کی راہ میں
يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّ سَعَةً	وہ پائے گا زمین میں پناہ کے لیے بڑی جگہ اور وسعت
وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ	اور جو نکلا اپنے گھر سے ہجرت کرنے اللہ اور اُس کے

رَسُوْلِهٖ	رسولؐ کی طرف
ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ	پھر آ پکڑا اُسے موت نے
فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ	تو ثابت ہو گیا اُس کا اجر اللہ کے ذمہ
ع ۱۴ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی فضیلت و برکت کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرنے والوں کو بشارت دی گئی کہ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے زمین میں بڑی وسعت اور نعمتیں رکھی ہیں۔

جرأت ہے نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مردِ خدا! ملکِ خدا تنگ نہیں ہے

پھر آخرت کا ثواب درجات تو وہم و گمان سے بالاتر ہے۔ ہجرت کے لیے گھر سے نکلنے کے ساتھ ہی انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم کا حق دار ہو جاتا ہے خواہ اُسے راستے ہی میں موت کا سامنا کرنا پڑے۔ البتہ شرط یہ ہے کہ ہجرت اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے لیے ہو۔ ایک حدیثِ مبارکہ کے مطابق جس نے مال کی طلب یا کسی عورت کے نکاح کے خیال سے ہجرت کی تو اُس کی ہجرت کا بدلہ وہی چیز ہے جس کی طرف اُس نے ہجرت کی۔

آیت ۱۰۱

نماز میں قصر کرنے کا حکم

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ	اور جب تم سفر کرو زمین میں
فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ	تو نہیں ہے تم پر کچھ حرج
اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ	کہ تم کچھ کمی کر لو نماز میں

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ	اگر تم ڈرتے ہو کہ ستائیں گے تمہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝۱۰۱	بے شک کافر تو تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

اِس آیت میں دورانِ سفر نماز میں قصر کرنے کا حکم ہے۔آیت کے الفاظ کی روشنی میں بظاہر یہ حکم محض اجازت کے درجہ میں ہے اور وہ بھی اُس سفر کے دوران ہے جس میں دشمن سے خطرہ محسوس ہو۔البتہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے کہ آپ ﷺ نے ہر سفر کے دوران جس کی ایک معینہ مسافت ہو'نماز میں قصر کی سہولت اختیار کی۔البتہ قصر کی سہولت اختیار کرنے کے لیے مسافت کے فاصلے اور سفر کے دوران کسی مقام پر قیام کی مدت کے حوالے سے فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔نماز میں قصر سے مراد یہ ہے کہ ظہر، عصر اور عشاء کے وقت دو فرض جبکہ، مغرب کے وقت تین فرض ادا کیے جائیں۔فجر کی نماز میں کوئی کمی نہیں کی جاتی اور عشاء کی نماز میں وتر بھی ادا کیے جاتے ہیں۔

آیت ۱۰۲

صلوۃ الخوف کا حکم

وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ	اور اے نبیؐ! جب آپؐ موجود ہوں اُن میں
فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ	پھر آپؐ قائم کریں اُن کے لیے نماز
فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ	تو چاہیے کہ کھڑی ہو ایک جماعت اُن میں سے آپؐ کے ساتھ
وَ لْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ	اور وہ پکڑے رکھیں اپنے ہتھیار
فَاِذَا سَجَدُوْا	پھر جب وہ سجدہ کر چکیں

فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ ۪	تو وہ ہو جائیں تمہارے پیچھے
وَ لْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا	اور آ جائے دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی
فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ	پھر وہ نماز پڑھ لے آپؐ کے ساتھ
وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ	اور وہ پکڑے رکھیں اپنی ڈھالیں اور اپنے ہتھیار
وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	چاہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ	کاش کہ تم غافل ہو جاؤ اپنے اسلحہ اور اپنے ساز و سامان سے
فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ	تو وہ ٹوٹ پڑیں تم پر ایک ہی بار حملہ کر کے
وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ	اور نہیں ہے کوئی گناہ تم پر
اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ	اگر ہو تمہیں تکلیف بارش کی وجہ سے
اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى	یا تم ہو بیمار
اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ	کہ تم رکھ دو اپنے ہتھیار
وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ	اور پکڑے رکھو اپنی ڈھالیں
اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾	بے شک اللہ نے تیار کیا ہے کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب۔

اِس آیت میں دورانِ جنگ یا کسی اور وجہ سے خوف کی حالت میں باجماعت نماز کی ادائیگی کا ذکر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جنگ کی خاطر سفر کے دوران ہر صحابیؓ کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ آپ ﷺ کی امامت میں نماز ادا کریں۔ اِس حالت میں باجماعت نماز کی ادائیگی کی کئی صورتیں روایات میں بیان کی گئی ہیں۔ اِن صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ ساتھیوں کی نصف تعداد آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہو۔ آپ ﷺ آدھی نماز کے بعد تشریف فرما ہیں اور وہ ساتھی اپنی نماز مکمل کر کے چلے جائیں۔ اب باقی ساتھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں ایسے شریک ہوں جیسے تاخیر سے آنے والے شریک ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ بقیہ نماز مکمل کر کے سلام پھیر دیں اور یہ ساتھی بعد میں اپنی نماز مکمل کر لیں۔ نماز کے دوران اپنے اسلحہ اور سامانِ دفاع کو ساتھ رکھیں تاکہ کفار کوئی جارحیت نہ کر سکیں۔

آیت ۱۰۳

نماز پابندیٔ وقت کے ساتھ فرض ہے

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ	پھر جب تم ادا کر چکو نماز
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ	تو ذکر کرو اللہ کا کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے اپنی کروٹوں پر
فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ	پھر جب تم اطمینان پالو
فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ	تو قائم کرو نماز
اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾	بے شک نماز فرض ہے مومنوں پر مقررہ اوقات میں۔

اِس آیت میں پابندیٔ وقت کے ساتھ نماز کی فرضیت کا حکم ہے۔ یہ ہدایت بھی ہے کہ نماز کی حکمت ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا لیکن نماز کے بعد بھی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھنا ہے۔ ذکر کے معنی ہیں اِسْتِحْضَارُ اللّٰهِ فِی الْقَلْبِ یعنی دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد

بسائے رکھنا۔ ذکر تلاوتِ قرآنِ حکیم، تسبیح، تحمید، تکبیر، تہلیل، استغفار، مسنون اذکار اور دعاؤں کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص خاموش ہے لیکن اُس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے تب بھی وہ حالتِ ذکر میں ہے۔ پھر ذکر سے مراد یہ بھی ہے کہ ہم ہر کام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو یاد رکھیں، جھوٹ نہ بولیں، کسی کو دھوکہ نہ دیں اور اپنے جملہ فرائض دیانت داری سے ادا کریں۔

آیت ۱۰۴

مسلمان اور کافر کے عمل کا فرق

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ	اور کمزوری نہ دکھاؤ (دشمن) قوم کا پیچھا کرنے میں
اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ	اگر تم نے دکھ جھیلا ہے
فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ	تو بے شک اُنہوں نے بھی دکھ جھیلا ہے جیسے تم نے دکھ جھیلا ہے
وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ	اور تم تو امید رکھتے ہو اللہ سے اُس (اجر) کی جس کی وہ اُمید نہیں رکھتے
ع ۱۵ ۱۲ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

یہ آیت مسلمانوں کو ترغیب دے رہی ہے کہ کیسے ہی مشکل حالات ہوں' وہ کفار کا مقابلہ اور تعاقب کرنے میں کمزوری نہ دکھائیں۔ کفار باطل کے لیے مال و جان کی قربانیاں دے رہے ہیں حالانکہ اُنہیں آخرت میں کسی خیر کی امید نہیں۔ اُن کے سامنے صرف دنیا اور اُس کے ناپائیدار فائدے ہیں۔ اِس کے برعکس مسلمان اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دیں گے تو اُنہیں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی خوشنودی و تقرب اور آخرت کے ابدی و اعلیٰ انعامات حاصل ہونے کی توقع ہے۔ جنگ میں جیسے جانی نقصان یا دکھ مسلمانوں کو پہنچتا ہے ویسے ہی کافروں کو بھی پہنچتا ہے۔ کافر باطل پر ہو کر یہ سب کچھ برداشت کرتے ہیں تو پھر مسلمان حق پر ہو

کر یہ سب کیوں نہ برداشت کریں؟ مسلمان شہید ہو جائیں یا زندہ سلامت گھر آ جائیں، دونوں صورتوں میں اُنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم اجر و ثواب ملنے کی امید ہے۔

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۶

عدل کرو، خیانت کرنے والے کی طرف داری نہ کرو

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ	بے شک اے نبیؐ! ہم نے نازل کی ہے آپؐ کی طرف کتاب حق کے ساتھ
لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ	تاکہ آپؐ فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان اُس کے ذریعہ جو بصیرت دی ہے آپؐ کو اللہ نے
وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآىِٕنِیْنَ خَصِیْمًا ۙ﴿۱۰۵﴾	اور نہ بنیں خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والے۔
وَّ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ	اور بخشش مانگیے اللہ سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۚ﴿۱۰۶﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جو سو فیصد حق ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے توسط سے ہر حاکم اور قاضی کو ہدایت دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جانے والی بصیرت اور فہم کو بروئے کار لاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کی روشنی میں عدل کریں۔ کسی مصلحت یا خوف کی وجہ سے خیانت کرنے والوں کی طرف داری نہ کریں۔ اِس حوالے سے اگر لاشعوری طور پر خطا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کریں۔ وہ ہر خطا کو بخشنے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔

آیات ۱۰۷ تا ۱۰۹

عدل کے معاملہ میں تعصب نہ کرو

وَ لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ	اور اے نبیؐ! جھگڑا نہ کیجئے اُن کی طرف سے جو خیانت کرتے ہیں اپنے آپ سے
اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا ۙ﴿۱۰۷﴾	بے شک اللہ پسند نہیں کرتا اُسے جو خیانت کرنے والا، گناہ گار ہو۔
یَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ	وہ چھپا سکتے ہیں (اپنے ارادے) لوگوں سے
وَ لَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ	اور نہیں چھپا سکتے اللہ سے
وَ هُوَ مَعَهُمْ	اور وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے
اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ	جب وہ مشورہ کرتے ہیں رات کو ایسی بات کا، وہ خوش نہیں ہوتا جس سے
وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا ﴿۱۰۸﴾	اور اللہ اُس کا جو وہ کر رہے ہیں احاطہ کرنے والا ہے۔
هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ	(اے مسلمانو) سنو! یہ تم ہی تو ہو
جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا	جو جھگڑتے ہو اُن کی طرف سے دنیا کی زندگی میں
فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ	پس کون جھگڑے گا اللہ سے اُن کے بارے میں روزِ قیامت؟
اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۱۰۹﴾	یا کون ہو گا اُن کا وکیل؟۔

اِن آیات کے پس منظر میں ایک واقعہ ہے۔ ایک منافق نے چوری کا جرم کیا لیکن الزام ایک یہودی پر لگا دیا۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ منافق کی باتوں سے متأثر ہو کر اُسے سچا سمجھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حقیقتِ حال سے آگاہ فرما دیا۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو اِس طرح کے جھوٹے اور خیانت کرنے والے عناصر کی حمایت کرنے سے منع فرمایا۔ اِن آیات کا پیغام یہ ہے کہ عدل کے معاملہ میں کسی تعصب کا دخل نہیں ہونا چاہیے۔ ہر صورت میں عدل کرنا چاہیے خواہ اِس کا فائدہ کسی کافر کو ہی کیوں نہ پہنچے۔

آیات ۱۱۰ تا ۱۱۲

گناہ گار مایوس اور ناامید نہ ہوں

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا	اور جس نے کی کوئی برائی
اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ	یا کیا ظلم اپنے آپ پر
ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ	پھر مانگی بخشش اللہ سے
يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾	وہ پائے گا اللہ کو بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔
وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا	اور جس نے کمایا گناہ
فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ	تو بے شک وہ کماتا ہے گناہ اپنے ہی لیے
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا	اور جس نے کمائی کوئی خطا یا کوئی گناہ
ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا	پھر اُس کا الزام تھوپ دیا کسی بے گناہ پر

ع ۱۶ ۱۳ فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ ع	تو اُس نے اٹھایا ایک بہتان اور کیا ایک واضح گناہ۔

اِن آیات میں گناہ گاروں کو ناامیدی سے بچانے کے لیے فرمایا گیا کہ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، جب بھی گناہ گار سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کرے گا تو اللہ تعالیٰ کو غفور اور رحیم پائے گا۔ جو توبہ نہ کرے وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ البتہ ایسے لوگوں کے لیے تو شدید وعید ہے جو جرم کرنے کے بعد نادم ہونے کے بجائے الزام کسی اور کے سر ڈال دیتے ہیں۔ اُن کے لیے دگنا عذاب ہے کیونکہ اُنہوں نے دو جرم کیے ہیں۔ ایک خود گناہ کا کام کیا اور دوسرا اِس سے بھی بڑا جرم کہ اُس گناہ کو کسی بے قصور کے سر تھوپ کر اُسے مجرم بنانے کی کوشش کی۔

آیت ۱۱۳

نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا فضل

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ رَحْمَتُهٗ	اور اے نبیؐ! اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل آپؐ پر اور اُس کی رحمت
لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ	یقیناً تہیہ کر چکا تھا ایک گروہ اُن میں سے کہ راہِ عدل سے ہٹا دے آپؐ کو
وَ مَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ	اور وہ نہیں بہکا رہے مگر اپنے ہی آپ کو
وَ مَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ	اور وہ نہیں نقصان پہنچا سکتے آپؐ کو کچھ بھی
وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ	اور نازل کی ہے اللہ نے آپؐ پر کتاب اور حکمت
وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ	اور سکھایا آپؐ کو وہ کچھ جو آپؐ نہیں جانتے تھے
وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾	اور اللہ کا فضل آپؐ پر بہت ہی بڑا ہے۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی عظیم عنایات کا بیان ہے۔ آپ ﷺ کو منافقین چرب زبانی کے ذریعہ غلط فیصلہ کی طرف لے جانا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ ﷺ کو حقیقتِ حال سے آگاہ فرمادیا۔ اُس نے آپ ﷺ کو کتاب و حکمت کے خزانے دیے اور وہ کچھ سکھایا جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے۔ بلاشبہ آپ ﷺ پر اُس کا فضل بہت ہی بڑا ہے۔ اِس آیت میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ اگر بالفرض منافقین جھوٹ بول کر آپ ﷺ کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہو جاتے اور اپنے حق میں عدل کے خلاف فیصلہ حاصل کر لیتے تو نقصان اُنہی کا تھا، آپ ﷺ کا کچھ بھی نہ بگڑتا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم وہ ہے جو جھوٹ بولے اور دوسرے کو دھوکہ دے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میں بہر حال ایک انسان ہی تو ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ تم ایک مقدمہ میرے پاس لاؤ اور تم میں سے ایک فریق دوسرے کی بہ نسبت زیادہ چرب زبان ہو اور اُس کے دلائل سُن کر میں اُس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ مگر یہ سمجھ لو کہ اگر اس طرح اپنے کسی بھائی کے حق میں سے کوئی چیز تم نے میرے فیصلہ کے ذریعے حاصل کی، تو دراصل تم دوزخ کا ایک ٹکڑا حاصل کرو گے"۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

آیت ۱۱۴

نجویٰ کی پسندیدہ صورت

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ	کوئی بھلائی نہیں اُن کی بہت سی سرگوشیوں میں
اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ	سوائے اُس کے جو ترغیب دے صدقے کی
اَوْ مَعْرُوْفٍ	یا نیکی کی
اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ	یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ	اور جس نے کیا ایسا حاصل کرنے کے لیے اللہ کی رضا
فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾	تو عنقریب ہم دیں گے اُسے شاندار بدلہ۔

نجویٰ یعنی کسی اجتماعیت کے بارے میں خفیہ مشورہ و تبصرہ پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ سورۂ مجادلہ کی آیت ۸ میں اِس سے منع کیا گیا ہے۔ اِس آیت میں نجویٰ کی پسندیدہ صورت یہ بتائی گئی کہ تنہائی میں کسی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنے کی ترغیب دینا' کسی نیکی کی طرف مائل کرنا یا باہم اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کرنا۔ ایک بار نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا "کیا میں تمہیں ایسے کام کی خبر نہ دوں جو نماز، روزہ اور صدقہ سے بھی افضل ہے؟" صحابہؓ نے عرض کیا "بتایئے"۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "دو افراد کے درمیان صلح کرانا" (ترمذی)۔ آیت کے آخر میں بشارت دی گئی کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تنہائی میں کسی کو نیک کاموں کی طرف مائل کرے گا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُسے شاندار بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۱۵

اجماعِ امت کے لیے قرآنِ حکیم سے دلیل

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ	اور جو مخالفت کرے رسولؐ کی
مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى	اِس کے بعد کہ واضح ہو چکی اُس پر ہدایت
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ	اور چلے اُس راہ پر جو الگ ہے مومنوں کی راہ سے
نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى	تو ہم پھیر دیں گے اُسے جدھر وہ خود پھرا ہے
وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ	اور ڈال دیں گے اُسے جہنم میں
ع ۱۴ ۱۵ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾	اور وہ بہت ہی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

شریعت کے ماخذ چار ہیں۔ سب سے پہلے قرآنِ کریم، پھر حدیثِ نبوی ﷺ، پھر اجماعِ امت اور آخر میں قیاس۔ یہ آیت اجماعِ امت کے ماخذ شریعت ہونے کے لیے دلیلِ قرآنی فراہم کرتی ہے۔ اجماعِ امت کو اِس آیت میں "سبیل المومنین" یعنی مومنوں کا راستہ کہا گیا ہے۔ فرمایا کہ جو کوئی مومنوں کے راستے کو چھوڑ کر یعنی مومنوں کے متفقہ فیصلے کو رد کر کے کوئی الگ روش اختیار

کرے تو وہ دراصل نبی کریم ﷺ کی امت میں انتشار پیدا کرنے کا مجرم ہو گا۔ یہ درحقیقت اللہ کے رسول ﷺ سے دشمنی کی صورت ہے کہ اُن کی امت میں پھوٹ ڈال دی جائے۔ ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جہنم رسید کرے گا۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۷

شرک کا جرم معاف نہیں کیا جائے گا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ	بے شک اللہ معاف نہیں کرے گا اِسے کہ شرک کیا جائے اُس کے ساتھ
وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ	اور معاف فرما دے گا جو اِس کے علاوہ ہے، جس کے لیے چاہے گا
وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ	اور جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾	تو یقیناً وہ جا پڑا بہت دور کی گمراہی میں۔
اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ	وہ نہیں پکارتے اللہ کے سوا مگر چند زنانہ ناموں کو
وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ۙ	اور وہ نہیں پکارتے مگر سرکش شیطان کو۔

اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۴۸ کی طرح' آیت ۱۱۶ میں بھی یہ اعلان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا' اِس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرما دے گا۔ شرک کرنے والا در حقیقت بہت دور کی گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک کی حقیقت اور اِس کی مختلف صورتوں کو سمجھنے اور اِن سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! شرک کے علاوہ دیگر گناہوں کے لیے بھی کھلی چھٹی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرما دے گا۔ البتہ سچی توبہ سے شرک سمیت تمام بڑے گناہ بھی معاف کر دیے جائیں گے۔ آیت ۱۱۷ میں ارشاد ہوا کہ مشرکینِ عرب چند زنانہ ناموں کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں۔ اُن کے بتوں کے

نام مؤنث تھے جیسے لات، عزی، مناۃ، نائلہ وغیرہ۔ وہ فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے کر اُن کی پوجا کرتے تھے۔ بتوں، فرشتوں اور دیگر ہستیوں کی پوجا دراصل شیطان کی پوجا ہے کیونکہ شرک کی تمام راہیں شیطان ہی انسان کو سجھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے در سے ہٹا کر دوسروں کے آستانوں اور چوکھٹوں پر جھکاتا ہے۔

آیات ۱۱۸ تا ۱۱۹

شیطان کے ناپاک عزائم

لَّعَنَهُ اللّٰهُ	لعنت کی ہے شیطان پر اللہ نے
وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾	اور اُس نے کہا تھا (اے اللہ!) میں ضرور لوں گا تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ۔
وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ	اور میں ضرور گمراہ کروں گا اُنہیں
وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ	اور میں ضرور جھوٹی امیدیں دلاؤں گا اُنہیں
وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ	اور میں ضرور ترغیب دوں گا اُنہیں
فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ	تو وہ ضرور چیریں گے چوپایوں کے کان
وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ	اور میں ضرور ترغیب دوں گا اُنہیں
فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ	تو وہ ضرور بدلیں گے اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت
وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور جس نے بنایا شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر
فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾	تو نقصان اُٹھایا اُس نے کھلا نقصان۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اِن عزائم کا پختہ اظہار کیا تھا کہ میں تمام انسانوں کو گمراہ کروں گا۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ کی بخشش کی جھوٹی امیدیں دلا کر گناہوں پر جری کروں گا۔ اُنہیں بتوں کے نام پر جانوروں کو وقف کرنے کی ترغیب دوں گا۔ وہ اِس کی علامت کے طور پر جانوروں کے کان چیریں گے۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے کی پٹی پڑھاؤں گا۔ اِس کی کئی صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ مردوں میں زنانہ لباس اور اطوار اپنانے کی خواہش اور عورتوں میں مردانہ وضع قطع اور روش اختیار کرنے کی چاہت۔ دوسری صورت ہے مردوں کا داڑھی منڈانا۔ تیسری صورت مخلوق سے وہ کام لینا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اُسے پیدا نہیں کیا جیسے ہم جنس پرستی۔ چوتھی صورت یہ کہ جس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو پیدا کیا ہے، اُس سے وہ کام نہ لینا جیسے مردوں اور عورتوں کو بانجھ بنانا یعنی خاندانی منصوبہ بندی۔ یہ سب پٹیاں شیطان ہی پڑھاتا ہے۔ ایسے کام کرنا دراصل فطرت کے خلاف جنگ کرنا ہے جس کے نتائج ہمیشہ برے ہی نکلتے ہیں۔ فطرت کے خلاف جنگ میں بالآخر انسان ہی ناکام اور خسارے میں رہتا ہے۔

آیات ۱۲۰ تا ۱۲۲

شیطان کا وعدہ جھوٹا اور اللہ کا وعدہ سچا ہے

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ	شیطان وعدہ کرتا ہے اُن سے اور امیدیں دلاتا ہے اُنہیں
وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾	اور وعدہ نہیں کرتا اُن سے شیطان مگر دھوکہ کا۔
اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ	یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾	اور وہ نہیں پائیں گے جہنم سے بھاگنے کی کوئی جگہ۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	ہم عنقریب داخل کریں گے اُنہیں اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں
خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش
وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا	اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا ﴿۱۲۲﴾	اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے قول میں۔

اِن آیات میں خبر دار کیا گیا کہ شیطان کا سارا کاروبار ہی جھوٹے وعدوں اور امیدوں کے بل پر چلتا ہے۔ وہ انسان کو جب کسی غلط راستے کی طرف لے جانا چاہتا ہے تو اُسے سبز باغ دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت نمایاں کر کے اُسے گناہوں پر کاربند رکھتا ہے۔ کسی کو زندگی طویل ہے کا جھانسہ دے کر نیکیوں اور توبہ سے محروم کر دیتا ہے۔ کسی کو یہ بھروسہ دلاتا ہے کہ نہ اللہ ہے نہ آخرت، بس مر کر مٹی ہو جانا ہے۔ کسی کو یہ تسلی دیتا ہے کہ آخرت ہے بھی تو وہاں کی گرفت سے فلاں کے طفیل اور فلاں کے صدقے میں بچ نکلو گے۔ انسان کے دل میں بے جا آرزوئیں پیدا کرتا رہتا ہے جن سے انسان کی حرص میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ایسی ہی آرزؤں کی تکمیل کے لیے انسان کئی قسم کے گناہوں کا مرتکب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ موت اُسے اچانک آکر دبوچ لیتی ہے۔ غرض جو جس وعدے اور جس امید سے فریب کھا سکتا ہے، شیطان اُس کے سامنے وہی پیش کرتا ہے اور پھانس لیتا ہے۔ جس نے بھی شیطان کی راہ کی پیروی کی وہ اُس جہنم میں گرے گا جہاں سے نکل نہ سکے گا۔ اِس کے برعکس جو لوگ شیطان کی چالوں کو ناکام بناتے ہوئے ایمان اور اعمالِ صالح کی راہ اختیار کریں گے 'اللہ تعالیٰ اُن سے ہمیشہ ہمیش کی جنت کی نعمتیں عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچا ہو بھی کون سکتا ہے؟

آیات ۱۲۳تا۱۲۴

خوش کن خواہشات کام نہ آئیں گی

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ	(اے مسلمانو!) نہ تمہاری خواہشات سے کچھ ہوگا اور نہ اہلِ کتاب کی خواہشات سے
مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ	جو کرے گا برائی اُسے بدلہ دیا جائے گا اُس کا
وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾	اور وہ نہیں پائے گا اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى	اور جس نے عمل کیا اچھا خواہ وہ مرد ہو یا عورت
وَهُوَ مُؤْمِنٌ	اور وہ ہو مومن
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ	تو یہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں
وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا ایک تل کے برابر۔

اِن آیات میں عمل کے بجائے خوش کن خواہشات کے سہارے جنت کی امید رکھنے کی نفی کی گئی۔ اہلِ کتاب کی خوش کن خواہشات یہ تھیں کہ ہم اللہ کے چہیتے ہیں اور جنت صرف ہمارے لیے ہے (البقرۃ:۱۱۰)۔ آج مسلمانوں کی بھی خام خیالی ہے کہ ؎

خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں مولا تیرے محبوب کی امت میں ہیں

روزِ قیامت نتائج' عمل کی بنیاد پر سامنے آئیں گے۔ کسی انسان کو کسی دوسرے انسان کی مدد کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ برے عمل کا برا نتیجہ اور ایمان واخلاص کے ساتھ کیے گئے نیک عمل کا اچھا نتیجہ نکلے گا۔ مرد ہو یا عورت، کسی کے ساتھ معمولی سی بھی ناانصافی

نہیں ہو گی۔ البتہ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کو اُن کی خطاؤں کی سزا دنیا ہی میں بیماریوں یا نقصانات کی صورت میں دے دیتا ہے تاکہ آخرت میں وہ جہنم کی ہولناکی سے مکمل طور پر محفوظ رہیں۔

آیات ۱۲۵ تا ۱۲۶

بہترین روش ملتِ ابراہیم کی پیروی ہے

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ	اور کون اچھا ہے دین کے لحاظ سے اُس سے جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ کے لیے
وَهُوَ مُحْسِنٌ	اور وہ نیک بھی ہے
وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا	اور اُس نے پیروی کی ابراہیمؑ کے راستے کی جو بالکل یکسو تھے
وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾	اور بنا لیا اللہ نے ابراہیمؑ کو دوست۔
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ	اور اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
ع ۱۸ ۱۱ ۱۵ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع	اور اللہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے۔

اِن آیات میں فرمایا کہ سب سے بہتر دین اُس کا ہے جو اپنا سر اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے جھکا دے، اخلاص کے ساتھ نیکیاں کرے اور حضرت ابراہیمؑ کے راستے کی پیروی کرے جو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں بالکل یکسو تھے۔ اُنہوں نے اُس کے تمام احکامات کے سامنے برضا و رغبت اپنا سرِ تسلیم خم کر دیا تھا۔ یہ نہیں کیا کہ جو بات آسان یا نفس کو مرغوب تھی اُسے قبول کر لیا اور جو مشکل یا ناپسند تھی اُسے چھوڑ دیا، یا اُس کی حسبِ پسند تاویل کر کے اُسی کے مطابق عمل کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں کئی آزمائشوں سے

گزارا۔ اُنہوں نے ہر آزمائش میں اُس کے احکامات اور رضا کو ترجیح دی۔ کسی مصلحت اور دباؤ کو خاطر میں نہ لائے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں "خلیل اللہ" یعنی اپنا دوست ہونے کا مرتبہ عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کی ہر شے کا مالک ہے لہٰذا انسان کے لیے صحیح رویہ یہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہوئے اُس کی بندگی و اطاعت پر جم جائے اور سرکشی چھوڑ دے۔ اگر انسان ایسا نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ کر کہیں بھاگ نہیں سکتا۔ اُس کی قدرت اُسے ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

آیات ۱۲۷ تا ۱۲۸

عورتوں اور یتیموں کے حقوق

وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے عورتوں کے بارے میں
قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ	فرمایئے اللہ حکم دیتا ہے تمھیں اُن کے بارے میں
وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ	اور جو تلاوت کیا گیا ہے تم پر کتاب میں سے
فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ	وہ اُن یتیم لڑکیوں کے بارے میں ہے جنہیں تم نہیں دیتے وہ حق جو طے کیا جا چکا ہے اُن کے لیے
وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ	اور چاہتے ہو کہ نکاح کر لو اُن سے
وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ	اور اُن کے بارے میں ہے جو نادار ہیں بچوں میں سے
وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ	اور یہ کہ تم قائم رہو یتیموں کے لیے عدل پر

وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ	اور جو تم کرتے ہو بھلائی
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾	تو بے شک اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔
وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا	اور اگر کوئی خاتون اندیشہ رکھے اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا عدم توجہی کا
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا	تو کوئی حرج نہیں ہے اُن دونوں پر
اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ	کہ وہ سمجھوتا کر لیں آپس میں صلح کا
وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ	اور صلح بہتر ہے
وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ	اور رکھی گئی ہے نفسوں میں لالچ
وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا	اور اگر تم حسنِ سلوک کرو اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾	تو بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

اِن آیات میں خواتین اور یتیموں کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ ایسی روش مت اختیار کرو کہ تم یتیم لڑکیوں سے محض اِس لیے نکاح کر لو کہ اُنہیں مہر نہ دو یا اُن کی وراثت کے مال پر قبضہ کر لو کیونکہ کوئی اُن کی طرف سے پوچھنے والا نہیں ہے۔ اِسی طرح یتیم بچوں سے بھی حسنِ سلوک کرو اور ناحق اُن کے مال نہ کھاؤ۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے "اے اللہ میں لوگوں کو دو ضعیفوں کے حق سے بہت ڈراتا ہوں (کہ اِن میں کوتاہی مت کرنا) ایک یتیم اور دوسری عورت" (نسائی)۔ آیت ۱۲۸ میں مردوں کو بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دی گئی۔ البتہ جو خاتون اپنے شوہر سے عدم توجہی محسوس کرے، اُسے تلقین کی گئی کہ وہ اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو کر شوہر کو راضی کرنے کی کوشش کرے تاکہ گھر آباد رہے۔

آیات ۱۲۹ تا ۱۳۰

بیویوں کے درمیان عدل

وَ لَنْ تَسْتَطِیْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ	اور تم ہر گز اختیار نہیں رکھتے کہ پورا عدل کر سکو بیویوں کے درمیان
وَ لَوْ حَرَصْتُمْ	اور خواہ تم خواہش بھی رکھتے ہو
فَلَا تَمِیْلُوْا كُلَّ الْمَیْلِ	تو نہ مائل ہو جاؤ (ایک ہی کی طرف) پورے میلان کے ساتھ
فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ	پس تم چھوڑ دو دوسری کو لٹکائی ہوئی کی طرح
وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا	اور اگر تم اصلاح کرتے رہو (اپنے رویہ کی) اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۲۹﴾	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَ اِنْ یَّتَفَرَّقَا	اور اگر دونوں (میاں بیوی) جدا ہو جائیں
یُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ	تو غنی کر دے گا اللہ دونوں کو اپنی وسعت سے
وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِیْمًا ﴿۱۳۰﴾	اور اللہ بڑی وسعت والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِن آیات میں مردوں کو آگاہ کیا گیا کہ تم باوجود خواہش کے بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے۔ کسی کا حسن، اخلاق، سلیقہ، کم عمری یا مزاج تمہیں زیادہ مائل کر سکتا ہے۔ اِس کے باوجود تمام اختیاری امور میں یکسانیت اختیار کرنے کی کوشش کرو تاکہ کوئی بیوی بھی خود کو بے شوہر والی نہ سمجھے۔ آیت ۱۲۹ سے بعض مغرب پرستوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن ایک طرف عدل کی شرط

کے ساتھ تعددِ ازواج کی اجازت دیتا ہے اور دوسری طرف عدل کو ناممکن قرار دے کر اِس اجازت کو عملاً منسوخ کر دیتا ہے۔ درحقیقت ایسا نتیجہ نکالنے کے لیے اِس آیت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر صرف اتنا ہی کہا جاتا کہ تم بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے تو یہ نتیجہ نکالا جا سکتا تھا، مگر یہ جو فرمایا گیا کہ ایک بیوی کی طرف بالکل نہ جھک پڑو تو اِس فقرے نے کوئی موقع اُس مطلب کے لیے باقی نہیں چھوڑا جو مغرب پرست اِس آیت سے نکالنا چاہتے ہیں۔ البتہ اگر میاں بیوی میں بالکل بھی موافقت نہ ہو پا رہی ہو اور حسنِ معاشرت کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی ہو تو پھر مناسب نہیں کہ ایک گھرانہ میں ہر وقت کشیدگی کی فضا قائم رہے اور وہ بے سکونی کا باعث بنا رہے۔ اِس صورت میں علیحدگی بہتر ہے۔ خواہ مرد طلاق دے دے یا عورت خلع لے لے۔ پھر دونوں کا اللہ تعالیٰ مالک ہے، وہ اِن میں سے ہر اک کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

آیات ۱۳۱ تا ۱۳۲

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار نہ کرنا کفر ہے

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ لَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور ہم نے وصیت کی تھی اُن کو جنہیں دی گئی تھی کتاب تم سے پہلے
وَ اِیَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ	اور تمہیں بھی کہ بچو اللہ کی فرمانی سے
وَ اِنْ تَكْفُرُوْا	اور اگر تم نے کفر کیا
فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ	تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا حَمِیْدًا ﴿۱۳۱﴾	اور اللہ بے نیاز، سب خوبیوں والا ہے۔

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾	اور کافی ہے اللہ کارساز ہونا۔

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب کو اور اب مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی اُس کی نافرمانی نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم احکاماتِ شریعت پر مبنی آیات کی محض تلاوت ہی کو کافی سمجھو اور اِسے حصولِ ثواب و برکت کا ذریعہ بنالو۔ بلاشبہ یہ تلاوت باعثِ ثواب و برکت ہے لیکن اصلاً احکاماتِ شریعت اِس لیے دیئے گئے کہ اُن پر عمل کرو اور اُنہیں نافذ کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ کفر ہے اور جان لو اللہ تعالیٰ تمہارے تقویٰ اور نیکیوں کا محتاج نہیں ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے، انسان اور جن سب کے سب، سب سے زیادہ متقی آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اِس سے میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ ہوگا۔ اور اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جن سب کے سب، سب سے فاجر آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اِس سے میری سلطنت میں کچھ بھی کمی واقع نہ ہوگی۔ اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے انسان اور جن سب کے سب ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک کو اُس کی مطلوبہ چیز دے دوں تو جو کچھ میرے پاس ہے اُس میں کوئی کمی نہ آئے گی مگر اتنی جتنی سوئی کو سمندر میں ڈبونے سے آتی ہے" (مسلم)۔

آیت ۱۳۳

شریعت پر عمل کرو، ورنہ مٹا دیے جاؤ گے

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ	اگر اللہ چاہے تو لے جائے تمہیں اے لوگو!
وَ يَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ	اور لے آئے دوسروں کو
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾	اور اللہ ایسا کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

اِس آیت میں ہمارے لیے ہلا دینے والا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ ہم اُس کی عطا کردہ شریعت پر پوری روح کے ساتھ عمل کریں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اِس اعزاز سے ہمیں محروم کر دے گا۔ شریعت پر عمل کی یہ سعادت کسی اور قوم کو دے دے گا۔ اُس کے ہاتھ سے ہمیں پٹوا کر پیچھے دھکیل دے گا۔ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے احکامات پر عمل چاہتا ہے۔ لہٰذا جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی اِس مرضی کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے وہ اُنہی کو آگے لے آئے گا۔ ہماری بھلائی اِسی میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن کر رہیں اور اُس کی مرضی کو جاری و ساری کرنے کے لیے تن، من، دھن لگا دیں۔

آیت ۱۳۴

طے کر لو دنیا کے طلب گار ہو یا آخرت کے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا	جو کوئی طلب گار ہوتا ہے دنیا کے بدلے کا
فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	تو اللہ کے پاس تو دنیا و آخرت دونوں کا بدلہ ہے
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع ۱۶/۸	اور اللہ سب کچھ سننے، والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں فرمایا کہ وہ بڑا ہی ناسمجھ ہے جو صرف دنیا کا طلب گار ہے۔ اللہ تعالیٰ تو دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیاں عطا کرنے پر قادر ہے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے

اگر انسان دنیا کے فائدے ہی چاہتا ہے اور دنیا میں ہی مگن ہو گیا ہے تو اُسے دنیا کے فائدے حاصل ہو جائیں گے۔ اگر وہ آخرت کی بھلائی بھی چاہتا ہے تو اُسے یقیناً آخرت میں اجر و ثواب ملے گا اور اُس کے علاوہ دنیا کے فائدوں میں سے بھی جو کچھ اُس کے مقدر میں ہے مل کر رہے گا۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیوں کا سوال کرتا رہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

"اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی اور ہمیں بچا لے آگ کے عذاب سے"۔ آمین!

آیت ۱۳۵

عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ	ہو جاؤ قائم کرنے والے عدل کے
شُهَدَآءَ لِلّٰهِ	گواہ بن کر اللہ کے لیے
وَ لَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ ۚ	خواہ یہ گواہی خلاف ہو تمہارے یا والدین کے یا قرابت داروں کے
اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا	اگر کوئی مالدار ہو یا فقیر
فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا ۫	پس اللہ زیادہ خیر خواہ ہے اُن دونوں کا
فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا	تو پیروی مت کرو خواہشات کی کہ تم عدل نہ کرو
وَ اِنْ تَلْوٗٓا	اور اگر تم ہیر پھیر کرو بات میں
اَوْ تُعْرِضُوْا	یا حق سے رُخ پھیر لو
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۱۳۵﴾	تو بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ عدل کے قائم کرنے والے بن کر کھڑے ہو جاؤ۔ یہی اللہ تعالیٰ کی شانِ عدل کی گواہی ہے۔ عدل کرتے ہوئے یا گواہی دیتے ہوئے یہ نہ دیکھو کہ اِس کا نقصان کس کو پہنچ رہا ہے۔ تمہاری گواہی محض اللہ تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے۔ کسی کی رورعایت، کوئی ذاتی مفاد یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی خوشنودی پیشِ نظر نہ ہو۔ کوئی قرابت دار ہو یا غیر، غنی ہو یا فقیر' اللہ تعالیٰ اُس کا زیادہ خیر خواہ ہے۔ تم اُسے فائدہ پہنچانے کے لیے عدل کے منافی روش اختیار نہ کرو۔ اگر تم نے یہ حرکت کی تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے باخبر ہے۔ اِس آیت میں صرف یہ حکم نہیں دیا گیا کہ عدل کی روش پر چلو، بلکہ یہ فرمایا کہ عدل کے علمبردار بن جاؤ۔ تمہارا کام صرف عدل کرنا ہی نہیں ہے بلکہ عدل کا جھنڈا لے کر اٹھنا ہے۔ تمہیں اِس بات پر کمربستہ ہونا ہے کہ ظلم مٹے اور اُس کی جگہ عدل قائم ہو۔ عدل کو اپنے قیام کے لیے جس سہارے کی ضرورت ہے، مومن ہونے کی حیثیت سے تمہارا مقام یہ ہے کہ وہ سہارا تم بنو۔ گویا اِس آیت کی رُو سے معاشرے سے ظلم و زیادتی کو ختم کرنا اور ایک عادلانہ نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

آیت ۱۳۶

مسلمانو! دل سے ایمان لاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر
وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ	اور اُس کتاب پر جو اُس نے نازل کی اپنے رسولؐ پر
وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ	اور اُن کتابوں پر جو اُس نے نازل کیں پہلے
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ	اور جس نے کفر کیا اللہ کا
وَمَلٰٓئِكَتِهٖ	اور اُس کے فرشتوں کا

وَ كُتُبِهٖ	اور اُس کی کتابوں کا
وَ رُسُلِهٖ	اور اُس کے رسولوں ؑ کا
وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اور آخرت کے دن کا
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾	تو یقیناً وہ جا پڑا بہت دور کی گمراہی میں۔

اِس آیت میں ایسے مسلمانوں کو جو زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں' ایمانِ حقیقی یعنی دل والا ایمان لانے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ ارشاد ہوا کہ دل سے ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور تمام آسمانی کتابوں پر۔ کلمۂ طیبہ پڑھنے سے ہمیں قانونی ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہمارا دل بھی نورِ ایمان سے منور ہو جائے۔ دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے، سلف صالحین کی سیرت کے مطالعہ، آیاتِ آفاقی، آیاتِ انفسی اور آیاتِ قرآنی پر غور کرنے سے۔ بقولِ مولانا ظفر علی خان ؎

ایمان نہیں وہ جنس جسے' لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو' یہ قرآں کے سیپاروں میں

آیات ۱۳۷ تا ۱۳۸

ایمان اور کفر کے درمیان باطنی کشمکش

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
ثُمَّ كَفَرُوْا	پھر اُنہوں نے کفر کیا
ثُمَّ اٰمَنُوْا	پھر وہ ایمان لائے

ثُمَّ كَفَرُوْا	پھر اُنہوں نے کفر کیا
ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا	پھر وہ بڑھ گئے کفر میں
لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ	نہیں ہے اللہ کہ بخش دے اُنہیں
وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾	اور نہ ہی یہ کہ ہدایت دے اُنہیں سیدھی راہ کی۔
بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ﴿۱۳۸﴾	اے نبیؐ! بشارت دیجئے منافقین کو کہ اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ مسلمان کے باطن میں ایمان اور کفر کی ایک کشمکش ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ ضمیر دنیاداری پر ملامت کرتا ہے تو ایمانی کیفیت بڑھتی ہے اور انسان نیکی پر کاربند ہوتا ہے۔ پھر نفس کا حملہ ہوتا ہے اور انسان ایمانی کیفیت کی کمی سے دوچار ہو کر دنیاداری اور گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر ؎

ایمان مجھے روکے ہے 'جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے 'کلیسا میرے آگے

البتہ جو لوگ اِس کشمکش میں قلبی ایمان سے دور ہوتے ہوئے باطنی کفر کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں وہ بدنصیب منافق بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں ہرگز نہیں بخشے گا اور وہ دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیت ۱۳۹

کافروں سے دوستی کرنے والے منافق ہیں

اِلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ	منافقین وہ ہیں جو بناتے ہیں کافروں کو دوست مومنوں کو چھوڑ کر

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ	کیا وہ تلاش کرتے ہیں اُن کے پاس عزت؟
فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾	تو بے شک عزت تو اللہ کے لیے ہے سب کی سب۔

اِس آیت میں خبردار کیا گیا کہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنانا منافقت کی واضح علامت ہے۔ منافقین کافروں سے دوستی اِس لیے کرتے ہیں تاکہ اِن ظاہری شان و شوکت رکھنے والوں سے تعلقات قائم کر کے عزت حاصل کریں۔ نتیجہ اِس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ منافقین مسلمانوں کی نظروں سے بھی گر جاتے ہیں اور کافروں کی نظروں میں بھی ذلیل ہی رہتے ہیں۔ کافر جانتے ہیں کہ جو اپنوں کا وفادار نہ ہو وہ ہمارا کیا وفادار ہو گا۔ جو شخص ہر حال میں ایک ہی گروہ سے منسلک رہے وہ دشمن کی نظروں میں بھی قابلِ اعتماد ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عزت دینے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ منافقین اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے اُس کے دشمنوں سے دوستی کر رہے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے عزت پا سکیں گے؟

آیت ۱۴۰

شعائرِ دین کی توہین مت برداشت کرو

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ	اور یقیناً نازل کر چکا ہے اللہ تم پر کتاب میں (یہ حکم)
اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا	کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات (کے بارے میں) کہ انکار کیا جا رہا ہے اُن کا
وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا	اور مذاق اڑایا جا رہا ہے اُن کا
فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ	تو مت بیٹھو اُن (مذاق اڑانے والوں) کے ساتھ
حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ	یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی دوسری بات میں
اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ	بے شک تم اُس وقت اُن جیسے ہو جاؤ گے

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ﴿۱۴۰﴾	بے شک اللہ جمع کرنے والا ہے منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک ساتھ۔

اِس آیت میں سورۂ انعام آیت ۶۸ کے حوالے سے فرمایا گیا کہ یہ حکم پہلے دیا جا چکا ہے کہ اگر کسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہو یا اُن کا مذاق اڑایا جا رہا ہو تو غیرتِ ایمانی کا تقاضا ہے کہ اُس مجلس کا احتجاجاً بائیکاٹ کر دیا جائے۔ بقول جگر مراد آبادی ؎

تیرے عشق کی کرامت یہ نہیں تو اور کیا ہے؟
میرے پاس سے نہ گزرا کبھی بے ادب زمانہ

جس مجلس میں کوئی گناہ ہو رہا ہو اُسے روکنے کی کوشش کی جائے۔ اگر روکنا ممکن نہ ہو تو پھر اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے وہاں سے اُٹھ جانا چاہیے۔ جو ایسی مجلس میں بیٹھا رہے گا وہ بھی رفتہ رفتہ اُن مجلس والوں کی طرح ہو جائے گا۔ اگر کسی محفل میں آیاتِ الٰہی کے خلاف کفریہ گفتگو ہو رہی ہو، اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا مذاق اڑانے والی گستاخیاں کی جا رہی ہوں اور ایک مسلمان سکون سے یہ سب سنتا رہے تو پھر اُس میں اور گستاخیاں کرنے والوں میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ ایسا بے حمیت مسلمان درحقیقت منافق ہے اور اللہ تعالیٰ اِن منافقین کو کافروں کے ساتھ جہنم میں ڈال دے گا۔

آیت ۱۴۱

منافقین کی مفاد پرستی

اِلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ ج	منافقین انتظار میں ہیں تمہارے بارے میں
فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ	پس اگر تمہارے حق میں ہو فتح اللہ کی طرف سے
قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ	کہتے ہیں کہ کیا ہم نہیں تھے تمہارے ساتھ

وَ اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ	اور اگر ہو کافروں کے لیے کوئی حصہ
قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ	کہتے ہیں کیا ہم نے گھیر نہ لیا تھا تمہیں
وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ	اور ہم نے بچایا نہیں تھا تمہیں مومنوں سے
فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ	تو اللہ فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان روزِ قیامت
وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ ع	اور ہر گز نہیں دے گا اللہ کافروں کو مومنوں پر کوئی (غلبہ کی) راہ۔

ع ۲۰ ۱۴

اِس آیت میں دورِ نبویؐ کے منافقین کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اگر مسلمانوں کو فتح نصیب ہو تو مالِ غنیمت میں سے حصہ لینے کی غرض سے کہتے تھے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھی ہیں لہٰذا ہمیں بھی حصہ ملنا چاہیے۔ اگر کافروں کو فتح ہو تو اُن سے کہتے تھے کہ یہ تمہارے ساتھ ہماری ہمدردیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ تمہیں فتح حاصل ہوئی ہے۔ اگر ہم مسلمانوں کا پھرپور ساتھ دیتے تو فتح پانا تو درکنار مسلمان تمہیں تباہ کر دیتے۔ لہٰذا فتح کے ثمرات میں ہمیں بھی شریک کرو۔ اِس طرح وہ بیک وقت کافروں اور مومنوں سے بنا کر رکھنا چاہتے تھے تاکہ جہاں سے فائدہ حاصل ہو سکے لے لیا جائے۔ منافقین کا یہ طبقہ آج بھی موجود ہے۔ اُن کا اصول جھوٹ اور مکر و فریب ہوتا ہے اور مقصد صرف مفاد اپنا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ایسے لوگ بس ہوا کا رخ دیکھتے رہتے ہیں۔ جدھر سے مفاد حاصل ہونے کی توقع ہو فوراً اُدھر لڑھک جاتے ہیں۔ نام کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے جو فائدے حاصل کیے جا سکتے ہیں حاصل کر لیتے ہیں۔ کافروں سے فوائد حاصل کرنے کے لیے اُنہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم کوئی متعصب مسلمان نہیں ہیں۔ نام کا تعلق مسلمانوں سے ضرور ہے مگر ہماری دلچسپیاں اور وفاداریاں تمہارے ساتھ ہیں۔ فکر و تہذیب کے لحاظ سے ہر طرح کی موافقت تمہارے ساتھ ہے۔ کفر و اسلام کی کشمکش میں ہمارا وزن جب پڑے گا تمہارے ہی پلڑے میں پڑے گا۔ آیت کے آخر

میں مومنوں کو تسلی دی گئی کہ کافر اور منافق جتنی بھی سازشیں کر لیں آخر کار اللہ تعالیٰ کا دین ہی تمام ادیان پر غالب ہو کر رہے گا۔ایسی صورت ناممکن ہے کہ کافر مسلمانوں پر غالب آجائیں۔

آیات ۱۴۲تا۱۴۳

منافق کسی کے ساتھ مخلص نہیں ہوتا

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ	بے شک منافق دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اللہ کو
وَهُوَ خَادِعُهُمْ	اور اللہ (اُن کے) دھوکے کا جواب دینے والا ہے اُنہیں
وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ	اور جب وہ کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لیے، کھڑے ہوتے ہیں بڑی کاہلی سے
يُرَآءُوْنَ النَّاسَ	دکھاتے ہیں لوگوں کو
وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۴۲	اور یاد نہیں کرتے اللہ کو مگر بہت کم۔
مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ	گومگو کا شکار ہیں کفر اور ایمان کے درمیان
لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ	نہ مسلمانوں کی طرف ہیں نہ کافروں کی طرف
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۱۴۳	اور جسے اللہ ہی گمراہ کر دے تم اُس کے لئے کوئی راہ نہیں پاؤ گے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ منافقین اپنی باتوں اور بے روح اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُنہیں اِس روش کا عبرتناک بدلہ دے گا۔اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کے لیے دل پر جبر کر کے مسجدوں میں نماز ادا

کرنے آتے ہیں۔ نماز میں خشوع و خضوع نام کو نہیں ہوتا۔ دلوں میں مکاریوں اور مفادات کے حصول کے خیالات ہوتے ہیں۔ اُن کی تمام حرکات و سکنات اور کاہلی سے واضح ہو جاتا ہے کہ اُنہیں نہ نماز کی اہمیت کا احساس ہے، نہ اللہ تعالیٰ سے کچھ محبت ہے اور نہ ہی اُس کے ذکر سے کوئی رغبت ہے۔ وہ مسجدوں میں آتے ہیں تو محض حاضری لگوانے کے لیے اور نماز پڑھتے ہیں تو صرف دکھانے کے لیے۔ وہ صرف اپنی ذات اور اپنے مفادات کے ساتھ مخلص ہیں، نہ مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں اور نہ کافروں کے دوست۔ دورِ نبوی میں منافقین مجبوراً ہی سہی، پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ آج مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اُن منافقین سے بھی گئی گزری ہے کیونکہ یہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتی۔

آیت ۱۴۴

مومنوں کے مقابلہ میں کافروں کو دوست مت بناؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ	نہ بناؤ کافروں کو دوست مومنوں کو چھوڑ کر
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾	کیا تم چاہتے ہو کہ دے دو اللہ کو اپنے خلاف ایک کھلی دلیل۔

اِس آیت میں تاکیدی حکم دیا گیا کہ مومنوں کے مقابلہ میں کافروں کو دوست نہ بنایا جائے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بر خلاف یہ حرکت کی تو گویا اُس نے خود ہی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کا مستحق بنا دیا۔ اِس حکم کا تعلق افراد سے بھی ہے اور حکومت سے بھی۔ جس طرح ایک شخص کو کسی غیر مسلم سے دوستی کرنے میں نقصان کا اندیشہ ہے، اِسی طرح کوئی مسلمان حکومت بھی غیر مسلموں سے دوستی کے روابط قائم کرے گی نقصان ہی اٹھائے گی۔ ماضی میں کئی مثالیں موجود ہیں کہ ذاتی

مفادات کی خاطر مسلمان حاکموں یا حکومت کے خواہشمند غداروں نے کافر ریاستوں سے دوستی کی اور مسلمان ریاستوں کو اِس دوستی کا عبرتناک خمیازہ بھگتنا پڑا۔ یہ دنیا کی سزا تھی۔ ایسے مفاد پرستوں کے لیے آخرت میں بھی شدید عذاب کی وعید ہے۔

آیات ۱۴۵ تا ۱۴۷

منافقین جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ	بے شک منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے
وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۙ﴿۱۴۵﴾	تم ہر گز نہ پاؤ گے اُن کے لیے کوئی مددگار۔
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا	سوائے اُن کے جنہوں نے توبہ کی
وَ اَصْلَحُوْا	اور اپنی اصلاح کی
وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ	اور چمٹ گئے اللہ کے ساتھ
وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ	اور خالص کر لیا اپنے دین کو اللہ کے لیے
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ	تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں
وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾	اور عنقریب دے گا اللہ مومنوں کو شاندار بدلہ۔
مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ	کیا کرے گا اللہ تمہیں عذاب دے کر
اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ؕ	اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ
وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾	اور اللہ بڑا قدردان، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اِن آیات میں خبر دار کیا گیا کہ منافقین کا انجام کفار سے بھی بد تر ہو گا اور وہ جہنم کے نچلے ترین گڑھے میں ہوں گے۔ بہتر ہے کہ توبہ کر لیں 'اپنی روش کی اصلاح کر لیں 'اللہ تعالیٰ سے چمٹ جائیں اور اپنا دین خالص کر لیں اُس کے لیے۔ اللہ تعالیٰ سے چمٹنے سے مراد ہے اُس کی رسی قرآن سے چمٹنا یعنی قرآن کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا۔ اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کی وفاداریاں اُس کے سوا کسی اور سے وابستہ نہ ہوں۔ اپنی ساری دلچسپیوں اور محبتوں اور عقیدتوں کو وہ اُس کی جناب میں نذر کر دے۔ کسی چیز کے ساتھ بھی دل کا ایسا لگاؤ باقی نہ رہے کہ اُس کی رضا کے لیے اُسے قربان نہ کیا جا سکتا ہو۔ آخر میں ارشاد ہوا کہ ذرا غور تو کرو! اللہ تعالیٰ کو تمہیں عذاب دے کر کیا ملے گا؟ بہتر ہے کہ تم اُس پر خلوصِ دل سے ایمان لے آؤ اور اُس کا شکر ادا کرو۔ تم اُسے بہترین قدر دان پاؤ گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیات ۱۴۸ تا ۱۴۹

برے کاموں کی تشہیر نہ کرو

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ	پسند نہیں کرتا اللہ ظاہر کرنا کسی بری بات کا
اِلَّا مَنْ ظُلِمَ	سوائے اُس کے جس پر ظلم کیا گیا
وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾	اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا	اگر تم ظاہر کرو کوئی نیکی
اَوْ تُخْفُوْهُ	یا چھپاؤ اُسے
اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ	یا درگزر کرو کسی برائی سے
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾	تو بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کی تشہیر اور چرچے پسند نہیں فرماتا۔ اِس سے ذہن پراگندہ اور برائی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ البتہ مظلوم ظلم کی شکایت کر سکتا ہے اور ظالم کی یہ غیبت ممنوع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مظلوم کی آہوں کو سننے اور ظالم کے ظلم و ستم کو جاننے والا ہے۔ عنقریب مظلوم کی فریاد رسی ہو گی اور ظالم کو اپنے ظلم کی سزا مل کر رہے گی۔ البتہ اگر کوئی برائی پر درگزر کر کے نیکی کرے یا اخلاص کے ساتھ کوئی اور بھلائی کرے' پھر چاہے اُسے علانیہ کرے یا پوشیدہ رکھے' دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پسند ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل یہی ہے کہ خفیہ ہو یا اعلانیہ ہر حال میں بھلائی کی جائے اور

برائیوں سے در گزر کیا جائے۔انسان کو اپنے اخلاق میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے قریب تر ہونا چاہیے۔اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے کہ بڑے سے بڑے مجرموں کو بھی رزق دیتا ہے اور قدرت رکھنے کے باوجود بڑے سے بڑے قصوروں پر بھی در گزر فرما دیتا ہے۔

آیات ۱۵۰ تا ۱۵۲

ایمان بالرسالت کے حوالے سے فتنوں کا رد

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ	بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسولوںؑ کا
وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ	اور چاہتے ہیں کہ فرق کریں اللہ اور اُس کے رسولوںؑ کے درمیان
وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ	اور کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائیں گے اور کسی کا انکار کریں گے
وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ﴿۱۵۰﴾	اور چاہتے ہیں کہ اختیار کریں اِس کے درمیان کی راہ۔
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ	یہی لوگ کافر ہیں پکے
وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾	اور ہم نے تیار کیا ہے کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب۔
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ	اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولوںؑ پر
وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ	اور فرق نہیں کیا کسی ایک کے درمیان بھی اُن میں سے

اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ	یہ وہ لوگ ہیں جلد اللہ دے گا جنہیں اُن کے اجر
ع ۲۱ ۱۱ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں ایمان بالرسالت کے حوالے سے کئی فتنوں کا رد کیا گیا ہے

i- ہر دور میں دہریت کا تصور رکھنے والے ایسے گمراہ لوگ موجود رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک معاذ اللہ جب اللہ تعالیٰ ہے ہی نہیں تو اُس کی طرف سے رسولوں کے بھیجے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ اور رسول دونوں کا کفر کرتے ہیں۔

ii- اہلِ کتاب کا دعویٰ تھا کہ وہ سوائے ایک یا دو رسولوں کے سب رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں لہٰذا اُنہیں بھی مومن تسلیم کیا جائے۔

iii- منافقین اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے درمیان اِس طرح تفریق کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام یعنی قرآن کی طرف آنے کو تیار تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اُن پر گراں تھی۔ یہ مضمون اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۶۱ میں بیان ہو چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۸۰ کے مطابق جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔ موجودہ دور میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے درمیان ایسی ہی تفریق منکرینِ سنت کرتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو مطلق اور قیامت تک آنے والے تمام ادوار کے لیے مستقل ماننے کو تیار نہیں۔

iv- ایمان بالرسالت کے انکار کی ایک صورت ہندوستان میں اکبر بادشاہ کے زمانے میں دینِ الٰہی کی صورت میں سامنے آئی۔ طے کیا گیا کہ تمام مذاہب کے لوگ دینِ الٰہی میں شامل ہو جائیں اور یہ درحقیقت رسالتِ محمدی ﷺ کی نفی تھی۔

v- متحدہ وطنی قومیت کے فلسفہ میں بھی یہی گمراہی تھی کہ ہندوستان میں بسنے والے سب ایک ہی قوم ہیں خواہ وہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان رکھتے ہوں یا نہیں۔ اقبال نے اِس گمراہی کی نفی اِس طرح کی ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

vi- موجودہ دور میں وحدتِ ادیان یا بین المذاہب کانفرنسوں کے ذریعہ یہ گمراہی پھیلائی جارہی ہے کہ تمام مذاہب برحق ہیں اور سب کا یکساں تقدس ہے۔ یہ مسلمانوں کا تشخص ختم کرنے کی سازش ہے۔ صرف اور صرف دینِ اسلام برحق ہے کیونکہ اِس کے ماننے والے تمام رسولوں ؑ کو مانتے ہیں۔ کسی ایک رسول کا انکار بھی انسان کو کافر بنا دیتا ہے۔

اِن تمام فتنوں میں مبتلا لوگوں کے بارے میں فیصلہ سنایا گیا کہ یہ لوگ پکے کافر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ حقیقی مومن صرف وہ لوگ ہیں جو تمام رسولوں ؑ کو مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو بھی لازم سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے شاندار بدلہ تیار کر رکھا ہے۔

آیت ۱۵۳

یہود کے بے جا مطالبات

یَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ! مطالبہ کرتے ہیں آپؐ سے اہلِ کتاب
اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ	کہ آپؐ اتاریں اُن پر ایک کتاب آسمان سے
فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ	پس وہ تو مطالبہ کر چکے ہیں موسیٰ ؑ سے زیادہ بڑی بات کا اِس سے

فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً	تواُنہوں نے کہا تھا کہ دکھاؤ ہمیں اللہ کو بالکل سامنے
فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ	سو پکڑ لیا تھا اُنہیں بجلی کی کڑک نے اُن کے ظلم کی وجہ سے
ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ	پھر اُنہوں نے بنالیا تھا بچھڑے کو معبود اِس کے بعد کہ آچکی تھیں اُن کے پاس واضح نشانیاں
فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ	تو ہم نے در گزر کیا اِس سے
وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾	اور ہم نے عطا کیا تھا موسیٰ ؑ کو واضح غلبہ۔

یہود نے نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ جس طرح حضرت موسیٰ ؑ پر لکھی ہوئی کتاب آسمان سے نازل ہوئی تھی، اِسی طرح کی ایک کتاب آپ ﷺ بھی آسمان سے لائیں، تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ اُن کا یہ مطالبہ اِس لیے نہیں تھا کہ وہ دل سے ایمان لانا چاہتے تھے بلکہ وہ ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے کوئی نہ کوئی عذر کرتے ہی رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آپ ﷺ کو تسلی دی کہ در حقیقت یہ قوم ہے ہی ایسی کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں ؑ کو ستاتی ہی رہی ہے۔ اِن کے آباء واجداد نے حضرت موسیٰ ؑ سے اِس سے بھی زیادہ بڑی بات کا مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں اللہ کو بالکل ظاہر کر کے کھلم کھلا دکھلایا جائے۔ ان کی اِس گستاخی پر آسمان سے بجلی آئی اور اُن کو ہلاک کر دیا۔ پھر حضرت موسیٰ ؑ کی رسالت کے ظہور سے لے کر فرعون کے غرق ہونے تک اور صحراء سیناء میں کئی کھلی کھلی نشانیاں اُن کے مشاہدے میں آچکی تھیں لیکن اُنہوں نے محسنِ حقیقی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے بجائے بچھڑے کو معبود بنالیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کی دعا قبول کرتے ہوئے اِس جرمِ عظیم پر اُنہیں معاف کیا تھا اور حضرت موسیٰ ؑ کی عزت افزائی فرمائی تھی۔

آیات ۱۵۴تا۱۵۶

یہود پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کیوں کی؟

وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ	اور ہم نے بلند کیا تھا اُن پر طور پہاڑ کو اُن سے عہد لینے کے لیے
وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا	اور ہم نے کہا تھا اُن سے کہ داخل ہو نا دروازے میں جھکتے ہوئے
وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ	اور ہم نے کہا تھا اُن سے کہ زیادتی نہ کرنا ہفتہ کے قانون میں
وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾	اور ہم نے لیا تھا اُن سے پختہ عہد۔
فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ	تو (ہم نے اُن پر لعنت کی) بوجہ اُن کے توڑنے کے اپنا عہد
وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اور جو اُن کا انکار کرنا تھا اللہ کی آیات کا
وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ	اور جو اُن کا قتل کرنا تھا انبیاءؑ کو ناحق
وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ	اور جو اُن کی یہ بات تھی کہ ہمارے دل لپٹے ہوئے ہیں
بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ	بلکہ مہر کر دی ہے اللہ نے اُن پر اُن کے کفر کی وجہ سے
فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾	سو وہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت کم۔
وَّ بِكُفْرِهِمْ	اور (ہم نے اُن پر لعنت کی) بوجہ اُن کے کفر کرنے کے

وَّ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾	اور وہ جو اُن کی بات تھی مریم پر بہت بڑے بہتان کی۔

یہ آیات یہود کے وہ جرائم بیان کر رہی ہیں جن کی وجہ سے اُن پر لعنت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے عہد لیا کہ وہ کسی بھی شہر میں فتح کے بعد اُس میں عاجزی کے ساتھ داخل ہوں گے لیکن وہ شہر اریحا کی فتح کے وقت اکڑتے ہوئے اور گندم گندم پکارتے ہوئے داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں پابند کیا تھا کہ وہ ہفتہ کے دن کو اُس کی عبادت کے لیے خالص کر لیں گے لیکن اُنہوں نے اِس دن مکر و فریب سے مچھلیوں کا شکار کرنا شروع کر دیا۔ گویا اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیے اور پھر اُن کو توڑ دیا اور اِس طرح اُس کی کئی آیات کا عملی طور پر کفر کیا۔ سب سے بڑھ کر ظلم یہ کیا کہ انبیاء کرامؑ کی اطاعت کے بجائے اُنہیں ناحق شہید کرتے رہے۔ جب بھی اُنہیں اصلاح کے لیے وعظ و نصیحت کی جاتی تو کورا جواب دیتے کہ ہمارے دل بند ہیں اور اُن پر تمہاری باتوں کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ اصل حقیقت یہ تھی کہ اُن کی نافرمانیوں اور عہد شکنیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر بد بختی طاری کر دی تھی اور کوئی بھی ہدایت کی بات اُن پر بے اثر ثابت ہوتی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت کا معاملہ اُن کے لیے ذرہ برابر بھی مشتبہ نہ تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے پیدائش کے پہلے ہی روز ہی ماں کی گود سے نہایت صاف اور فصیح زبان میں لوگوں کو بتا دیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے۔ لیکن جب تیس برس کی عمر کو پہنچ کر آپؑ نے نبوت کے کام کی ابتداء فرمائی اور یہود کے علماء کو اُن کی بداعمالیوں پر ملامت کی تو اُنہوں نے وہ بات کہی جو تیس سال تک نہ کہی تھی۔ معاذ اللہ حضرت مریم زانیہ ہیں اور عیسیٰ ابن مریم ولد الزنا۔ یہ خالص بہتان تھا جو اُنہوں نے جان بوجھ کر محض حق کی مخالفت کے لیے گھڑا تھا۔

آیات ۱۵۷ تا ۱۵۹

حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ	اور (ہم نے اُن پر لعنت کی) بوجہ اُن کی اِس بات کے کہ بے شک ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ ابن مریم یعنی اللہ کے رسول کو

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ	اور اُنہوں نے قتل نہیں کیا عیسیٰؑ کو اور نہ صلیب دی اُنہیں
وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ	اور لیکن شبہ والی صورت پیدا کر لی گئی اُن کے لیے
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ	اور بے شک جو لوگ اختلاف کرتے ہیں اِس میں
لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ	یقیناً شک میں ہیں اِس کے بارے میں
مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ	نہیں ہے اُن کے پاس اِس کے لیے کوئی علم
اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ	سوائے پیروی کرنے کے گمان کی
وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ﴿۱۵۷﴾	اور اُنہوں نے قتل نہیں کیا عیسیٰؑ کو یقیناً۔
بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ	بلکہ اٹھا لیا اُنہیں اللہ نے اپنی طرف
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	اور نہیں ہو گا کوئی بھی اہلِ کتاب میں سے
اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ	مگر ضرور ایمان لائے گا اُن پر اُن کی موت سے پہلے
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾	اور قیامت کے دن وہ ہوں گے اُن پر گواہ۔

اِن آیات میں اِس بات کا ذکر ہے کہ یہود نے بڑے تکبر سے دعویٰ کیا کہ ہم نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کر دیا۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ نہ صلیب پر لٹکائے گئے اور نہ ہی قتل کئے گئے بلکہ مصلوب ہونے والا کوئی اور تھا جس کی صورت حضرت عیسیٰؑ کی صورت سے بدل دی گئی۔ اب جو لوگ اُنہیں قتل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ شبہات کا شکار ہیں۔ حضرت

عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور رسولوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ "لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ" ..."میں اور میرے رسول لازماً غالب آئیں گے" (المجادلہ: ۲۱)۔ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔ وہ قربِ قیامت زمین پر دوبارہ آئیں گے۔ تمام اہلِ کتاب اُن پر ایمان لے آئیں گے۔ ایمان کو ظاہر کرنے والے سرخرو ہوں گے اور ایمان کو چھپانے والے برباد ہوں گے۔ حضرت عیسیٰؑ روزِ قیامت اُن سب کے طرزِ عمل پر گواہ ہوں گے۔

آیات ۱۶۰ تا ۱۶۱

یہود پر پاکیزہ نعمتیں کیوں حرام کی گئیں؟

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا	تو بوجہ ظلم کے اُن کی طرف سے جو یہودی ہوئے
حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ	ہم نے حرام کر دیں اُن پر وہ پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں اُن کے لیے
وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾	اور بوجہ اُن کے روکنے کے اللہ کی راہ سے بہت زیادہ۔
وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا	اور بوجہ اُن کے لینے کے سود
وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ	اور یقیناً اُنہیں منع کیا گیا تھا اِس سے
وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ	اور بوجہ اُن کے کھانے کے لوگوں کا مال ناحق
وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾	اور ہم نے تیار کیا ہے اُن میں سے کافروں کے لیے درد ناک عذاب۔

یہ آیات یہود کے وہ جرائم بیان کر رہی ہیں جن کی پاداش میں اُن پر پاکیزہ نعمتوں کو حرام قرار دے دیا گیا۔ وہ ظلم، ناانصافی اور دوسروں کی حق تلفی کرتے تھے۔ صرف یہی نہیں کہ خود ظلم کریں بلکہ دوسروں کو کثرت سے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے تھے۔

آج بھی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے جو تحریک بھی اٹھتی ہے، اکثر اُس کے پیچھے یہودی دماغ اور یہودی سرمایہ ہی کام کرتا نظر آتا ہے۔ اُن کی کتابوں میں سود خوری کی واضح ممانعت تھی لیکن اِس کے باوجود وہ نہ صرف سود لیتے تھے بلکہ لوگوں کو سود کے شکنجہ میں پھنسانے کے نت نئے منصوبے تخلیق کرنا اُن کی ایک مستقل روش رہی ہے۔ سود خوری کے علاوہ حرام خوری کے دوسرے طریقے اختیار کرنے میں بھی وہ کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔

آیت ۱۶۲

یہود کے نیک لوگوں کے لیے بشارت

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ	لیکن جو پختہ ہیں علم میں اُن میں سے
وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ	اور وہ مومن جو ایمان لاتے ہیں اُس پر جو نازل کیا گیا آپؐ کی طرف
وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ	اور جو نازل کیا گیا آپؐ سے پہلے
وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ	اور قائم کرنے والے ہیں نماز
وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	اور دینے والے ہیں زکوٰۃ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ	اور جو ایمان لانے والے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر
اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ ع ۲۲	یہ لوگ ہیں عنقریب ہم دیں گے اُنہیں شاندار بدلہ۔

اِس آیت میں فرمایا کہ یہود میں ایسے لوگ بھی ہیں جو علمِ حقیقت کی گہرائیوں تک رسائی رکھتے ہیں۔ یہ اِس علم کی صداقت کا فیض ہے کہ وہ ایمان رکھتے ہیں قرآنِ کریم پر اور سابقہ آسمانی کتابوں پر بھی۔ نماز قائم کرنے والے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور روزِ جزا و سزا پر۔ اُن کے لیے بشارت ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اُنہیں شاندار بدلے سے نوازے گا۔

آیات ۱۶۳ تا ۱۶۴

انبیاءؑ کے پیارے ناموں کا گلدستہ

اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ	بے شک اے نبیؐ ! ہم نے وحی کی آپؐ کی طرف
كَمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ	جیسے ہم نے وحی کی نوحؑ اور اُن کے بعد انبیاءؑ کی طرف
وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ	اور ہم نے وحی کی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اِسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اُن کی اولاد کی طرف
وَ عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ	اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف
وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾	اور ہم نے عطا کی داؤدؑ کو زبور۔
وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ	اور ایسے بھی رسولؑ ہیں یقیناً ہم نے ذکر کیا ہے جن کا آپؐ سے اِس سے پہلے
وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ	اور وہ رسولؑ بھی ہیں ہم نے نہیں کیا جن کا ذکر آپؐ سے
وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾	اور گفتگو کی اللہ نے موسیٰؑ سے جیسے گفتگو کی جاتی ہے۔

اِن دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے ۱۳ انبیاء کرامؑ کے پیارے ناموں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اِن انبیاءؑ میں نبی اکرم ﷺ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت یونسؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت داؤدؑ اور حضرت موسیٰؑ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر حضرت داؤدؑ کو زبور اور حضرت موسیٰؑ کو شرفِ ہمکلامی عطا کرنے کا تذکرہ فرمایا۔ یہ حقیقت بھی بتائی گئی کہ رسولؑ تو اور بھی ہیں لیکن اُن میں سے صرف چند کا تذکرہ قرآنِ

حکیم میں کیا گیا ہے۔انبیاء کرامؑ کے اِس تذکرہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ وہ دنیا میں پہلی مرتبہ ایک نئی دعوت پیش کر رہے ہیں۔دراصل اُن کو بھی اُسی سرچشمۂ علم سے ہدایت ملی ہے جس سے تمام پچھلے انبیاءؑ کو ہدایت ملتی رہی ہے۔آپ ﷺ بھی اُسی صداقت و حقیقت کو پیش کر رہے ہیں جسے دنیا کے مختلف گوشوں میں پیدا ہونے والے پیغمبر ہمیشہ سے پیش کرتے چلے آئے ہیں۔

آیت ۱۶۵

رسالت کا مقصد ... انسانوں پر اتمامِ حجت

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ	تمام رسولؑ بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے تھے
لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ	تاکہ نہ رہے لوگوں کے پاس اللہ کے سامنے کوئی حجت
بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ	رسولوںؑ کے آنے کے بعد
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ ایمان بالرسالت کا مقصد ہے لوگوں پر اتمامِ حجت۔تمام رسولؑ بشارت دینے ولے اور خبردار کرنے والے تھے۔اُنہوں نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا ہیں'احکامات پر عمل کرنے کا حسین انجام کیا ہے اور احکامات سے پہلو تہی کی سزا کیا ہے۔اِس سب کا مقصد یہ تھا کہ روزِ قیامت لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بے عملی کا جواز نہ رہے۔ انبیاءؑ اور رسلؑ دنیا میں کثرت سے آئے اور اپنے بعد نازل شدہ کتابیں چھوڑ گئے۔عالم انسانی پر کوئی ایسا دور نہیں آیا جبکہ کوئی نبی یا کوئی آسمانی کتاب یا اہلِ حق کا کوئی گروہ دنیا میں موجود نہ رہا ہو جو انسان کی سیدھی راہ کی طرف رہنمائی نہ کر رہا ہو۔آخری رسول ﷺ نصیحت فرما گئے کہ جن لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچ چکا ہے،اُن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اِس پیغام کو اُن لوگوں تک

پہنچادیں، جن تک یہ پیغام نہیں پہنچا۔اب اگر انسان غافل بنا رہے یا اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا انکار کر دے تو اِس کا الزام اللہ تعالیٰ یا اُس کے پیغمبروں پر نہیں بلکہ یا تو خود اُس شخص پر عائد ہوتا ہے کہ اُس تک پیغام پہنچا اور اُس نے قبول نہیں کیا، یا اُن لوگوں پر عائد ہوتا ہے جن کو راہِ راست معلوم تھی اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہی میں مبتلا دیکھا لیکن اُن کی اصلاح کی کوشش نہ کی۔

آیات ۱۶۶ تا ۱۶۹

قرآن کی حقانیت کا بیان جلالی اسلوب میں

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ	لیکن اللہ گواہی دیتا ہے
بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ	کہ جو اُس نے نازل کیا ہے اے نبیؐ! آپؐ کی طرف
اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ	اُس نے نازل کیا ہے وہ اپنے علم کی بنیاد پر
وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ	اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں
وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾	اور کافی ہے اللہ کا گواہ ہونا۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	بے شک جنہوں نے کفر کیا
وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور روکا اللہ کی راہ سے
قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾	یقیناً وہ جا پڑے بہت دور کی گمراہی میں۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا	بے شک جنہوں نے کفر کیا اور ظلم کیا
لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ	نہیں ہے اللہ کہ بخش دے ایسے لوگوں کو
وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾	اور نہ ہی وہ ہدایت دے گا اُنہیں راستے کی۔

اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ	سوائے جہنم کے راستے کے
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ	وہ رہنے والے ہیں اُس میں ہمیشہ ہمیش
وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾	اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

اِن آیات میں بڑے جلالی اسلوب میں قرآنِ حکیم کے برحق کتاب ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود اِس بات پر گواہ ہے کہ اُس نے قرآنِ حکیم کو اپنے علمِ کامل کے مظہر کے طور پر نازل کیا ہے۔ فرشتے بھی اِس کی گواہی دیتے ہیں لیکن اکیلے اللہ تعالیٰ کی گواہی ہی کافی ہے۔ اب جو لوگ اِس کتابِ حق کا کفر کر رہے ہیں اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ ایسے ظالموں کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا نہ ہی سیدھی راہ کی ہدایت دے گا۔ ہاں جہنم کی راہ ضرور دکھائے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

آیت ۱۷۰

تمام لوگوں کو نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ	اے لوگو! آچکے ہیں تمہارے پاس رسولؐ حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے
فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ	پس ایمان لے آؤ یہی بہتر ہے تمہارے لیے
وَ اِنْ تَكْفُرُوْا	اور اگر تم کفر کرو گے
فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔

اِس آیت میں پوری نوعِ انسانی کو آگاہ کیا گیا کہ رسولِ برحق حضرت محمد ﷺ قرآنِ مبین کے ساتھ تمہارے پاس آچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر اتمام حجت ہو چکی ہے۔ روزِ قیامت تمہارے پاس پیش کرنے کے لیے کوئی عذر نہ ہو گا۔ تمہاری خیر اِسی میں ہے کہ ایمان لا کر اور رسولِ برحق ﷺ کی اطاعت کر کے اخروی زندگی سنوار لو۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو جان لو کہ آسمانوں اور زمین کا اقتدار اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ تم ہر وقت اُس کی پکڑ میں ہو۔ اُس کی نافرمانی تمہیں سخت سزا سے دوچار کر سکتی ہے۔

آیت ۱۷۱

عیسائیوں کو اعتدال پر رہنے کی دعوت

یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ	اے اہلِ کتاب! حد سے نہ گزرو اپنے دین میں
وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ	اور نہ کہو اللہ کے متعلق مگر سچی بات
اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	بے شک مسیح عیسیٰؑ ابن مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں
وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ	اور اُس کا وہ کلمہ ہیں جو اُس نے ڈال دیا تھا مریمؑ کی طرف
وَ رُوْحٌ مِّنْهُ	اور وہ ایک روح ہیں اللہ کی طرف سے
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۫	تو ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسولوںؑ پر
وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ	اور نہ کہو کہ تین معبود ہیں
اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّكُمْ	باز آجاؤ اِسی میں بہتری ہے تمہاری
اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ	بے شک اللہ ہی معبودِ واحد ہے

سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ	وہ پاک ہے اِس سے کہ ہو اُس کا کوئی بیٹا
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ	اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ ع	اور کافی ہے اللہ کا کارساز ہونا۔

ع ۲۳

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی محبت میں غلو کیا یعنی وہ اُن کی محبت میں حد سے گزر گئے اور اُنہیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ اور اُن کی والدہ کو بھی معبود قرار دے کر تین معبود یعنی تثلیث کا عقیدہ گھڑ لیا۔ اِس آیت میں فرمایا کہ حد سے آگے نہ بڑھو۔ حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اُس کے کلمہ 'کن' کا ظہور ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی طرف بھیجا تھا۔ اِس کلمہ 'کن' نے وہ کردار ادا کیا جو بچہ کی پیدائش میں والد کی طرف سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معبودِ واحد ہے اور اُس کی کوئی اولاد نہیں۔ عیسائیوں کی خیر اِسی میں ہے کہ گمراہ کن تصورات سے باز آجائیں اور توحیدِ خالص اختیار کر لیں۔

آج بد قسمتی سے غلو کی یہ گمراہی کچھ مشرکانہ تصورات اور بدعات کی صورت میں ہمارے ہاں بھی آچکی ہے' جس کا نقشہ مولانا الطاف حسین حالی نے یوں کھینچا ہے ؎

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اِس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

آیات ۱۷۲ تا ۱۷۳

مرتبہ کی بلندی اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے میں ہے

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ	ہر گز عار نہیں رکھتے تھے مسیحؑ کہ وہ ہوں بندے اللہ کے
وَ لَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ	اور نہ ہی مقرب فرشتے
وَ مَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يَسْتَكْبِرْ	اور جو عار رکھے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے
فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾	تو عنقریب جمع کرے گا اللہ اُنہیں اپنی طرف سب کے سب کو۔
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	پھر جو لوگ ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ	تو اللہ پورے دے گا اُنہیں اُن کے اجر
وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ	اور زیادہ دے گا اُنہیں اپنے فضل میں سے
وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا	اور وہ لوگ جنہوں نے عار کیا (اللہ کی بندگی سے) اور تکبر کیا
فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا	تو اللہ عذاب دے گا اُنہیں دردناک عذاب
وَّ لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾	اور وہ نہیں پائیں گے اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ ہی کوئی مددگار۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقربین، اُس کے سامنے جھکنے اور اُس کی بندگی کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونا اعلیٰ درجہ کی سعادت اور عزت ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے میں ذلت و رسوائی ہی ہے۔ حضرت عیسیٰ ؑ کو عیسائیوں نے اور فرشتوں کو مشرکینِ مکہ نے معبود قرار دیا حالانکہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے ہی کو اپنے لیے سعادت کا مقام سمجھتے ہیں۔ جو لوگ یہ سعادت حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنہیں نہ صرف اُن کے اعمال کا بدلہ دے گا بلکہ اپنی طرف سے مزید انعامات سے نوازے گا۔ اِس کے برعکس جس نے تکبر کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے سر جھکانے سے انکار کیا' وہ دردناک عذاب سے دوچار ہوگا اور اپنے لیے کوئی مددگار نہ پائے گا۔

آیات ۱۷۴ تا ۱۷۵

قرآنِ کریم حصولِ رحمت کا ذریعہ ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	اے لوگو! آچکی ہے تمہارے پاس روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے
وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ﴿۱۷۴﴾	اور ہم نے نازل کر دیا ہے تمہاری طرف واضح نور۔
فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ	پس وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر
وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ	اور چمٹ گئے اُس کے ساتھ
فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ	تو عنقریب وہ داخل کرے گا اُنہیں اپنی طرف سے رحمت اور فضل میں
وَّ یَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ﴿۱۷۵﴾	اور ہدایت دے گا اُنہیں اپنی طرف سیدھی راہ کی۔

اِن آیات میں پوری نوعِ انسانی کو دعوت دی گئی ہے کہ تمہارے پاس قرآنِ حکیم کی صورت میں حق کی دلیل اور ہدایت کی واضح روشنی آچکی ہے۔اب جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اُس کے ساتھ یعنی اُس کی رسی قرآنِ حکیم سے چمٹ جائیں تو وہ اُنہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا'اپنے فضل سے مالامال کر دے گا اور اپنی طرف سیدھے راہ کی ہدایت دے گا۔قرآنِ حکیم سے چمٹنے سے مراد ہے نہ صرف زبانی طور پر بلکہ دل سے یقین رکھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے'اِس کی باقاعدہ تلاوت کرنا'اِسے سمجھنا'اِس کے انفرادی احکامات پر عمل کرنا،اِس کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کی کوشش کرنا اور اِس کی تعلیمات کو عام کرنا۔

آیت ۱۷۶

کلالہ کی وراثت

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے
قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ	فرمایئے اللہ حکم دیتا ہے تمہیں کلالہ (کی میراث) کے بارے میں
اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ	اگر کوئی آدمی فوت ہو جائے
لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ	نہیں ہے اُس کی کوئی اولاد
وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ	اور ہے اُس کی ایک بہن
فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ	تو بہن کے لیے نصف ہے اُس کا جو اُس آدمی نے چھوڑا
وَ هُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ	اور وہ وارث ہو گا اپنی بہن (کے کل ترکہ) کا اگر نہ ہو اُس بہن کی کوئی اولاد
فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ	پھر اگر ہوں کلالہ کی دو بہنیں

فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ	تو اُن دونوں کا ہے دو تہائی اُس میں سے جو اُس نے چھوڑا
وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً	اور اگر وہ ہوں کئی بہن بھائی یعنی مرد اور عورتیں
فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ	تو مرد کے لیے ہے دو عورتوں کے حصہ کے برابر
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا	واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے (احکام) کہ کہیں تم گمراہ نہ ہو جاؤ
وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع ۲۳ ۱۶	اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

کلالہ ایسے مرد یا عورت کو کہتے ہیں کہ جس کے نہ والدین ہوں اور نہ ہی اولاد۔ کلالہ کی وراثت اُس کے بہن بھائیوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔ ماں شریک بہن بھائیوں کی وراثت کی وضاحت اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۱۲ میں کی گئی ہے۔ حقیقی بہن بھائیوں یا باپ شریک بہن بھائیوں کی وراثت کی تفصیل اِس آیت میں بیان کی جا رہی ہے۔ اِن بہن بھائیوں کا کلالہ کی وراثت میں حصہ اِس طرح ہوتا ہے جیسے اولاد کا حصہ اپنے والدین کی وراثت میں۔ تفصیلات کے لیے کتب فقہ سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

ترجمہ برائے تدریس

قرآن حکیم

سورۃ المائدۃ مدنیۃ

اٰیاتہا ۱۲۰ رکوعاتہا ۱۶

سورۃ المائدۃ

شریعت اور نفاذِ شریعت کے موضوع پر اہم ترین سورۂ مبارکہ

اِس سورۂ مبارکہ کی اہمیت نبی اکرم ﷺ کے اِس ارشاد سے سامنے آتی ہے کہ :

عَلِّمُوْا رِجَالَكُمْ سُوْرَةَ الْمَائِدَةِ وَعَلِّمُوْا نِسَائَكُمْ سُوْرَةَ النُّوْرِ (بیہقی)

"سکھاؤ اپنے مردوں کو سورۂ مائدہ اور سکھاؤ اپنی خواتین کو سورۂ نور"۔

سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ :

آیات ۱-۱۱	(رکوع ۱ تا ۲)	اِحکاماتِ شریعت اور تکمیلِ شریعت کا اعلان
آیات ۱۲-۴۳	(رکوع ۳ تا ۶)	اہلِ کتاب کی شریعت پر عمل اور نفاذِ شریعت کے لیے جدوجہد سے پہلو تہی
آیات ۴۴-۵۰	(رکوع ۷)	نفاذِ شریعت کے لیے پُرزور تاکید
آیات ۵۱-۵۶	(رکوع ۸)	حزب اللہ کے اوصاف
آیات ۵۷-۸۶	(رکوع ۹ تا ۱۱)	اہلِ کتاب کے لیے ترغیب وملامت
آیات ۸۷-۱۰۸	(رکوع ۱۲ تا ۱۴)	اِحکاماتِ شریعت
آیات ۱۰۹-۱۲۰	(رکوع ۱۵ تا ۱۶)	ایمان بالرسالت

آیات ۱ تا ۲

اہم اصولی ہدایات اور احکاماتِ شریعت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ	پورے کرو عہد

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ	حلال کر دیے گئے ہیں تمہارے لیے مویشی چوپائے
اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ	سوائے اُن کے جو سنائے جائیں گے تمہیں
غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ	نہ سمجھنے والے ہو شکار کو حلال جبکہ تم حالتِ احرام میں
اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝١	بے شک اللہ حکم دیتا ہے جو چاہتا ہے۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ	بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی
وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ	اور نہ ہی حرمت والے مہینے کی
وَ لَا الْهَدْيَ	اور نہ ہی حرم میں قربان ہونے والے جانوروں کی
وَ لَا الْقَلَآئِدَ	اور نہ ہی اُن جانوروں کی جن کے گلوں میں (قربانی کی نشانی کے لیے) پٹے بندھے ہوئے ہیں
وَ لَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ	اور نہ ہی ارادہ کرنے والوں کی محترم گھر کا
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا	جو طلب کرتے ہیں فضل اپنے رب سے اور خوشنودی
وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ	اور جب احرام کھول دو تو شکار کرو
وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ	اور نہ اکسائے تمہیں کسی قوم کی دشمنی
اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	کہ انہوں نے روکا تھا تمہیں مسجدِ حرام جانے سے

اَنْ تَعْتَدُوْا	کہ تم زیادتی کرو
وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۖ	اور باہم تعاون کرو نیکی اور تقویٰ کے کام میں
وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ	اور باہم تعاون نہ کرو گناہ اور زیادتی کے کام میں
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٢	بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

اِن آیات میں اہم اصولی ہدایات اور احکاماتِ شریعت کا بیان ہے۔ اصولی ہدایات دو ہیں:

i- معاہدات کی پاسداری کرو۔

ii- نیکی و تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔ گویا گناہ تو درکنار اِس میں کسی قسم کی معاونت بھی ناجائز ہے۔

احکاماتِ شریعت میں سے چار احکامات یہاں بیان کئے گئے ہیں:

i- اللہ تعالیٰ نے چوپایوں میں سے مویشی حلال کیے ہیں۔

ii- حالتِ احرام میں شکار کرنا حرام ہے۔

iii- حرمت والے مہینے 'حرم کی طرف قربانی کے لیے لے جائے جانے والے جانور، حرم میں قربانی کے لیے وقف کردہ جانور اور عمرہ و حج کی غرض سے حرم کی طرف جانے والے عازمین 'اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہیں یعنی اُن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے۔ اِن شعائر اللہ کی تعظیم ہر مسلمان پر لازم ہے۔

iv- کسی قوم کی دشمنی اِس بات کا جواز نہ بن جائے کہ اُس کے ساتھ زیادتی کی جائے۔

آیت ۳

دینِ اسلام کی تکمیل کا اعلان

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ	حرام کیے گئے ہیں تم پر مُردار
وَالدَّمُ	اور خون
وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ	اور خنزیر کا گوشت
وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ	اور وہ پکارا جائے اللہ کے سوا کسی کا نام جس پر
وَالْمُنْخَنِقَةُ	اور گلا گھٹنے سے مرنے والا
وَالْمَوْقُوْذَةُ	اور چوٹ لگنے سے مرنے والا
وَالْمُتَرَدِّيَةُ	اور اوپر سے گر کر مرنے والا
وَالنَّطِيْحَةُ	اور سینگ لگنے سے مرنے والا
وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ	اور جسے کھایا ہو کسی درندے نے
اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۛ	سوائے اُس کے جسے تم ذبح کر لو
وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ	اور جسے ذبح کیا گیا ہو آستانوں پر
وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ	اور یہ کہ تم تقسیم کرو (گوشت) جوئے کے تیروں سے
ذٰلِكُمْ فِسْقٌ	یہ سب نافرمانی کے کام ہیں

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ	آج مایوس ہوگئے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے تمہارے دین سے
فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ	تومت ڈرواُن سے اور ڈرو مجھ سے
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ	آج کے دن میں نے مکمل کر دیا تمہارے لیے تمہارا دین
وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ	اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت
وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا	اور پسند کر لیا تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین
فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ	پھر جو لاچار کر دیا گیا بھوک سے
غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ	نہ مائل ہونے والا ہو گناہ کی طرف
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٣	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیتِ مبارکہ میں اعلان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے دینِ اسلام کی تکمیل فرمادی ہے اور اِس طرح اُن کے لیے ایک بہت بڑی نعمت پوری ہوگئی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے اِس مکمل دین کو پسند فرمالیا ہے۔ دین کی تکمیل کے بعد اِس میں کسی بدعت کی گنجائش نہیں اور کسی کی طرف سے نبوت کا دعویٰ سفید جھوٹ اور فریب ہے۔ اِس آیت میں چار احکاماتِ شریعت بھی عطا کیے گئے ہیں:

i- اللہ تعالیٰ نے مردار 'خون' خنزیر کا گوشت اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر نذر کیا گیا کھانا حرام قرار دیا۔ اگر کسی جانور کو جھٹکے یا کرنٹ لگا کر مار دیا جائے تو اُس کا خون بہنے کے بجائے اندر گوشت کے ساتھ چپک کر جم جاتا ہے۔ خون کے حرام ہونے کی وجہ سے اب اِس جانور کا گوشت حرام ہے۔

ii- اگر کوئی مویشی کسی بھی وجہ سے ذبح کیے بغیر مر گیا تو اُس کا گوشت حرام ہے۔

iii- کسی مزار یا استھان پر ذبح کیے جانے والے جانور کا گوشت یا جوئے کے تیروں کے ذریعہ تقسیم شدہ گوشت بھی حرام ہے کیونکہ اِن دونوں صورتوں میں شرک کی آمیزش ہے۔

iv- جان چلی جانے کا خطرہ ہو تو بقدرِ ضرورت حرام سے استفادہ جائز ہے۔

آیات ۴تا۵

اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ چیزیں حلال فرمائی ہیں

يَسْـَٔلُوْنَكَ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے
مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ	کیا حلال کیا گیا ہے اُن کے لیے؟
قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ	فرمایئے حلال کی گئی ہیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں
وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ	اور وہ جو تم سکھاتے ہو درندوں میں سے
مُكَلِّبِيْنَ	شکاری جانور کو سدھانے والے ہوتے ہوئے
تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ	تم اُنہیں سکھاتے ہو اُس میں سے جو سکھایا تمہیں اللہ نے
فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ	تو کھاؤ اُس میں سے جو وہ پکڑے رکھیں تمہارے لیے
وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ	اور ذکر کرو اللہ کے نام کا اُس پر
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴	بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ	آج کے دن حلال کر دی گئی ہیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں
وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ	اور کھانا اُن کا جنہیں دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لیے
وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ	اور تمہارا کھانا حلال ہے اُن کے لیے
وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ	اور پاک دامن مومن عورتیں
وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور پاک دامن عورتیں اُن کی جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے
اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ	جب تم دے دو اُنہیں اُن کے مہر
مُحْصِنِيْنَ	پاکباز بنتے ہوئے،
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ	محض لذت لینے والے نہیں
وَ لَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ	اور نہ ہی چھپی دوستی کرنے والے
وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ	اور جس نے انکار کیا ایمان کی روش پر چلنے سے
فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ	تو یقیناً ضائع ہو گیا اُس کا عمل
ع ۵ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ع	اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا۔

اِن آیات میں دو بار فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پاکیزہ چیزیں مسلمانوں کے لیے حلال قرار دی ہیں۔ اِن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

i- اگر سکھائے ہوئے شکاری جانور کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شکار پر چھوڑا گیا ہو تو اُس کا مارا ہوا ایسا شکار جس میں سے وہ خود نہ کھائے حلال ہے۔

ii- اہلِ کتاب کے لیے حلال کردہ کھانے مسلمانوں کے لیے بھی حلال ہیں اور مسلمانوں کے لیے حلال کردہ کھانے اہلِ کتاب کے لیے حلال ہیں۔

iii- نیک سیرت مسلمان خواتین اور نیک سیرت اہلِ کتاب خواتین سے مسلمان مرد نکاح کر سکتے ہیں جبکہ مقصد گھر بسانا ہو نہ کہ محض حصولِ لذت یا خفیہ آشنائی۔ منکوحہ کو مہر دینا لازم ہے۔

آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ جس نے ایمان کے بعد کفر کیا اُس کی نیکیاں برباد ہو گئیں اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا۔ گو کہ اہلِ کتاب خاتون سے نکاح جائز ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ اُس کی محبت میں انسان اسلام سے دور ہو کر کفر کا رنگ اختیار کر لے یا اُس کی اولاد ماں کے مذہب پر چلی جائے۔ آج کے دور میں کافر خاتون سے نکاح میں کفر کی طرف جانے کا شدید اندیشہ ہے کیونکہ کافر غالب ہیں اور مسلمان مغلوب۔ ایمان کی حفاظت کے لیے مناسب یہی ہے کہ کافر خاتون سے نکاح نہ کیا جائے۔

آیت ٦

وضو کے فرائض کا بیان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ	جب تم کھڑے ہو نماز کے لیے
فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ	تو دھو لیا کرو اپنے چہرے
وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ	اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک
وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ	اور مسح کر لیا کرو اپنے سروں کا

وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ	اور دھو لیا کرو اپنے پاؤں ٹخنوں تک
وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا	اور اگر تم ناپاکی کی حالت میں ہو
فَاطَّهَّرُوْا	تو پھر خوب طہارت حاصل کرو (غسل کر کے)
وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى	اور اگر تم ہو بیمار
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ	یا ہو سفر پر
اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ	یا آئے تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے
اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ	یا تم نے تعلق قائم کیا ہو بیویوں سے
فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً	پھر تم نہ پاؤ پانی
فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا	تو تیمّم کر لیا کرو پاکیزہ مٹی سے
فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ	مسح کر لو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کا اِس سے
مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ	نہیں چاہتا اللہ کہ رکھے تم پر کچھ تنگی
وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ	اور لیکن اللہ چاہتا ہے کہ پاک کر دے تمہیں
وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ	اور پوری کر دے اپنی نعمت تم پر
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝	تاکہ تم شکر ادا کرو۔

اِس آیت میں وضو کے چار فرائض یعنی چہرہ کا غسل، ہاتھوں کا کہنیوں سمیت غسل، سر کا مسح اور پاؤں کا ٹخنوں سمیت غسل بیان کیے گئے ہیں۔ حالتِ جنابت میں غسل کا حکم دیا گیا۔ مزید فرمایا کہ اگر غسل یا وضو کے لیے پانی دستیاب نہ ہو تو پاکیزہ مٹی سے تیمم کیا جاسکتا ہے۔ تیمم سے مراد ہے کہ پاکیزہ مٹی سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا جائے۔ تیمم کی سہولت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایک رعایت اور نعمت قرار دیا۔

ایک اہم نکتہ قابلِ غور ہے۔ نمازِ تہجد اور پھر پنج وقتہ نماز مکی دور میں فرض قرار دی گئی۔ اِن نمازوں کی ادائیگی کے لیے نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو وحیٔ خفی کے ذریعہ وضو کے فرائض اور طریقۂ کار سکھایا۔ قرآنِ حکیم میں اِس کا ذکر مدنی دور میں آیا۔ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ پر قرآن کے علاوہ بھی احکامات کا نزول ہوتا تھا۔ گویا منکرینِ سنت کی یہ بات گمراہی ہے کہ شریعت کا ماخذ صرف قرآن ہے۔

آیت ۷

اسلام ایک نعمت اور کلمۂ طیبہ ایک عہد ہے

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	اور یاد رکھو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے
وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ	اور اُس کے اُس عہد کو کہ اُس نے پابند کر دیا ہے تمہیں جس سے
اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا	جب کہا تھا تم نے کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرنی سے
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧	بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔

آیت ۳ میں اسلام کو مسلمانوں کے لیے نعمت قرار دیا گیا تھا۔اِس آیت میں حکم دیا گیا کہ اِس نعمت کو ہمیشہ یاد رکھنا۔اِس نعمت کی کئی برکات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اسلام سے قبل تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔قبائلی عصبیتوں نے تمہیں عداوتوں اور لڑائیوں میں پھنسا کر تمہاری زندگی تم پر مشکل کر دی تھی۔اِن حالات سے نجات کی کوئی راہ تمہیں نظر نہیں آتی تھی۔پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی توفیق بخشی جس سے تمہاری قدیم اور مسلسل عداوتوں کا خاتمہ ہوا اور تم بھائی بھائی بن گئے۔اسلام کی عطا کردہ شریعت بھی ایک نعمت ہے جس پر عمل سے ہر ایک کی جان،مال اور آبرو کو تحفظ ملتا ہے۔مزید یہ کہ اِس آیت میں کلمۂ طیبہ کو سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا(ہم نے سنا اور فرمانبرداری اختیار کی) کی روش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور اِن کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنے کا عہد قرار دیا گیا۔حکم دیا گیا اب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اِس سے کیے گئے عہد کو ہمیشہ یاد رکھو اور اِن کا پاس کرو۔

آیات ۸ تا ۱۰

عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ	ہو جاؤ کھڑے ہونے والے اللہ کے لیے
شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ	گواہ بن کر عدل کے
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ	اور ہرگز نہ اُکسائے تمہیں کسی قوم کی دشمنی
عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ	اِس پر کہ تم عدل نہ کرو
اِعْدِلُوْا	عدل کیا کرو
هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى	یہ زیادہ قریب ہے تقویٰ کے

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨	بے شک اللہ خوب باخبر ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	وعدہ کیا اللہ نے اُن سے جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٩	اُن کے لیے بخشش اور شاندار بدلہ ہے۔
وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور جنہوں نے کفر کیا
وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ	اور جھٹلایا ہماری آیات کو
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝١٠	یہ لوگ جہنم والے ہیں۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جائیں اور اِس طرح اللہ تعالیٰ کی شانِ عدل کی گواہی پیش کریں۔ عدل ہر صورت میں کیا جائے خواہ اِس کا فائدہ کسی دشمن ہی کو کیوں نہ ہو۔ عدل کرنا ہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ جو لوگ ظلم و زیادتی کے خلاف عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو گئے وہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور شاندار بدلے کی نعمتیں حاصل کریں گے۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اِن احکامات کو قبول نہ کیا اور جھٹلایا وہ جہنم کے عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیت ۱۱

بھروسہ اللہ تعالیٰ ہی پر کرنا چاہیے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی

اِذْ هَمَّ قَوْمٌ	جب ارادہ کیا ایک قوم نے
اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ	کہ بڑھائے تمہاری طرف اپنے ہاتھ
فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ	تو اللہ نے روک دیا اُن کے ہاتھوں کو تم سے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے
ع ٦ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١١﴾	اور اللہ پر پھر چاہیے کہ بھروسہ کریں مومن۔

اِس آیت میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی ایک عافیت کی یاد دہانی کرائی گئی۔ سن ٦ھ میں صلحِ حدیبیہ سے قبل جب مسلمان احرام پہنے ہوئے مکہ کی طرف جا رہے تھے تو مشرکینِ مکہ کی شدید خواہش تھی کہ اُن پر حملہ کر کے کاری ضرب لگائیں۔ اگر وہ مسلمانوں پر حملہ میں پہل کرتے تو پورے عرب میں بدنامی ہوتی کہ اُنہوں نے عمرے کی غرض سے مکہ آنے والوں کے خلاف کاروائی کی ہے۔ لہٰذا وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح پہل مسلمانوں کی طرف سے ہو جائے تو پھر وہ اُسے بہانہ بنا کر اپنے ناپاک منصوبہ کی تکمیل کر لیں گے۔ اُنہوں نے کئی بار مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کی۔ اُن کے قریب سے گھوڑے دوڑائے اور گالیاں دیں تاکہ مسلمان ردِّ عمل کا اظہار کریں اور مشرکین کو اُن کے خلاف اقدام کا جواز مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صبر و برداشت کی توفیق دی اور مشرکین کی سازشوں سے محفوظ رکھا۔ ہر قسم کے شر سے عافیت دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے' لہٰذا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

آیت ١٢

بنی اسرائیل سے عہدِ شریعت

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اور یقیناً لیا تھا اللہ نے عہد بنی اسرائیل سے

وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا	اور ہم نے مقرر کیے اُن میں سے بارہ سردار
وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ	اور فرمایا اللہ نے کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں
لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ	اگر تم قائم کرتے رہے نماز
وَ اٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ	اور دیتے رہے زکٰوۃ
وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ	اور ایمان لائے میرے رسولوںؑ پر
وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ	اور مدد کرتے رہے اُن کی
وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	اور دیتے رہے اللہ کو بہترین قرض
لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ	میں ضرور دور کردوں گا تم سے تمہارے گناہ
وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اور میں ضرور داخل کروں گا تمہیں اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ	پھر جس نے ناشکری کی اِس کے بعد تم میں سے
فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۱۲﴾	تو یقیناً وہ بھٹک گیا سیدھی راہ سے۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں نقیب یعنی سردار مقرر کیے اور اُن سے عہد لیا کہ نماز قائم کرتے رہو' زکٰوۃ ادا کرتے رہو' رسولوں ؑ پر ایمان لاؤ' اُن کے مشن میں اُن کے دست و بازو بنو اور اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبہ کے لیے مال خرچ کرو۔ جو کوئی یہ عہد نبھائے گا' اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف فرمادے گا اور اُسے جنت کی ابدی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ جس نے عہد کو توڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی خوش کن بشارتوں کی ناقدری کی وہ بدنصیب راہِ ہدایت سے بھٹک گیا۔

آیات ۱۳تا۱۴

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی وجہ... عہد کی خلاف ورزی

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ	تو بوجہ اُن کے توڑنے کے اپنا عہد ہم نے لعنت کی اُن پر
وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً	اور ہم نے کر دیا اُن کے دلوں کو سخت
يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ	وہ بدلتے ہیں بات کو اُس کے محل و مقام سے
وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ	اور اُنہوں نے بھلا دیا ایک حصہ اُس میں سے، اُنہیں نصیحت کی گئی تھی جس سے
وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ	اور تم ہمیشہ آگاہ ہوتے رہو گے اُن کی طرف سے خیانت پر
اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ	سوائے چند لوگوں کے اُن میں سے
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ	تو معاف کرو اُنہیں اور در گزر کرو
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳	بے شک اللہ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں سے۔
وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى	اور اُن لوگوں سے جنہوں نے کہا بے شک ہم نصاریٰ ہیں
اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ	ہم نے لیا اُن سے اُن کا عہد
فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ	سو اُنہوں نے بھلا دیا ایک حصہ اُس میں سے، اُنہیں نصیحت کی گئی تھی جس سے

فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ	تو ہم نے ڈال دی اُن کے درمیان دشمنی اور نفرت روزِ قیامت تک
وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾	اور عنقریب بتا دے گا اُنہیں اللہ جو وہ کاری گری کیا کرتے تھے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر عہد کی خلاف ورزی کی وجہ سے لعنت کی اور اُن کے دلوں میں سختی پیدا کر دی۔ یہ اِسی کا نتیجہ ہے کہ وہ:

i- اپنے خبیث نفس کی تسکین اور خبثِ باطن کے اظہار کے لیے الفاظ کو بگاڑ دیتے ہیں جیسے اَطَعْنَا (ہم نے اطاعت کی) کو عَصَيْنَا (ہم نے نہیں مانا) کہہ دیا اور رَاعِنَا (ہم سے رعایت کیجیے) کو رَاعِيْنَا (اے ہمارے چرواہے) کر دیا۔

ii- اُس نصیحت کو فراموش کر دیتے ہیں جس کے ذریعہ سے اُن کی اصلاح کی کوشش کی جاتی ہے۔

iii- اُن کی طرف سے مسلسل بد دیانتی اور وعدہ خلافی کا تجربہ ہوتا رہتا ہے۔

عیسائیوں کو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بد عہدی کی سزا یہ دی کہ اُن کے مابین بغض وعداوت پیدا کر دی اور وہ باہم فرقہ وارانہ کشیدگی کی وجہ سے خونریزی اور ایک دوسرے کی قوت کا مزہ چکھتے رہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اُنہیں 'اُن کی کارستانیوں کی حقیقت کا مزہ چکھائے گا۔

بنی اسرائیل اپنے جرائم کی بنیاد پر اِس قابل نہیں کہ اُنہیں قریب بھی آنے دیا جائے لیکن نبی اکرم ﷺ کو ہدایت دی گئی کہ آپ ﷺ اُنہیں معاف کریں اور ان کی بد عملی سے در گزر کریں، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اُن کی سخت دلی اور بے حسی کے بعد اگرچہ کسی وعظ و نصیحت کا اُن کے لیے مؤثر ہونا مشکل ہے لیکن رواداری اور حسنِ خلق کے رویہ سے بے حسوں میں بھی حس پیدا ہو سکتی ہے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

اہلِ کتاب کو نبی اکرم ﷺ اور قرآن پر ایمان لانے کی دعوت

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا	اے اہلِ کتاب! آ چکے ہیں تمہارے پاس ہمارے رسولؐ
يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ	جو واضح کرتے ہیں تم پر وہ بہت سی باتیں جنہیں تم چھپا رہے تھے کتاب میں سے
وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ	اور در گزر کرتے ہیں بہت سی باتوں سے
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۱۵﴾	یقیناً آ چکی ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور ایک واضح کتاب۔
يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ	ہدایت دیتا ہے اللہ اِس کے ذریعہ اُن کو جو پیروی کرتے ہیں اللہ کی رضا کی
سُبُلَ السَّلٰمِ	سلامتی کے راستوں کی
وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ	اور نکالتا ہے اُنہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف اپنی توفیق سے
وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾	اور ہدایت دیتا ہے اُنہیں سیدھی راہ کی۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب کو دعوت دی گئی کہ تمہاری بھلائی اِسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ وہ کھول کھول کر تمہیں بتا رہے ہیں کہ تم نے اپنی کتابوں سے کتنا حق ظاہر کیا اور کتنا چھپایا۔ اُن کے ذریعہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح کتاب اور ہدایت کی روشنی آ گئی ہے۔ اِسی کتاب کے ذریعہ اب ہدایت ملے گی لیکن اُس کو جس کی نیت اللہ تعالیٰ کی رضا کی

طلب ہو۔اللہ تعالیٰ اِس کتاب کے ذریعہ ایسی سعید روحوں کو سلامتی کے راستے دکھائے گا، گمراہی کے اندھیروں سے ہدایت کے نور میں لے آئے گا اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۷

حضرت عیسیٰؑ معبود نہیں مخلوق ہیں

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا	یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے جنہوں نے کہا
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ	بے شک اللہ ہے ہی مسیحؑ یعنی مریمؑ کا بیٹا
قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا	اے نبیؐ! فرمایئے کون اختیار رکھتا ہے اللہ کے سامنے کچھ بھی
اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ	اگر اللہ چاہے کہ ہلاک کر دے مسیحؑ مریم کے بیٹے کو
وَاُمَّهٗ	اور اُن کی والدہ کو
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا	اور جو زمین میں ہیں سب کے سب کو
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ	اور اُس کی بھی جو اِن دونوں کے درمیان ہے
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ	وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

عیسائیوں کے ایک فرقہ یعقوبیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ کی ذات میں حلول کر گیا ہے۔ گویا اب اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ کی صورت میں موجود ہے۔اِس آیت میں فرمایا کہ حضرت مسیحؑ اور اُن کے والدہ حضرت مریمؑ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہیں۔ اگر وہ اُن پر کوئی آفت نازل کرنا چاہے تو ہے کوئی جو اُنہیں بچا سکے؟ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے بے بس اور لاچار ہیں جبکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہر طرح سے بااختیار اور ہر شے پر قادر ہے۔بلاشبہ حضرت مسیحؑ کی معجزانہ ولادت،اُن کے اخلاقی کمالات اور حسی معجزات حیرت انگیز ہیں۔یہ کمال اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اُس نے آپؑ کو یہ سب کچھ عطا کیا ہے۔یہ بڑی بے دانشی ہے کہ مخلوق کے کمالات کو دیکھ کر اُسی پر خالق ہونے کا گمان کر لیا جائے۔دانشمند وہ ہیں جو مخلوق کے کمالات میں خالق کی عظیم الشان قدرت کے نشانات دیکھتے ہیں اور اُن سے ایمان کا نور حاصل کرتے ہیں۔

آیت ۱۸

اللہ تعالیٰ کی محبوب امت ہونے کا دعویٰ؟

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى	اور کہا یہودیوں اور عیسائیوں نے
نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ	کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں
وَ اَحِبَّآؤُهٗ ؕ	اور اُس کے بڑے محبوب ہیں
قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ	اے نبیؐ! پوچھیے پھر کیوں وہ عذاب دیتا ہے تمہیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے
بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ	بلکہ تم بھی انسان ہو اُن میں سے جو اُس نے پیدا کیے
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ	وہ بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے

وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ	اور سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَ مَا بَيْنَهُمَا	اور اُس کی بھی جو اِن دونوں کے درمیان ہے
وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾	اور اِسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

یہودی اور عیسائی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انتہائی محبوب لوگوں میں شامل ہیں۔ اِس آیت میں اُن سے سوال کیا گیا کہ اگر واقعی وہ اللہ تعالیٰ کے لاڈلے ہیں تو پھر اُن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کیوں آتے رہے؟ حقیقت یہ ہے کہ تمام انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اُس کی نگاہ میں برابر ہیں۔ البتہ جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں' وہی اُس کے محبوب ہیں۔ آج یہ دھوکہ مسلمانوں کو بھی ہے کہ آخری نبی ﷺ کے امتی ہونے کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ آج ہم سے سوال ہے کہ پھر عذاب کے کوڑے ہم پر کیوں برس رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا ہے تو شریعت پر عمل کر کے کردار کی پاکیزگی حاصل کرنا ہو گی۔

آیت ۱۹

اہلِ کتاب کے لیے اتمامِ حجت

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے اہلِ کتاب!
قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا	یقیناً آ چکے ہیں تمہارے پاس ہمارے رسولؐ
يُبَيِّنُ لَكُمْ	وہ واضح کرتے ہیں تم پر (احکاماتِ شریعت)
عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ	ایک وقفہ کے بعد رسولوںؑ کی آمد میں
اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ	کہیں تم کہنے لگو نہیں آئے ہمارے پاس بشارت دینے

	والے اور نہ ہی خبر دار کرنے والے
فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ	پس آ چکے ہیں تمہارے پاس بشارت دینے والے اور خبر دار کرنے والے
ع ۲ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٩﴾ ع	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے کئی انبیاءؑ بھیجے۔ سیدنا عیسیٰؑ کے بعد انبیاءؑ کی بعثت کا سلسلہ بند ہوا اور مسلسل چھ سو سال تک بند رہا۔ اِس کے بعد یہود اور عیسائی دونوں کو نبی آخر الزمان ﷺ کا انتظار تھا۔ مگر جب نبی آخر الزمان ﷺ تشریف لائے تو دونوں نے صرف اِس بنا پر آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کر دیا کہ آپ ﷺ بنی اسرائیل میں سے نہ تھے۔ اِس آیت میں اُن دونوں کو آگاہ کیا گیا کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی صورت میں تمہارے پاس بشارت دینے والی اور خبر دار کرنے والے ہستی آچکی ہے۔ اب تم روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بے عملی کا یہ جواز پیش نہیں کر سکتے کہ ہمیں کوئی خبر دار کرنے یا بشارت دینے والا نہیں آیا۔ خیر اِسی میں ہے کہ اِن رسولوں اور اِن کی تعلیمات پر ایمان لے آؤ۔ اگر تم ایمان نہیں لائے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اِس جرم کی سزا دینے پر پوری طرح قادر ہے۔

آیات ۲۰ تا ۲۲

بنی اسرائیل کو نفاذِ شریعت کے لیے قتال کرنے کی دعوت

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ	اور جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے
يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	اے میری قوم! یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی
اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ	جب بنائے اللہ نے تم میں سے انبیاءؑ
وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا	اور بنایا تمہیں بادشاہ

وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٠﴾	اور دیا تمہیں وہ کچھ جو نہیں دیا کسی کو تمام جہان والوں میں۔
يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ	اے میری قوم! داخل ہو جاؤ اِس مقدس سرزمین میں جو لکھ دی ہے اللہ نے تمہارے لیے
وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ	اور مت پھر جانا اپنی پیٹھیں پھیر کر
فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾	پھر تم پلٹ کر ہو جاؤ گے خسارہ پانے والے۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے لیے حضرت موسیٰؑ کی طرف سے دعوتِ قتال کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے بنی اسرائیل کو اُن پر ہونے والے انعامات کی یاد دہانی کرائی۔ اُنہیں یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں بیک وقت کئی کئی نبیؑ بھیجے اور حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں اور اُن کے بعد مصر میں اُن کو بڑی بادشاہت عطا کی۔ صحرائے سینا میں من و سلویٰ کی صورت میں اُنہیں بہترین خوراک فراہم کی۔ ۱۲ قبائل کے لیے پانی کے ۱۲ چشمے ایک ہی چٹان سے جاری کر دیے۔ بادلوں کو اُن پر مسلسل سائبان بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے احسانات کسی اور قوم پر نہیں کیے۔ اِس کے بعد حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ فلسطین کی سرزمین کو مشرکین سے خالی کرانے کے لیے جنگ کرو تاکہ وہاں ہم تورات کی تعلیمات پر مبنی عادلانہ نظام قائم کر سکیں۔ یہ خوشخبری بھی سنا دی کہ اِس جنگ میں اُنہیں فتح حاصل ہو گی۔ ساتھ ہی خبردار کر دیا کہ اگر جنگ سے اعراض کیا تو بدترین خسارے سے دوچار ہو گے۔

آیات ۲۲ تا ۲۴

بنی اسرائیل کا اللہ کی راہ میں قتال کرنے سے انکار

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى	بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰؑ!

اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ	بے شک اِس بستی میں تو بڑے زبردست لوگ آباد ہے
وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا	اور ہم ہر گز داخل نہ ہوں گے اِس میں
حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا	یہاں تک کہ وہ نکل جائیں اِس سے
فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا	پھر اگر وہ نکل جائیں اِس سے
فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾	تو بے شک ہم داخل ہونے والے ہیں۔
قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ	کہا دو مردوں نے اُن میں سے جو ڈر رہے تھے
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا	انعام فرمایا تھا اللہ نے جن دونوں پر
ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ	داخل ہو جاؤ اُن پر دروازے سے
فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ	پھر جب تم داخل ہو جاؤ گے اُس سے
فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ	تو بے شک تم ہی غالب ہو گے
وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا	اور اللہ ہی پر پھر بھروسہ کرو
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾	اگر تم مومن ہو۔
قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى	اُنہوں نے کہا اے موسیٰؑ !
اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا	بے شک ہم ہر گز نہ داخل ہوں گے اِس میں کبھی بھی
مَّا دَامُوْا فِيْهَا	جب تک وہ موجود ہیں اِس میں

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ	سو جاؤ تم اور تمہارا رب پھر دونوں جنگ کرو
اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾	بے شک ہم یہیں بیٹھنے والے ہیں۔

یہ آیات بنی اسرائیل کے اللہ کی راہ میں جنگ سے شرمناک گریز کا حال بیان کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے حضرت موسیٰؑ کی دعوتِ قتال فی سبیل اللہ کے جواب میں کہا کہ فلسطین میں آباد قوم بڑی زور آور ہے۔ کسی معجزہ کے ذریعہ اُن کو وہاں سے نکال دیا جائے تو ہم وہاں داخل ہوں گے ورنہ نہیں۔ بنی اسرائیل ہی میں سے اللہ تعالیٰ کے دو انعام یافتہ بندوں (یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا) نے اپنی قوم کو جھنجھوڑا اور سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو' دشمن کی طاقت سے مرعوب نہ ہو اور ہمت کر کے دشمن کی بستی میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے شاملِ حال ہے اور اُس نے فتح تمہارے لیے طے کر دی ہے۔ بزدل قوم نے حضرت موسیٰ کو کورا جواب دے دیا کہ آپ اور آپ کا رب جا کر مشرکین سے جنگ کریں ہم تو یہاں بیٹھے رہیں گے۔

آیات ۲۵ تا ۲۶

حضرت موسیٰؑ کی بزدل قوم کے خلاف بددعا

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ	عرض کی موسیٰؑ نے اے میرے رب! بے شک میں اختیار نہیں رکھتا سوائے اپنی ذات اور اپنے بھائی کے
فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿٢٥﴾	پس جدائی کر دے ہمارے اور اِس نافرمان قوم کے درمیان۔
قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً	فرمایا اللہ نے پھر بے شک یہ زمین حرام کی ہوئی ہے اِن پر چالیس سال تک
یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ	بھٹکتے پھریں گے زمین میں

ع ٨ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾	تو افسوس نہ کر نا اِس فاسق قوم پر۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کی اپنی قوم کے خلاف بد دعا کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ اے میرے رب! مجھے اپنے اور اپنے بھائی ہارونؑ کے علاوہ کس پر کوئی اختیار نہیں۔ اب تو ہمیں جدا کر دے اِس فاسق قوم سے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ اب یہ ۴۰ سال تک صحراء میں بھٹکتے رہیں گے۔ اے موسیٰ! اِس فاسق قوم کی بربادی پر افسوس نہ کیجیے گا۔

اِن آیات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نفاذِ شریعت کے لیے مال و جان کی قربانی سے اعراض کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کو کیسی نفرت ہوتی ہے۔ دنیا میں باطل کے غلبہ کی وجہ اہلِ حق کی بزدلی ہی ہوتی ہے۔ اگر اہلِ حق پامردی دکھادیں تو باطل ریت کی دیوار ثابت ہوتا ہے جیسے دورِ نبوی ﷺ میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اپنی بے مثال بہادری و شجاعت سے ثابت کیا۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

حضرت ہابیل کا حکیمانہ وعظ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ	اے نبیؐ! سنایئے اِنہیں خبر آدمؑ کے دو بیٹوں کی حق کے ساتھ
اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا	جب اُن دونوں نے پیش کی قربانی
فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا	تو قبول کی گئی دونوں میں سے ایک (ہابیل) کی طرف سے
وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ	اور قبول نہیں کی گئی دوسرے (قابیل) کی طرف سے
قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ	قابیل نے کہا میں ضرور قتل کر دوں گا تجھے

قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٧﴾	ہابیل نے کہا کہ بے شک قبول فرماتا ہے اللہ متقیوں کی طرف سے۔
لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ	اگر تو نے بڑھایا میری طرف اپنا ہاتھ تا کہ تو قتل کر دے مجھے
مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ	میں نہیں ہوں بڑھانے والا اپنا ہاتھ تیری طرف کہ قتل کر دوں تجھے
اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٨﴾	بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو رب ہے تمام جہانوں کا۔
اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَ اِثْمِكَ	بے شک میں تو چاہتا ہوں کہ تو اٹھالے میرا گناہ اور اپنا گناہ
فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ	اور پھر تو ہو جائے جہنم والوں میں سے
وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾	اور یہی ظالموں کا بدلہ ہے۔

اِس آیت میں حضرت ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان ہوا ہے۔اُن دونوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی۔ حضرت ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قبول نہ ہو سکی۔ قابیل نے غصہ میں حضرت ہابیل کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ حضرت ہابیل نے قابیل کو قتلِ ناحق جیسے بدترین جرم سے روکنے کے لیے عمدہ وعظ و نصیحت کی۔فرمایا"اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ"(بے شک اللہ متقیوں کی قربانیاں ہی قبول فرماتا ہے)۔یہ پُر حکمت بات ایک اہم اصول کی حیثیت رکھتی ہے۔اعمال و عبادات کی قبولیت تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کے خوف پر موقوف ہے۔ جس میں تقویٰ نہیں اُس کا عمل مقبول نہیں۔اِسی طرح نفاذِ شریعت کے لیے ایسے ہی لوگوں کی جدوجہد کامیاب ہو گی جو اپنی ذات میں متقی یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے والے ہیں۔ حضرت ہابیل نے مزید فرمایا

کہ اگر تم مجھے قتل کرنے کی کوشش کرو گے تو میں ہر گز ردِّ عمل کے طور پر تمہیں قتل کرنے کا ارادہ نہیں کروں گا۔ میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ سوچ لو کہ میرے ناحق قتل سے نہ صرف تم خود گناہ گار ہو گے بلکہ میرے تمام گناہ بھی تمہارے کھاتے میں چلے جائیں گے۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

تاریخِ انسانی کا پہلا ناحق قتل

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ	پھر آمادہ کر لیا قابیل کو اُس کے جی نے اپنے بھائی کے قتل پر
فَقَتَلَهٗ	تو اُس نے قتل کر دیا ہابیل کو
فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾	پس قابیل ہو گیا خسارہ پانے والوں میں سے
فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ	پھر بھیجا اللہ نے ایک کوے کو جو کرید تا تھا زمین
لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ	تاکہ دکھائے قابیل کو کہ کیسے وہ چھپائے اپنے بھائی کی لاش
قَالَ يٰوَيْلَتٰى	قابیل نے کہا ہائے میری خرابی!
اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ	کیا میں عاجز ہوا اِس سے بھی کہ میں ہوتا اِس کوے جیسا
فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ	تو چھپا دیتا اپنے بھائی کی لاش
فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿٣١﴾	پھر وہ ہو گیا پچھتانے والوں میں۔

حضرت ہابیل کے وعظ نے قابیل کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ کچھ روز اُس کے ضمیر اور نفس کے درمیان کشمکش رہی کہ قتل کے ارادے پر عمل کرے یا نہ کرے۔ آخر کار نفس غالب آیا اور اُس نے حضرت ہابیل کو شہید کر کے خسارہ کا سودا کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے قابیل کو ایک کوّے کے ذریعہ سکھایا کہ کیسے زمین کو کھود کر مرحوم بھائی کی لاش اُس میں دفن کر دی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا تُقْتَلُ نَفْس ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْل مِنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ (بخاری)

"نہیں قتل کیا جاتا کسی بھی انسان کو ناحق مگر یہ کہ اِس کے گناہ کا ایک حصہ حضرت آدمؑ کے پہلے بیٹے (یعنی قابیل) کے کھاتے میں بھی جاتا ہے' اِس لیے کہ اُسی نے قتلِ ناحق کے جرم کا آغاز کیا تھا"۔

غالباً اللہ تعالیٰ نے یہود کے اِس گھمنڈ کو توڑنے کے لیے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ وہ دعویٰ کرتے تھے ہم انبیاءؑ کی اولاد ہونے کی وجہ سے اللہ کے بیٹے اور اُس کے چہیتے ہیں۔ اُنہیں بتایا گیا کہ ہابیل اور قابیل دونوں بھائی حضرت آدمؑ کے بیٹے تھے مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی مقبول ہوا جو متقی تھا۔ دوسرے نے ظلم کا ارتکاب کیا تو وہ مردود ہو گیا۔ حضرت آدمؑ کا بیٹا ہونا اُس کے کچھ کام نہ آیا۔

آیت ۳۲

انسانی جان کی حرمت

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اِس وجہ سے ہم نے طے کر دیا بنی اسرائیل کے لیے
اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ	کہ جس نے قتل کیا کسی جان کو بغیر کسی جان کے بدلے
اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ	یا بغیر فساد کے زمین میں
فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ	تو گویا اُس نے قتل کیا انسانوں میں سے سب کے سب کو

وَمَنْ اَحْيَاهَا	اور جس نے بچایا کسی ایک جان کو
فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا	تو گویا اُس نے بچایا انسانوں میں سے سب کے سب کو
وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ	اور بے شک آئے اُن کے پاس ہمارے رسولؑ واضح نشانیوں کے ساتھ
ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿٣٢﴾	پھر بے شک اُن میں سے اکثر اِس کے بعد بھی زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں۔

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ حضرت ہابیل کے قتلِ ناحق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ طے کر دیا کہ جس نے کسی ایک جان کو کسی جان کے بدلہ میں یا زمین میں فساد کی سزا کے بغیر ناحق قتل کیا، اُس نے گویا پوری نوعِ انسانی کو قتل کیا۔ ایسا کرنے والا پوری انسانیت اور امنِ عامہ کا دشمن ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ بھی اُسے یہ جرم کرتے دیکھ کر اُس پر دلیر ہو جاتے ہیں۔ اِس کے برعکس جس نے کسی ایک جان کی حرمت کا پاس کیا یا کسی کو مظلومانہ موت سے نجات دلائی، اُس نے گویا پوری نوعِ انسانی کی بقا کا سامان کیا۔ ایسا کرنا بہت بڑی نیکی ہے کیونکہ ایسا شخص انسانیت کا ہمدرد اور امنِ عامہ میں معاون بنتا ہے۔ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کے طے کردہ اِس ضابطہ سے واقف تھے۔ رسولوںؑ نے بار بار آکر اُنہیں اِس کی یاددہانی بھی کرائی لیکن اِس کے باوجود وہ قتل و غارت گری سے باز نہ آئے۔ بدقسمتی سے آج مسلمانوں میں بھی قتلِ ناحق کا جرم بہت عام ہے۔

آیات ۳۳ تا ۳۴

دہشت گردی کی سزا

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	بلاشبہ بدلہ اُن کا جو جنگ کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسولؐ سے

وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا	اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی
اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا	یہ ہے کہ اُنہیں بری طرح قتل کیا جائے
اَوْ يُصَلَّبُوْٓا	یا اُنہیں صلیب پہ لٹکا دیا جائے
اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ	یا کاٹے جائیں اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے
اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ	یا اُنہیں نکال دیا جائے سرزمین سے
ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا	یہ اُن کے لیے رسوائی ہے دنیا میں
وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٣٣﴾	اور اُن کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا	سوائے اُن کے جو توبہ کر لیں
مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ	اِس سے پہلے کہ تم قابو پاؤ اُن پر
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٤﴾ ع ٨	تو جان لو کہ اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے اور اُس کے رسول ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ زمین میں ایک عادلانہ نظام قائم ہو۔ ایسا نظام جب کسی سرزمین میں قائم ہو جائے تو اُس کو خراب کرنے کی کوشش کرنا، خواہ وہ چھوٹے پیمانے پر قتل و غارت اور رہزنی وڈکیتی کی حد تک ہو یا بڑے پیمانے پر اُس عادلانہ نظام کو الٹنے اور اس کی جگہ کوئی فاسد نظام قائم کر دینے کے لیے، دراصل وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ ہے۔ اِن آیات میں فرمایا کہ جو لوگ یہ جرم کریں اُن کی سزا یہ ہے کہ اُنہیں قتل کیا جائے یا صلیب پر لٹکایا جائے یا مخالف سمتوں سے اُن کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیے جائیں۔ امامِ وقت یا قاضی کو اختیار

ہے کہ اپنے اجتہاد سے جرم کی نوعیت کے مطابق اِن میں سے جس سزا کا چاہے فیصلہ کر دے۔ البتہ اگر کوئی مجرم خود کو اپنے طور پر قانون کے حوالے کر دے تو اُس کی سزا معاف کی جا سکتی ہے۔ ہاں بندوں کے جو حقوق اُس نے غصب کیے ہیں اُن کی تلافی بہر حال اُس کے ذمہ رہے گی۔ خواہ اُن کی ادائیگی کرے یا معاف کروالے۔

آیت ۳۵

اللہ تعالیٰ کی قربت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اتَّقُوا اللّٰهَ	بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ	اور تلاش کرو اُس کی طرف وسیلہ
وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ	اور جہاد کرو اُس کی راہ میں
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣٥﴾	تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اِس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قربت کے حصول کی کوشش کریں۔ اِس کے لیے انفرادی اعتبار سے تقویٰ اختیار کریں یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچیں اور اجتماعی طور پر اُس کی راہ میں جہاد کریں یعنی اپنی ذات اور پورے معاشرے میں دین و شریعت کے غلبہ کے لیے مال و جان کھپا دیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا مفہوم یہ ہے کہ جو قوتیں انسان کو اُس کی قربت کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہیں، اُس کی مرضی کے مطابق چلنے سے روکتی ہیں یا غیر اللہ کا بندہ بننے پر مجبور کرتی ہیں، اُن کے خلاف اپنی تمام امکانی طاقتوں سے کشمکش اور جد و جہد کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی قربت کی راہ سے روکنے والی قوتوں میں انسان کا اپنا نفس اور اُس کی سرکش خواہشات، ابلیس لعین اور اُس کا شیطانی لشکر، اللہ کے دین سے پھرے ہوئے بہت سے انسان جن کے ساتھ

انسان معاشرتی، تمدنی اور معاشی تعلقات میں بندھا ہوا ہے اور وہ باطلانہ نظام شامل ہے جو اللہ تعالیٰ سے بغاوت پر قائم ہے۔اِن قوتوں کے خلاف جدوجہد پر ہی انسان کی فلاح و کامیابی کا انحصار ہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

کافر جہنم سے نہیں نکل سکتے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا
لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا	اگر واقعی اُن کے لیے وہ ہو جو زمین میں ہے سب کا سب
وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ	اور اُس جیسا اور بھی ہو اُس کے ساتھ
لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	تاکہ وہ فدیہ میں دیں اُسے روزِ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لیے
مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ	نہیں قبول کیا جائے گا اُن کی طرف سے
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٣٦﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ	وہ چاہیں گے کہ نکلیں آگ سے
وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا	اور وہ نہیں ہوں گے نکلنے والے اُس سے
وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٧﴾	اور اُن کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہو گا۔

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اگر کافر روزِ قیامت زمین کا سارا مال واسباب بلکہ اِس سے بھی دگنا اسباب بطور فدیہ دینا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ وہ جہنم سے نکلنا چاہیں گے لیکن نکل نہیں سکیں گے اور اُن کے لیے دائمی عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو کفر کی خباثت سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۴۰

چوری کے جرم کے لیے حد

وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا	چور مرد اور چور عورت، سو کاٹو اُن دونوں کے ہاتھ
جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا	بدلہ ہے اُس کا جو اُن دونوں نے کمایا
نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ	عبرت ہے اللہ کی طرف سے
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٣٨﴾	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ	پھر جس نے توبہ کرلی اپنے ظلم کے بعد
وَاَصْلَحَ	اور اصلاح کرلی
فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ	تو بے شک اللہ توبہ قبول فرمائے گا اُس کی
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٩﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ	سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝٤٠	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں چوری کے جرم کے لیے حد کا بیان ہے۔ فرمایا کہ چور مرد ہو یا عورت 'اُن کی سزا یہ ہے کہ اُن کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ اُن کے جرم کا بدلہ اور لوگوں کے لیے عبرت ہے تاکہ آئندہ کوئی کسی کے مال پر میلی نگاہ نہ ڈال سکے۔ حدود کے نفاذ سے معاشرہ میں مال 'جان اور آبرو کی حفاظت کا سامان ہو سکتا ہے۔ جو شخص چوری کے جرم کے بعد اپنے کیے پر نادم ہو 'وہ دنیا میں تو سزا پائے گا لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ بادشاہِ حقیقی ہے جو چاہے قانون بنائے، جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف فرمادے۔ اِس آیت میں دیے گئے حکم پر عمل کے لیے ضروری ہے کہ ہم ایسی اسلامی حکومت کے قیام کے لیے جدوجہد کریں جو مختلف جرائم کی شرعی سزاؤں کو نافذ کرے۔

آیت ۴۱

منافقت ... زبان سے ایمان کا اظہار لیکن دل ایمان سے محروم

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ	اے رسولؐ !
لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ	غمگیں نہ کریں آپؐ کو وہ لوگ جو بہت تیزی دکھاتے ہیں کفر میں
مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ	اُن میں سے جنہوں نے کہا اپنے مونہوں سے ہم ایمان لائے
وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ	اور نہیں ایمان لائے اُن کے دل
وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ	اور اُن لوگوں میں سے جو یہودی ہوئے
سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ	بہت سننے والے ہیں جھوٹ کو

سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ	بہت سننے والے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو نہیں آئے آپؐ کے پاس
يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ	بدلتے ہیں باتوں کو اُن کے اصل محل و مقام سے
يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ	کہتے اگر تمہیں دیا جائے یہ حکم تو مان لینا اِسے
وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا	اور اگر تمہیں نہ دیا جائے یہ حکم تو بچے رہنا
وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ	اور وہ کہ چاہی اللہ نے جس کی آزمائش
فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا	تو آپؐ ہرگز اختیار نہیں رکھتے اُس کے لیے اللہ کے سامنے کچھ بھی
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ	یہ وہ لوگ ہیں کہ نہیں چاہا اللہ نے کہ پاک کرے اُن کے دلوں کو
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ	اُن کے لیے دنیا میں رسوائی ہے
وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾	اور اُن کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

منافقین اور یہودی باہم مل کر، تمام اخلاقی بندشوں سے آزاد ہو کر، نہایت بے باکی و جسارت کے ساتھ جھوٹ، فریب، دغا اور مکر کے ہتھیاروں سے نبی اکرم ﷺ کے کام کو شکست دینے کی کوشش کر رہے تھے۔ اُن کی اِن حرکات کو دیکھ دیکھ کر آپ ﷺ کا دل کڑھتا تھا۔ اِس آیت میں آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ منافقین اور یہودیوں کی سرگرمیوں سے آپ ﷺ دل شکستہ نہ ہوں اور ہمت نہ ہاریں۔ صبر و ثبات کے ساتھ لوگوں کی اصلاح کے لیے کام کرتے رہیں۔ یہ لوگ جھوٹی باتیں سننے اور پھیلانے میں دلچسپی لیتے ہیں، باتوں کے اصل مقاصد میں تحریف کرتے ہیں اور آپ ﷺ سے اپنے من پسند فیصلے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ

اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ایسے فتنہ میں پڑ چکے ہیں جس سے اِنہیں بچانا اب کسی خیر خواہ کے بس میں نہیں۔ہاں جو خود پاکیزگی کا خواہش مند ہو اور اِس کے لیے کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے پاکیزگی سے محروم نہیں کرتا۔البتہ جو خود ہی پاک ہونا نہ چاہے تو اللہ تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ پاک ہو۔

قانونی ایمان اور حقیقی ایمان کی وضاحت کے حوالے سے یہ آیت بہت اہمیت کی حامل ہے۔تعلیماتِ نبوی ﷺ کا محض زبانی اقرار قانونی ایمان ہے اور اِن کی دل سے تصدیق حقیقی ایمان ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ منافقین زبان سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن اُن کے دل ایمان نہیں لاتے۔اللہ تعالیٰ ہمیں نفاق سے محفوظ فرمائے اور زبانی اقرار کے ساتھ ساتھ دل والا یقین بھی عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۴۲ تا ۴۳

اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ	بہت سننے والے ہیں جھوٹ کو
اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ	بہت زیادہ کھانے والے ہیں حرام کے
فَاِنْ جَآءُوْكَ	تو اے نبیؐ! اگر یہ آئیں آپؐ کے پاس
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ	تو آپؐ فیصلہ کیجئے اِن کے درمیان
اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ	یا اعراض کیجئے اِن سے
وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ	اور اگر آپؐ نے اعراض کیا اِن سے
فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ	تو یہ ہرگز نہ نقصان پہنچا سکیں گے آپؐ کو کچھ بھی

وَ اِنْ حَكَمْتَ	اور اگر آپؐ فیصلہ کریں
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ	تو فیصلہ کیجئے اِن کے درمیان عدل کے ساتھ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٤٢﴾	بے شک اللہ پسند فرماتا ہے عدل کرنے والوں۔
وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ	اور کیسے یہ فیصلہ کراتے ہیں آپؐ سے
وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ	حالانکہ اِن کے پاس تورات موجود ہے
فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ	اور اُس میں اللہ کا فیصلہ موجود ہے
ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ	پھر یہ رُخ پھیرتے ہیں اُس کے بعد
ع ١٠ وَ مَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٣﴾ ع	اور نہیں ہیں یہ لوگ ایمان لانے والے۔

اِن آیات میں یہود کے اُن مفتیوں اور قاضیوں کی طرف اشارہ ہے جو جھوٹی شہادتیں سن کر اُن لوگوں کے حق میں عدل کے خلاف فیصلے کیا کرتے تھے جن سے اُنہیں رشوت پہنچ جاتی تھی یا جن کے ساتھ اُن کے مفادات وابستہ ہوتے تھے۔ فتح مکہ سے پہلے چونکہ اسلامی ریاست قائم نہ ہوئی تھی لہٰذا یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس یا آپ ﷺ کے مقرر کردہ قاضیوں کے پاس اپنے مقدمات لانے کے لیے مجبور نہ تھے۔ البتہ جن معاملات میں وہ خود اپنے مذہبی قانون کے مطابق فیصلہ کرنا نہ چاہتے تھے، اُن کا فیصلہ کرانے کے لیے آپ ﷺ کے پاس اس امید پر آجاتے تھے کہ شاید آپ ﷺ کی شریعت میں اُن کے لیے کوئی دوسرا حکم ہو اور اس طرح وہ اپنے مذہبی قانون کی پیروی سے بچ جائیں۔ نبی اکرم ﷺ کو اُس وقت تک اختیار تھا کہ وہ اُن کے تنازعات کے فیصلے کریں یا نہ کریں۔ ہاں اگر تنازعات کے فیصلے کریں تو عدل سے کریں کیونکہ "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ" ... " بے شک اللہ عدل کرنے والوں کو ہی پسند فرماتا ہے"۔ آیت ۴۳ میں نشاندہی کی گئی کہ یہودی ایک طرف تو آپ ﷺ کو معاذ اللہ جھوٹا نبی

سمجھتے تھے لیکن پھر بھی فیصلے کے لیے آپ ﷺ کے پاس آتے تھے اور دوسری طرف تورات کو اللہ کی سچی کتاب سمجھتے تھے لیکن اُس کا حکم ماننے کو تیار نہ تھے۔اِس سے بڑھ کر اُن کے نفس پرست ہونے کی کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

آیت ۴۴

شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے کافر ہیں!

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ	بے شک ہم نے نازل کی تورات
فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ	اُس میں ہدایت اور روشنی تھی
يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا	فیصلے کرتے تھے اُس کے مطابق انبیاءؑ جو خود بھی فرمانبرداری کرتے تھے (اللہ کی)
لِلَّذِيْنَ هَادُوْا	اُن لوگوں کے لیے جو یہودی ہوئے
وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ	اور (اِسی کے مطابق فیصلے کرتے تھے) مشائخ اور علماء
بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ	اِس لیے کہ وہ محافظ بنائے گئے تھے اللہ کی کتاب کے
وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ	اور وہ تھے اِس پر گواہ
فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ	پس مت ڈرو لوگوں سے
وَاخْشَوْنِ	اور ڈرو مجھ سے
وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا	اور نہ لو میری آیات کے عوض تھوڑی سی قیمت
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جو فیصلہ نہیں کرتے اُس کے مطابق جو نازل کیا ہے

	اللہ نے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٤﴾	تو وہی لوگ کافر ہیں۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ ہم نے تورات نازل کی جس میں وقت کی ضرورت کے مطابق ایمان اور عمل کے لیے مکمل رہنمائی، ضابطہ اور شریعت موجود تھی۔ انبیاء کرامؑ، علماء حق اور صوفیاءِ عظام اِس پر عمل کرتے تھے اور اِس کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ اُنہیں حکم تھا کہ وہ کسی لالچ یا خوف کی وجہ سے شریعت سے پہلو تہی نہ کریں۔ جو لوگ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں۔ بظاہر یہ خطاب یہود سے ہے لیکن یہ ایک اصولی رہنمائی ہے جس کا اطلاق یہود و نصاریٰ کے علاوہ مسلمانوں پر بھی ہوتا ہے۔ اِس اصولی رہنمائی کی رُو سے شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرنا کافروں کا کام ہوتا ہے مسلمانوں کا نہیں۔ جو شخص شریعت کے خلاف اِس وجہ سے فیصلہ کرتا ہے کہ وہ شریعت کو غلط سمجھتا ہے وہ پکا کافر ہے۔ اور جو شریعت کو برحق سمجھتا ہے مگر عملاً اُس کے خلاف فیصلہ کرتا ہے وہ اگرچہ خارج از ملت تو نہیں مگر عملی طور پر کافر ہی ہے۔

آیت ۴۵

شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے ظالم ہیں!

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ	اور ہم نے لکھ دیا تھا یہود کے لیے تورات میں
اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ	کہ جان کے بدلے جان ہو گی
وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ	اور آنکھ کے بدلے آنکھ
وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ	اور ناک کے بدلے ناک
وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ	اور کان کے بدلے کان

وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ	اور دانت کے بدلے دانت
وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ	اور زخموں کا بھی بدلہ لیا جائے گا
فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ	تو جس نے معاف کر دیا قصاص کو
فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ	تو یہ کفارہ ہے اُس کے لیے
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جو فیصلہ نہیں کرتے اُس کے مطابق جو نازل کیا ہے اللہ نے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٥﴾	تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

تورات میں قصاص کا قانون بیان کیا گیا کہ جان کے بدلے جان لی جائے گی، آنکھ کے بدلے آنکھ پھوڑی جائے گی، ناک کے بدلے ناک کاٹی جائے گی، کان کے بدلے کان کاٹا جائے گا، دانت کے بدلے دانت توڑا جائے گا اور زخم کے بدلے ویسا ہی زخم لگایا جائے گا۔ البتہ اگر مقتول کے ورثاء یا مجروح ہونے والا شخص مجرم کو معاف کر دے تو اس کی اجازت ہے۔ معاف کرنے والے کے لیے اُس کی یہ نیکی اُس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی۔ البتہ جو لوگ قصاص کے اِس شرعی حکم کے مطابق فیصلے نہ کریں تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔ عدل صرف اللہ تعالیٰ ہی کے حکم میں ہے۔ شرعی حکم سے ہٹ کر فیصلہ خلافِ عدل ہے اور ایسا حکم دینے والا ظالم ہے۔

آیات ۴۶ تا ۴۷

شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے فاسق ہیں!

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ	اور ہم نے پیچھے بھیجا اُنہی کے نقوشِ قدم پر عیسیٰؑ ابن مریم کو

وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ	وہ تصدیق کرتے ہوئے آئے اُس کی جو اُن کے سامنے تھا تورات میں سے
وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ	اور ہم نے دی اُنہیں انجیل
فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ	اُس میں ہدایت اور روشنی تھی
وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ	وہ تصدیق کرنے والی تھی اُس کی جو اُس سے پہلے تھا تورات میں سے
وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٦﴾	اور وہ ہدایت اور نصیحت تھی متقیوں کے لیے۔
وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ	اور چاہیے کہ فیصلہ کریں انجیل والے اُس کے مطابق جو نازل کیا ہے اللہ نے اِس میں
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جو فیصلہ نہیں کرتے اُس کے مطابق جو نازل کیا ہے اللہ نے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾	تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ ؑ کوئی نیا دین لے کر نہیں آئے تھے بلکہ وہی ایک دین، جو تمام پچھلے انبیاءؑ کا دین تھا، اُن کا دین بھی تھا اور اُسی کی طرف وہ دعوت دیتے تھے۔ سابقہ انبیاءؑ اور سابقہ آسمانی کتابوں میں موجود حق کی تصدیق کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں انجیل عطا کی تھی۔ تورات کی طرح اُس میں بھی انسانوں کی ہدایت اور خیر خواہی کے لیے مکمل رہنمائی تھی۔ اہلِ انجیل کو حکم دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شریعت کے مطابق فیصلے کریں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو فاسق یعنی اللہ تعالیٰ کے باغی ہیں۔

ہمارے لیے مقامِ افسوس ہے کہ مسلمانوں کی اپنی حکومتیں ہونے کے باوجود ہمارے ہاں قوانین 'شریعت کے مطابق نہیں ہیں۔ اِن آیات کی رُو سے آج ہمارے اربابِ اقتدار بھی حقیقت کے اعتبار سے کفر، ظلم اور اللہ تعالیٰ کی بغاوت کے جرائم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔اِس صورت حال کو گوارا کر لینا اور ایسے کافرانہ، ظالمانہ اور باغیانہ نظام کے خلاف جدوجہد نہ کرنا ہر گز جائز نہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں نفاذِ شریعت کے لیے مال وجان سے ہر ممکن کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۴۸ تا ۴۹

خواہشات کی پیروی نہ کرو، شریعت نافذ کرو

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ	اور اے نبیؐ! ہم نے نازل کی آپؐ کی طرف کتاب حق کے ساتھ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ	تصدیق کرنے والی ہے اُس کی جو اِس سے پہلے ہے کتابوں میں سے
وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ	اور نگران ہے اُس پر
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	پس فیصلہ کیجئے اُن کے درمیان اُس کے مطابق جو نازل کیا ہے اللہ نے
وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ	اور پیروی نہ کیجئے اُن کی خواہشات کی ہٹ کر اُس سے جو آچکا ہے آپؐ کے پاس حق میں سے
لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا	ہم نے بنایا ہے تم میں سے ہر امت کے لیے قانونِ شریعت اور طریقہ

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً	اور اگر چاہتا اللہ یقیناً بنا دیتا تمہیں ایک امت
لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ	لیکن وہ آزمانا چاہتا ہے تمہیں اُس میں جو اُس نے دیا ہے تمہیں
فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ	پس ایک دوسرے سے آگے نکلو نیکیوں میں
اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا	اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تم سب کو
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٨﴾	پھر وہ بتادے گا تمہیں اُن باتوں کی حقیقت جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔
وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور یہ کہ فیصلہ کیجئے اُن کے درمیان اُس کے مطابق جو نازل کیا ہے اللہ نے
وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ	اور پیروی نہ کیجئے اُن کی خواہشات کی
وَاحْذَرْهُمْ	اور ہوشیار رہیں اُن سے
اَنْ يَّفْتِنُوْكَ	کہیں وہ ہٹا نہ دیں آپؐ کو
عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ	اُس کے کچھ حصہ سے جو اُتارا ہے اللہ نے آپؐ کی طرف
فَاِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر وہ رخ پھر لیں
فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ	تو جان لیجئے کہ چاہتا ہے اللہ
اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ	کہ سزا پہنچائے اُنہیں اُن کے بعض گناہوں کی

وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾	اور بے شک بہت سے لوگ یقیناً نافرمان ہیں۔

اِن آیات میں نبی کریم ﷺ اور اُن کے توسط سے امتِ مسلمہ کو دو بار حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کو نافذ کیا جائے اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے رسولوں ؑ کو شریعت اور اُس کے نفاذ کے حوالے سے طریقِ کار کی ہدایت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسانوں کو فرشتوں کی طرح شریعت کی پابندی پر مجبور کر دیتا لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ اُس نے انسانوں کو امتحان کے لیے اختیار دیا ہے۔ جو لوگ شریعت کے نفاذ اور نیکی کے کاموں میں سبقت کریں گے' دائمی نعمتوں اور لذتوں سے سرفراز ہوں گے۔ جو لوگ ایسا نہیں کریں گے وہ دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب کا شکار ہوں گے۔

آیت ۵۰

کیا چاہتے ہو' عادلانہ شریعت یا ظالمانہ جاہلیت؟

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ	تو کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟
وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۱۱	اور کون زیادہ بہتر ہے اللہ سے فیصلہ میں اُن کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔

اِس آیت میں جھنجھوڑنے کے اسلوب میں اسلام اور جاہلیت کا موازنہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ انسانوں کو مال' جان اور آبرو کے تحفظ کے لیے عادلانہ شریعت عطا فرمائی۔ اسلام سے قبل کا زمانہ دورِ جاہلیت کہلاتا ہے۔ اب جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عادلانہ شریعت کو نافذ نہیں کر رہے کیا وہ جاہلیت کے ظالمانہ دور کو جاری رکھنا چاہتے ہیں؟ البتہ یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکامات ہی سب سے بڑھ کر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یقین عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۵۱ تا ۵۳

یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست مت بناؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ	نہ بناؤ یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست
بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ	اُن میں سے کچھ آپس میں دوست ہیں دوسروں کے
وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ	اور جس نے دوست بنایا اُنہیں تم میں سے
فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ	تو بلاشبہ وہ اُنہی میں سے ہے
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾	بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو۔
فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ	پھر تم دیکھتے ہو اُنہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے
يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ	وہ دوڑ کر جاتے ہیں اُن میں
يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ	کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ آجائے ہم پر کوئی گردش
فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ	تو قریب ہے اللہ کہ لے آئے فتح
اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ	یا کوئی معاملہ اپنی طرف سے
فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾	پھر وہ ہو جائیں گے اُس پر جو اُنہوں نے چھپا رکھا تھا اپنے جیوں میں نادم۔

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اور کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے
اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ	کیا یہ ہیں وہ جنہوں نے قسم کھائی تھی اللہ کی
جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ	زور دیتے ہوئے اپنی قسموں پر
اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ	بے شک وہ یقیناً تمہارے ساتھ ہیں
حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ	ضائع ہو گئے اُن کے اعمال
فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٥٣﴾	پھر وہ ہو گئے خسارہ پانے والے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں سے دلی دوستی اور تعلق مت قائم کرو۔ مسلمانوں کے خلاف وہ ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں۔ جو اُن سے دوستی کرے گا' روزِ قیامت اُس کا حشر اُن ہی کے ساتھ ہو گا اور جہنم میں اُن کا ساتھی ہو گا۔ یہ دنیادار قسم کے لوگ ہیں جو اُن کے مال واسباب اور ظاہری شان وشوکت سے متأثر ہو کر اُن سے دوستی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اِس دوستی سے خود کو ہر نقصان سے محفوظ کر لیں گے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اِن کافروں کو انجامِ بد سے دوچار کرے گا اور اُن سے دوستیاں کرنے والے نام نہاد مسلمان اپنے کیے پر شرمسار ہوں گے۔

آیت ۵۴

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی صفات

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ	جو پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے
فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ	تو عنقریب لے آئے گا اللہ ایک ایسی قوم کو

يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ	اللہ محبت کرے گا اُن سے اور وہ محبت کریں گے اُس سے
اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	نرم ہوں گے مومنوں پر
اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ	سخت ہوں گے کافروں پر
يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں
وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ	اور نہ ڈریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ	یہ اللہ کا فضل ہے
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ	وہ دیتا ہے اِسے جسے چاہتا ہے
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾	اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی پانچ صفات بیان کی گئی ہیں :

i- اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔

ii- اہلِ ایمان کے حق میں انتہائی نرم یعنی رحم دل، ہمدرد، حلیم اور ہر ممکن ایثار کرنے والے ہوتے ہیں۔

iii- کافروں کے حوالے سے انتہائی سخت ہوتے ہیں یعنی اپنے ایمان کی پختگی، سیرت کی پاکیزگی، کردار کی بلندی، اصول پرستی اور دین کی حمایت میں ثابت قدمی کی وجہ سے مخالفینِ اسلام کے مقابلہ میں پتھر کی چٹان ثابت ہوتے ہیں۔ دین کے دشمن جان لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہ بندے مر تو سکتے ہیں مگر کسی قیمت پر بک نہیں سکتے اور کسی دباؤ سے دب نہیں سکتے۔

iv- وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ اور غلبے کے لیے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں۔

-V اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے حوالے سے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہیں لاتے اور کسی کی مخالفت، طنز اور اعتراض کی پرواہ نہیں کرتے۔ دینِ حق کی پیروی کرنے اور اِس دین کی رُو سے حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے سے کوئی مصلحت اُنہیں روک نہیں سکتی۔

اِس آیت میں خبردار کیا گیا کہ اگر یہ صفات ہمارے اندر موجود نہیں ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے مطلوب بندے نہیں ہیں اور اُس کے دین سے عملی طور پر پھر چکے ہیں۔ اگر ہم نے یہ صفات اپنے اندر پیدا نہ کیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی علمبرداری سے محروم کر دے گا اور کسی اور گروہ کو یہ اعزاز دے دے گا جو مذکورہ بالا صفات کا حامل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ بالا صفات عطا فرمائے اور ہر طرح کی محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

آیات ۵۵ تا ۵۶

اہلِ ایمان کے حقیقی دوست کون ہیں؟

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ	بے شک تمہارے دوست تو اللہ اور اُس کے رسولؐ ہیں
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	اور وہ جو ایمان لائے، جو قائم کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ
وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ۝۵۵	اور وہ عاجزی اختیار کرنے والے ہیں۔
وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	اور جو دوستی کرے گا اللہ اور اُس کے رسولؐ
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور اُن سے جو ایمان لائے
فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝۵۶ ع ۱۲	تو بے شک اللہ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اہلِ ایمان کے حقیقی دوست اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور ایسے اہلِ ایمان ہیں جو نماز قائم کرنے والے 'زکوٰۃ ادا کرنے والے اور نیکیوں پر ناز کرنے کے بجائے عاجزی وانکساری اختیار کرنے والے ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اُس کے رسول ﷺ اور باعمل اہلِ ایمان کو ہی اپنا حامی اور دوست بنائیں گے 'تو ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت یعنی حزب اللہ ہیں۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔

آیات ۵۷ تا ۵۸

دینِ اسلام کا مذاق اڑانے والوں کو دوست مت بناؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو !
لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ	مت بناؤ اُن کو جنہوں نے بنا رکھا ہے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل اُن میں سے جنہیں دی گئی ہے کتاب تم سے پہلے اور دوسرے کافروں کو دوست
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾	اگر تم مومن ہو۔
وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ	اور جب تم پکارتے ہو نماز کے لیے
اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا	وہ بناتے ہیں اِسے ہنسی اور کھیل
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾	اِس لیے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو ایک بار پھر منع کیا گیا کہ ایسے کافروں سے دوستیاں مت کرو جو تمہارے دین کو کھیل تماشہ سمجھتے ہیں۔ تم جب اذان دیتے ہو تو اُس کی نقلیں اتارتے ہیں۔ اُس کے الفاظ نہ صرف بدلتے ہیں بلکہ مسخ کرتے ہیں۔ آوازیں کس کس کر اُس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اُن کی یہ حرکتیں بے عقلی کا مظہر ہیں۔ اگر وہ جہالت اور نادانی میں مبتلا نہ ہوتے تو مسلمانوں سے مذہبی اختلاف رکھنے کے باوجود ایسی گھٹیا حرکات اُن سے سرزد نہ ہوتیں۔ آخر کون معقول آدمی یہ پسند کر سکتا ہے کہ جب کوئی گروہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے پکارے تو اُس کا مذاق اڑایا جائے۔

آیات ۵۹ تا ۶۰

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین لوگ کون ہیں؟

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ! فرمایئے اے اہلِ کتاب
هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ	کیا ضد ہے تمہیں ہم سے
اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ	صرف یہ کہ ہم ایمان لائے اللہ پر
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا	اور اُس کلام پر جو نازل کیا گیا ہماری طرف
وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ	اور اُس کلام پر جو نازل کیا گیا اِس سے پہلے
وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۵۹	اور بلاشبہ تم میں سے اکثر فاسق ہیں۔
قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا میں تمہیں بتاؤں زیادہ برا اِس سے بدلے کے اعتبار سے اللہ کے ہاں
مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ	ایسے لوگ لعنت کی جن پر اللہ نے

وَ غَضِبَ عَلَيْهِ	اور وہ غضب ناک ہوا جن پر
وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ	اور بنائے جن میں سے بندر اور خنزیر
وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ	اور جنہوں نے بندگی کی طاغوت کی
اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا	یہ لوگ زیادہ برے ہیں درجے میں
وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٠﴾	اور زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں سیدھی راہ سے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ مسلمانوں سے اہلِ کتاب کی دشمنی کی وجہ محض یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ، قرآنِ حکیم اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لا کر حق کے علمبردار بن گئے ہیں جبکہ وہ خود فاسق ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ گمراہی پر ہیں۔ اگر یہ ضد اور تعصب کی وجہ سے اپنے گمراہ کن عقائد پر اڑے رہے تو اُن کا حشر اصحابِ سبت کی طرح ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔ اُس نے اُن پر لعنت کی۔ اُن میں سے کچھ کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔ دراصل اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے بجائے طاغوت کا کہا مانا تھا یعنی شریعت کے بجائے من مانے قوانین کی پیروی کی تھی۔ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گئے تھے اور بدترین انجام سے دوچار ہوئے ہوئے تھے۔

آیات ٦١ تا ٦٣

اہلِ کتاب کے شرمناک جرائم

وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ	(اے مسلمانو!) جب آتے ہیں اہلِ کتاب تمہارے پاس
قَالُوْٓا اٰمَنَّا	کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے
وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ	حالانکہ یقیناً وہ داخل ہوئے کفر کے ساتھ
وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ	اور وہ یقیناً نکل گئے اُسی کے ساتھ

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿٦١﴾	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو وہ چھپایا کرتے ہیں۔
وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ	اور تم دیکھو گے بہت سے لوگوں کو اُن میں سے
يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ	وہ دوڑ کر جاتے ہیں گناہ اور زیادتی اور اپنی حرام خوری میں
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾	یقیناً برا ہے جو وہ کیا کرتے ہیں۔
لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ	کیوں نہیں روکتے اُنہیں مشائخ اور علماء
عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ	اُن کی گناہ کی بات اور اُن کی حرام خوری سے
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾	یقیناً بری ہے جو وہ کاریگری کیا کرتے ہیں۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب خصوصاً یہود کے شرمناک جرائم بیان ہوئے ہیں۔ وہ اہلِ ایمان کے پاس آکر ایمان لانے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ کیا ظاہر کر رہے ہیں اور کیا چھپا رہے ہیں؟ اُن کے عوام کی اکثریت گناہوں' زیادتیوں اور حرام خوری کے جرائم میں بڑی تیزی دکھاتی ہے یعنی اِن جرائم کے اعتبار سے وہ عادی مجرم بن چکے ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ اُن کے علماء اور مشائخ اُنہیں گناہوں اور حرام خوریوں سے نہیں روکتے بلکہ حیلہ سازیوں سے جرائم کے لیے جواز فراہم کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے آج ہمارے عوام اور علماء و مشائخ میں سے بہت سوں کا بھی یہی کردار ہے۔ ایسے میں علمائے حق اور مخلص مشائخ کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام اور دنیادار مذہبی پیشواؤں کی اصلاح کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کو پورے جوش و جذبہ سے ادا کریں۔

آیت ۶۴

یہود کا اللہ تعالیٰ پر بہتان

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ	اور کہا یہود نے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے
غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ	باندھے گئے ہیں اِن کے ہاتھ
وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا	اور اِن پر لعنت کی گئی اُس کی وجہ سے جو اُنہوں نے کہا
بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ	بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں
يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ	وہ خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے
وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ	اور ضرور بڑھادے گا بہت سوں کو اُن میں سے
مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ	وہ کلام جو نازل کیا گیا ہے آپؐ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے
طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ	سرکشی اور کفر میں
وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	اور ہم نے ڈال دی ہے اُن کے درمیان دُشمنی اور بغض روزِ قیامت تک
كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ	جب کبھی وہ بھڑکاتے ہیں آگ لڑائی کی
اَطْفَاَهَا اللّٰهُ	بجھا دیتا ہے اُسے اللہ

وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا	اور یہ کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد پھیلانے کی
وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾	اور اللہ پسند نہیں کرتا فسادیوں کو۔

یہودی اللہ تعالیٰ پر بہتان لگاتے ہیں کہ اُس کا ہاتھ بند ہو گیا ہے اور وہ ہم پر رحمتیں نازل نہیں کر رہا۔اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور وہ اپنے فرمانبرداروں پر رحمتیں نازل فرما رہا ہے۔البتہ یہودیوں پر اُن کی گستاخیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے لعنت بھیج رہا ہے۔یہ بدنصیب قرآنِ مجید سنتے ہیں تو اُن کے کفر اور سرکشی میں اور اضافہ ہوتا ہے۔وہ ضد میں آکر مسلمانوں کے مابین مسلسل پھوٹ ڈالنے اور لڑائیاں کرانے کی سازشیں کرتے رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے بطورِ سزا اُن کے درمیان بغض وعداوت اور نفرتیں پیدا کر دی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ بالا جرائم سے محفوظ فرمائے۔آمین!

آیات ٦٥ تا ٦٦

نفاذِ شریعت کی برکات

وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا	اور اگر اہلِ کتاب ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے
لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ	تو ہم ضرور دور کر دیتے اُن سے اُن کی برائیاں
وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾	اور ہم ضرور داخل کرتے اُنہیں نعمت بھرے باغات میں۔
وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ	اور اگر واقعی وہ قائم کرتے تورات اور انجیل کو
وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ	اور جو نازل کیا گیا اُن کی طرف اُن کے رب کی طرف سے

لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ	تو وہ ضرور کھاتے اپنے اوپر سے بھی اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی
مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ	اُن میں سے ایک جماعت میانہ روی پر ہے
ع ١٣ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع	اور بہت سے اُن میں سے ایسے ہیں کہ برا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔

اِن آیات میں نفاذِ شریعت کی برکات بیان کی گئیں ہیں۔ آخرت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ شریعت نافذ کرنے والوں کی خطائیں معاف فرمادے گا اور اُنہیں نعمتوں والی جنت میں داخل فرمائے گا۔ دنیا کے اعتبار سے اُن پر آسمان سے رحمت کی بارشیں نازل ہوں گی اور اُن کے لیے زمین سے رزق کے خزانے پیدا ہوں گے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

اِقَامَةُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، خَيْرٌ مِّنْ مَّطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، فِي بَلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (ابنِ ماجه)

"اللہ کی حدود میں سے کسی حد کا نفاذ، اللہ کے شہروں میں چالیس راتوں کی (رحمت سے برسنے والی) بارش سے بہتر ہے"۔

بنی اسرائیل کی اکثریت نے اللہ تعالیٰ کے اِن وعدوں کی ناقدری کی۔ وہ شریعت پر عمل اور اِس کے نفاذ کے بجائے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس روش سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ٦٧

قرآنِ حکیم کی تبلیغ... ایک اہم ذمہ داری

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ	اے رسولؐ!
بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ	پہنچا دیجیے جو اُتارا گیا ہے آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی جانب سے

وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ	اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ	تو نہیں پہنچایا آپؐ نے اُس کا پیغام
وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ	اور اللہ حفاظت فرمائے گا آپؐ کی لوگوں سے
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٦٧	بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا کافر قوم کو۔

اِس آیت میں رسول اللہ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ امت تک پہنچادیجیے وہ کلام جو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔ اگر آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا تو رسالت کا حق ادا نہ ہوگا۔ تسلی دی گئی کے حق کی تبلیغ کے دوران اہلِ باطل سے نہ ڈریں' اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ آپ ﷺ نے کفار اور منافقین کی شدید ایذا رسانیوں کے باوجود اور انتہائی کٹھن مشقتیں جھیل کر قرآنِ حکیم کی تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ پھر مختلف اوقات میں صحابہ کرامؓ سے گواہی لی کہ کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا؟ جب صحابہ کرامؓ نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے اِس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو تاکید کی کہ اُن کو قرآن کا پیغام پہنچادو جن تک یہ پیغام نہیں پہنچا۔ صحابہ کرامؓ نے بڑے جوش وجذبہ سے یہ ذمہ داری ادا فرمائی۔ اب قرآنِ حکیم کی تبلیغ کی ذمہ داری ہمارے کاندھوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیت ٦٨

شریعت نافذ نہ کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کوئی عزت نہیں

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ ! فرمایئے اے اہلِ کتاب
لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ	تم کسی بنیاد پر نہیں ہو یہاں تک کہ تم قائم کرو تورات اور انجیل کو

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ	اور اُس کلام کو جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے
وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ	اور ضرور بڑھادے گا بہت سوں کو اُن میں سے
مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ	وہ کلام جو نازل کیا گیا ہے آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی جانب سے
طُغْيَانًا وَّكُفْرًا	سرکشی اور کفر میں
فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾	سو آپؐ افسوس نہ کیجئے اِس کافر قوم پر۔

اِس آیت میں اہلِ کتاب کو آگاہ کیا گیا ہے کہ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ احکامات نافذ نہ کیے تو تمہاری اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کوئی عزت نہیں۔ ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ کو خبر دی گئی کہ نزولِ قرآن سے اہلِ کتاب کی ضد اور سرکشی میں اور اضافہ ہو رہا ہے۔ ان بدنصیبوں کا برا انجام ہوگا اور اے نبی ﷺ! آپ اِن کے حال پر افسوس نہ کیجیے گا۔ کل جس مقام پر اہلِ کتاب تھے' آج اُسی مقام پر ہم کھڑے ہیں۔ اگر ہم شریعت نافذ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سربلند ہوں گے اور اگر شریعت سے پہلو تہی کی تو رسوائی ہمارا مقدر ہوگی۔ ہماری موجودہ ذلت و پستی کی وجہ نفاذِ شریعت سے گریز ہی ہے۔

آیت ٦٩

کسی گروہ سے نسبت آخرت میں نجات کے لیے کافی نہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک جو لوگ ایمان لائے
وَالَّذِيْنَ هَادُوْا	اور جو یہودی ہوئے

وَ الصّٰبِـُٔوْنَ	اور جو صابی ہیں
وَ النَّصٰرٰی	اور جو نصاریٰ ہیں
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ	جو کوئی ایمان لایا اللہ اور آخرت کے دن پر
وَ عَمِلَ صَالِحًا	اور اُس نے عمل کیا اچھا
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾	تو نہ کوئی خوف ہو گا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔

اِس آیت میں چار گروہوں کا ذکر ہے۔ایک مسلمان اور تین کافر گروہ۔اِن میں سے ہر گروہ اپنے اپنے رسولؑ کے زمانے میں حق پر تھا۔اب یہ سعادت صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔البتہ محض کسی گروہ میں شامل ہونا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ اُن کے گروہ سے اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص رشتہ ہے جو دوسرے انسانوں سے نہیں ہے۔لہٰذا جو اُن کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے وہ خواہ اعمال اور عقائد کے لحاظ سے کیسا ہی ہو، بہر حال نجات اُس کے لیے مقدر ہے،اور باقی تمام انسان جو اُن کے گروہ سے باہر ہیں وہ صرف جہنم کا ایندھن بننے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔اِس آیت میں یہودیوں کے اِس باطل دعوے کی تردید کی گئی ہے۔آگاہ کیا گیا کہ کسی رسول یا گروہ سے نسبت آخرت میں انسان کی نجات کے لیے کافی نہیں۔ جہنم سے نجات اُسی کو ملے گی جو خلوص کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور آخرت کی فلاح کے حصول کے لیے اچھے اعمال کرے گا۔

آیات ۷۰ تا ۷۱

شریعت کے بجائے خواہشاتِ نفس کی پیروی

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اور ہم نے لیا تھا عہد بنی اسرائیل سے
وَ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا	اور ہم نے بھیجے تھے ان کی طرف رسولؑ

كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ	تو جب کبھی آئے اُن کے پاس کوئی رسولؑ وہ حکم لے کر جسے پسند نہیں کیا اُن کے جیوں نے
فَرِيْقًا كَذَّبُوْا	تو (انبیاءؑ کے) ایک گروہ کو تو اُنہوں نے جھٹلایا
وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝٧٠	اور ایک گروہ کو قتل کر دیا۔
وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ	اور وہ سمجھے کہ نہیں ہوگا کوئی فتنہ
فَعَمُوْا وَصَمُّوْا	تو وہ اندھے ہوگئے اور بہرے ہوگئے
ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ	پھر توبہ قبول کی اللہ نے اُن کی
ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ	پھر اندھے ہوگئے اور بہرے ہوگئے بہت سے اُن میں سے
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝٧١	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے ہیں۔

دنیا میں دو ہی راستے اختیار کیے جاتے ہیں۔ سیدھا راستہ ہے شریعت کی پیروی اور گمراہی کا راستہ ہے خواہشاتِ نفس کی پیروی۔ اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ بنی اسرائیل کے پاس جب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ایسی شریعت لائے جو اُن کی خواہشاتِ نفس کو پسند نہ آئی تو اُنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور نافرمانی میں اندھے اور بہرے ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے جرائم پر جب فوری پکڑ نہ کی تو وہ اور جری ہوگئے یہاں تک کہ بعض انبیاءؑ کو شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر بخت نصر کو مسلط کیا۔ پھر ایک مدت دراز کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن پر نظرِ کرم فرمائی اور ذوالقرنین کے ذریعہ بخت نصر کی قیدِ ذلت و رسوائی سے رہائی دلا کر بیت المقدس واپس بھیجا۔ کچھ زمانہ کے بعد پھر وہی شرارتیں سوجھیں اور خواہشاتِ نفس کی پیروی میں پھر بہت دور نکل گئے۔ بالکل اندھے بہرے ہو کر حضرت

زکریاؑ اور حضرت یحییٰ ؑ کو شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر رومیوں کے ذریعہ اُنہیں ذلت آمیز عذاب سے دوچار کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی مجرمانہ روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

آیت ۷۲

شرک کرنے والے پر جنت حرام ہے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا	یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے جنہوں نے کہا
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ	بے شک اللہ ہے ہی مسیح ؑ یعنی مریمؑ کا بیٹا
وَ قَالَ الْمَسِيْحُ	اور فرمایا تھا مسیحؑ نے
يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ	اے بنی اسرائیل ! عبادت کرو اللہ کی جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے
اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ	بلا شبہ جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ
فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ	تو یقیناً حرام کر دیا اللہ نے اُس پر جنت کو
وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ	اور اُس کا ٹھکانا آگ ہے
وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾	اور نہیں ہے ظالموں کے لیے کوئی مددگار۔

اِس آیت میں عیسائیوں کے ایک فرقہ یعقوبیہ کے اِس عقیدہ کی نفی کی گئی کہ اللہ ہے ہی عیسیٰؑ بن مریم۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ ؑ تو خود اِس بات کا اقرار کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور اُسی کی عبادت کرتا ہوں۔ وہ دوسروں کو بھی اِسی کی دعوت دیتے

تھے۔اُنہوں نے بنی اسرائیل کو آگاہ کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے پر جنت حرام ہے اور اُسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں جلنا پڑے گا۔ پھر کوئی وہاں اُس کی مدد نہ کر سکے گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کے شرک سے محفوظ فرمائے۔آمین!

آیات ۷۳ تا ۷۴

تثلیث کا عقیدہ باطل ہے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا	یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے جنہوں نے کہا
اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ	بے شک اللہ تیسرا ہے تین معبودوں میں سے
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ	حالانکہ نہیں کوئی معبود سوائے معبودِ واحد کے
وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ	اور اگر وہ باز نہ آئے اُس بات سے جو وہ کہہ رہے ہیں
لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾	تو یقیناً پہنچے گا اُن کو جنہوں نے کفر کیا اُن میں سے درد ناک عذاب۔
اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ	تو کیا وہ توبہ نہیں کریں گے اللہ کے حضور اور بخشش نہیں مانگیں گے اُس سے؟
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٤﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات عیسائیوں کے فرقہ ملکائیہ کے عقیدۂ تثلیث کا رد کر رہی ہیں۔اِس عقیدہ کے مطابق (نعوذ باللہ) اللہ' حضرت عیسیٰ ؑ اور حضرت مریم تینوں ہی معبود ہیں۔ساتھ ہی وہ توحید کا علمبردار ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں کیونکہ انجیل میں توحید ہی کا بیان ہے اور تثلیث کے عقیدہ کا کوئی ذکر نہیں۔وہ کہتے ہیں وہ تینوں مل کر ایک ہی ہیں۔البتہ ایک میں تین ہیں۔وہ اِس خلافِ عقل عقیدہ کو گول مول اور پیچ دار عبارتوں سے بیان کرتے ہیں۔جب وہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تو اُسے ماوراالعقل حقیقت قرار دیتے

ہیں۔اصل حقیقت یہ ہے کہ تثلیث بالکل ہی باطل عقیدہ ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔عیسائیوں کو خبر دار کیا گیا کہ اگر وہ اپنے مشرکانہ عقائد سے باز نہ آئے تو دردناک عذاب اُن کا مقدر بنے گا۔خیر اِسی میں ہے کہ توبہ کرلیں،وہ اللہ تعالیٰ کو بہت بخشنے اور رحم کرنے والا پائیں گے۔

آیات ۷۵ تا ۷۶

حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریم کا اصل مقام

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ	نہیں ہیں مسیحؑ ابن مریم مگر رسولؑ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ	گزر چکے ہیں اُن سے پہلے بھی رسولؑ
وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ	اور اُن کی والدہ صدیقہ تھیں
كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ	دونوں کھایا کرتے تھے کھانا
اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ	دیکھو! کیسے ہم واضح کرتے ہیں اُن کے لیے آیات
ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٧٥﴾	پھر دیکھو کہاں سے وہ بہکائے جاتے ہیں۔
قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اُس کی
مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا	جو نہیں اختیار رکھتا تمہارے نقصان اور نہ ہی نفع کا
وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٦﴾	اور اللہ ہی سب سننے والا،سب جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریم سلامٌ علیھا کا اصل مقام و مرتبہ بیان فرمایا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے رسول تھے اور اُن کی والدہ صدیقہ کا مقام رکھتی تھیں۔ ایک خاتون کے لیے یہ سب سے اونچا مقام ہے کیونکہ خواتین میں نبوت نہیں ہوتی۔ وہ دونوں ماں بیٹا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے تھے۔ وہ کسی کو نقصان یا نفع پہچانے کا اختیار نہیں رکھتے تھے بلکہ اپنی زندگی برقرار رکھنے کے لیے کھانا کھانے کے محتاج تھے۔ کوئی محتاج ہستی معبود کیسے ہو سکتی ہے؟

آیت ۷۷

عیسائیوں کو دو گمراہیوں سے باز آنے کی تلقین

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ! فرمایئے اے اہلِ کتاب
لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ	حد سے نہ گزرو اپنے دین میں ناحق
وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ	اور نہ پیروی کرو اُس قوم کی خواہشات کی جو گمراہ ہو چکی ہے اِس سے پہلے
وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا	اور وہ گمراہ کر چکے ہیں بہت سوں کو
ع ۱۱ ۱۴ وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٧٧﴾	اور بھٹک چکے ہیں سیدھی راہ سے۔

اِس آیت میں عیسائیوں کی دو گمراہیوں کا ذکر ہے۔ پہلی گمراہی یہ کہ اُنہوں نے دین میں ناحق غلو کیا۔ غلو کے معنی حد سے نکل جانے کے ہیں۔ دین میں غلو کا مطلب یہ ہے کہ عقیدہ اور عمل میں دین نے جو حدود مقرر کی ہیں اُن سے آگے بڑھ جائیں۔ عیسائیوں نے عقیدہ کا غلو یہ کیا کہ اللہ کے رسول کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور معبود قرار دے دیا۔ عمل میں غلو یہ کیا کہ دنیا میں رہ کر معاشرے کی اصلاح کی کوشش کے بجائے دنیا کو ترک کر کے رہبانیت اختیار کر لی۔ عیسائیوں کی دوسری گمراہی یہ بیان ہوئی کہ اُنہوں نے یونانی فلسفیوں کی تقلید میں تثلیث کا عقیدہ گھڑ لیا۔ فلسفیانہ تثلیث کے تصور کی رُو سے خالق 'مادہ اور روح تینوں قدیم

تھے۔ عیسائیوں نے وہی تثلیث کا عقیدہ اختیار کر لیا صرف معبود بدل دیے۔ اِس آیت میں عیسائیوں کو اِن دونوں گمراہیوں سے باز آنے کی تلقین کی گئی ہے۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

بنی اسرائیل کے نافرمانوں پر پیغمبروں کی لعنت

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں سے
عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ	حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی زبان سے
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا	یہ اِس لیے کہ اُنہوں نے نافرمانی کی
وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾	اور وہ حد سے گزرتے تھے۔
كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ	وہ ایک دوسرے کو روکا نہیں کرتے تھے اُس برائی سے وہ خود کر چکے ہوتے تھے جسے
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾	یقیناً برا ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے مجرموں پر حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی لعنت کا بیان ہے۔ حضرت داؤدؑ کی طرف سے لعنت زبور میں اور حضرت عیسیٰؑ کی طرف سے لعنت انجیل میں مذکور ہے۔ اِس ذلت کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صرف نافرمانی ہی نہیں کرتے تھے بلکہ نافرمانیوں میں حد سے گزر جاتے تھے۔ اِس سے بھی بڑا جرم یہ تھا کہ ایک دوسرے کو برے کاموں سے منع نہیں کرتے تھے۔ کسی معاشرہ میں جب کوئی برائی رواج پاتی ہے تو ابتداء میں چند ہی لوگ اِس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اگر ایسے لوگوں کا بروقت اور سختی سے محاسبہ کیا جائے تو وہ برائی رک جاتی ہے۔ لیکن اگر اِس سلسلہ میں نرم گوشہ اختیار کیا جائے تو اُس بدی کا ارتکاب کرنے والوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آ جاتا ہے کہ بدی سے بچنے والے، بدی کرنے والوں سے میل

ملاپ رکھنے اور شیر و شکر بن کر رہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب عذابِ الٰہی نازل ہوتا ہے۔ پھر اِس عذاب سے نہ بدی کرنے والے بچتے ہیں اور نہ بدی سے اجتناب کرنے والے۔ جس طرح بدی کا ارتکاب کرنا جرم ہے اِسی طرح بدی سے نہ روکنا بھی جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت اور عذاب کا اثر اور نقصان دونوں کو یکساں پہنچتا ہے۔ ایک بار نبی اکرم ﷺ نے اِن آیات کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا:

"ہر گز نہیں! اللہ کی قسم تمہیں لازماً نیکی کا حکم دینا ہوگا، تمہیں لازماً بدی سے روکنا ہوگا، تمہیں لازماً ظالم کے ہاتھ کو قوت کے ساتھ پکڑ لینا ہوگا، تمہیں اُس کو لازماً حق کی طرف جبراً موڑنا ہوگا اور اُسے حق پر قائم رکھنا ہوگا۔ ورنہ پھر اللہ تمہارے دل بھی ایک دوسرے کے مشابہ کر دے گا اور تم پر بھی لعنت فرمائے گا جیسے یہود پر لعنت فرمائی"۔ (ترمذی)

آیات ۸۰ تا ۸۱

یہودیوں کی مشرکین سے دوستی پر غضب

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ	اور تم دیکھو گے اُن میں سے بہت سوں کو
يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	وہ دوستی رکھتے ہیں اُن سے جنہوں نے کفر کیا
لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ	یقیناً برا ہے جو آگے بھیجا اپنے لیے اُنہوں نے خود
اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ	یہ کہ ناراض ہوا اللہ اُن پر
وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿٨٠﴾	اور عذاب میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ	اور اگر وہ ایمان رکھتے اللہ پر
وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ	اور نبیؐ پر اور اُس پر جو نازل کیا گیا نبیؐ کی طرف

مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ	تو نہ بناتے کافروں کو دوست
وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨١﴾	لیکن اُن میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

اِن آیات میں تعجب کیا گیا کہ یہودی اگرچہ اہلِ کتاب ہیں لیکن توحید اور شرک کی جنگ میں کھلم کھلا مشرکین کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اقرارِ نبوت اور انکارِ نبوت کی لڑائی میں اعلانیہ اُن کی ہمدردیاں منکرینِ نبوت کے ساتھ ہیں۔ پھر بھی وہ بلا کسی شرم وحیا کے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ، انبیاءؑ اور آسمانی کتابوں کے ماننے والے ہیں۔ اگر وہ واقعی اِن حقائق کے ماننے والے ہوتے تو اُنہیں مشرکین کے مقابلہ میں اُن کے ساتھ زیادہ ہمدردی ہوتی جو بعض اختلافات کے باوجود اُنہی کی طرح اللہ تعالیٰ اور سلسلۂ وحی و رسالت کو مانتے ہیں۔ مشرکین کے ساتھ یہود کی دوستی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُن پر ناراض ہوا اور اُن کے لیے ہمیشہ کا عذاب طے فرمادیا۔

آیات ۸۲

مسلمانوں کے دوست اور دشمن

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے نبیؐ! آپؐ ضرور پائیں گے لوگوں میں سے زیادہ سخت دُشمنی میں اُن کے لیے جو ایمان لائے
الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا	یہود کو اور اُنہیں جنہوں نے شرک کیا
وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اور آپؐ ضرور پائیں گے اُن میں زیادہ قریب محبت میں اُن کے لیے جو ایمان لائے
الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى	اُن کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں
ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا	یہ اِس لیے کہ اُن میں علماء اور راہب ہیں

وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾	اور اِس لیے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ مسلمانوں سے دشمنی میں پیش پیش یہودی اور مشرکین ہیں۔اِس کے برعکس مسلمانوں کے لیے محبت کے جذبات رکھنے میں آگے آگے عیسائی ہیں۔دورِ نبوی ﷺ میں نجاشی شاہِ حبشہ، مقوقس شاہِ مصر اور ہرقل شہنشاہِ روم جیسے عیسائی فرماں رواؤں کا کردار ظاہر کرتا ہے کہ یہود کے مقابلہ میں یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں سے بہت قریب تھے اور اختلافات کے باوجود دوسروں کی نسبت مسلمانوں سے دوستی رکھنے کو ترجیح دیتے تھے۔اِس کی وجہ یہ تھی کہ اُن میں ایسے خدا ترس علماء اور راہب موجود تھے جو دنیا سے بے رغبتی رکھنے والے اور اپنی انا کو قربان کرنے والے ہیں۔بلاشبہ قوم و ملت کی اصل روح حق پرست، خدا ترس علما و مشائخ ہیں۔جب تک کسی قوم میں ایسے علما و مشائخ موجود ہوں جو دنیوی خواہشات کے پیچھے نہ چلیں، خدا ترسی اور حق گوئی اُن کا وصف ہو تو وہ قوم خیر و برکت سے محروم نہیں ہوتی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آیات ۸۳تا۸۶

عیسائی وفد کا اعترافِ حق

وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ	اور جب وہ سنتے ہیں اُس کلام کو جو نازل کیا گیا رسولؐ کی طرف
تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ	تم دیکھو گے اُن کی آنکھوں کو کہ چھلک رہی ہوتی ہیں آنسوؤں سے
مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ	اِس لیے کہ پہچان لیا اُنہوں نے حق کو
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا	وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾	پس لکھ لے ہمیں (حق کی) گواہی دینے والوں میں۔
وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ	اور ہمیں کیا ہے کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر
وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ	جبکہ آ چکا ہے ہمارے پاس حق
وَ نَطْمَعُ	اور ہم توقع رکھتے ہیں
اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾	کہ داخل فرمائے گا ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں میں۔
فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا	تو عطا فرمائے اُنہیں اللہ نے اُس وجہ سے جو اُنہوں نے کہا

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	وہ باغات بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۵﴾	اور یہی نیکی کرنے والوں کا بدلہ ہے۔
وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	اور جنہوں نے کفر کیا
وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ	اور جھٹلایا ہماری آیات کو
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ﴿۸۶﴾ ع	وہی لوگ جہنم والے ہیں۔

حبشہ سے مکہ آنے والے ۷۰ عیسائیوں کے ایک وفد نے جب قرآنِ کریم کی تلاوت سنی تو بے اختیار اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ وہ پکار اٹھے کہ ہم اِس کلام پر ایمان لے آئے۔ واقعی یہ کلام بالکل برحق ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں بھی حق کی گواہی دینے والوں میں شامل فرمادے۔ ہم امید رکھتے ہیں کے ہمارا رب ہمارا شمار اپنے نیک بندوں میں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی نیک آرزو کو پورا فرمایا اور اُنہیں محسنین کے مقام پر فائز فرما کر ہمیشہ ہمیش کی جنت کا انعام عطا فرمایا۔ اِس کے برعکس جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا اور اُن کو جھٹلایا وہ جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

آیات ۸۷ تا ۸۸

حلال کو حرام کر لینا بھی جرم ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ	حرام نہ کرو پاکیزہ چیزیں جنہیں حلال فرمایا ہے اللہ نے تمہارے لیے

وَ لَا تَعْتَدُوْا	اور حد سے نہ بڑھو
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾	بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا حد سے بڑھنے والوں کو۔
وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ	اور کھاؤ اُس میں سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ نے
حَلٰلًا طَيِّبًا	جو حلال اور پاکیزہ ہو
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾	اور بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے تم جس پر ایمان رکھنے والے ہو۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جس طرح حرام کو حلال کرنا ناجائز ہے اِسی طرح حلال کو حرام کر لینا بھی جرم ہے۔ یہ دونوں صورتیں حد سے تجاوز کی ہیں اور اِن سے بچنا لازم ہے۔ سابقہ آیات میں عیسائیوں کے قبولِ اسلام کا ذکر تھا۔ عیسائیوں نے رہبانیت کی راہ اختیار کر کے خود پر بہت سی حلال اشیاء کو حرام کر لیا تھا۔ یہاں ایسی ہی گمراہی کی اصلاح کا بیان ہے۔ ہدایت دی گئی کہ جس شے کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اِس سے استفادہ کرو بشرطیکہ وہ طیب بھی ہو یعنی اُسے جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو، جانور ہو تو ذبح کیا گیا ہو اور ذبح کرتے ہوئے اُس پر اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیا گیا ہو۔

آیت ۸۹

قسم کا کفارہ

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ	نہیں پکڑے گا تمہیں اللہ غیر سنجیدہ بات پر تمہاری قسموں میں
وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ	اور لیکن وہ پکڑے گا تمہیں اُن پر جو تم نے پختہ ارادے سے اٹھائی ہیں قسمیں

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ	تو اِس کا کفارہ ہے کھانا کھلانا دس مسکینوں کو اُس اوسط درجہ کا جو تم کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو
اَوْ كِسْوَتُهُمْ	یا لباس پہنانا اُنہیں
اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ	یا آزاد کرنا ایک غلام کو
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ	پھر جو یہ نہ پائے تو روزہ رکھنا ہے تین دن
ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ	یہ کفارہ ہے تمھاری قسموں کا جب تم قسم اُٹھاؤ
وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ	اور حفاظت کرو اپنی قسموں کی
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ	اِسی طرح واضح کرتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیات
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾	تاکہ تم شکر کرو۔

بعض اوقات انسان حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی قسم اُٹھالیتا ہے۔ اگر اُس کی زبان سے بلاارادہ قسم کا لفظ نکل گیا ہے تو اِس کی پابندی کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ایسی قسم پر کوئی گرفت نہیں۔ اگر قسم جان بوجھ کر اٹھائی ہے تو اُسے توڑ کر کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ اِس آیت میں قسم توڑنے کا کفارہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو دو وقت کا اُسی معیار کا کھانا کھلانا جیسا کہ انسان اپنے گھر والوں کو کھلاتا ہے یا اُنہیں بقدرِ ستر پوشی لباس فراہم کرنا یا ایک غلام یا کنیز کو آزاد کرنا۔ البتہ جو مالی اعتبار سے اِن تینوں میں سے کوئی کام کرنے کے قابل نہ ہو، اُسے چاہیے کہ تین دن کے روزے مسلسل رکھے۔ اِس آیت میں مزید ہدایت دی گئی کہ قسم کی حفاظت کرو یعنی نافرمانی کے کام پر قسم نہ اٹھاؤ۔ اگر اٹھائی ہے تو توڑ کر کفارہ ادا کرو۔ اگر کسی جائز کام کے لیے قسم اٹھائی ہے تو اُسے نبھاؤ۔ اگر اُس کی خلاف ورزی ہو جائے تو پھر کفارہ ادا کرو۔

آیت ۹۰تا۹۲

شراب اور جوئے کی حرمت کا حتمی حکم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ	بے شک شراب اور جوا
وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ	اور بت اور فال کے تیر
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ	گندے ہیں شیطان کے کام میں سے
فَاجْتَنِبُوْهُ	پس بچتے رہو اِن سے
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾	تاکہ تم فلاح پاؤ۔
اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ	بے شک یہی چاہتا ہے شیطان
اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ	کہ ڈال دے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض شراب اور جوئے سے
وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ	اور روک دے تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾	تو کیا تم باز آنے والے ہو؟
وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ	اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی
وَ احْذَرُوْا	اور محتاط رہو

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ	پس اگر تم پھر گئے
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾	تو جان لو کہ ہمارے رسولؐ کے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہی ہے۔

اِن آیات میں شراب پینے، جوا کھیلنے اور شرک کرنے کو شیطان کے گندے ترین کام قرار دیا گیا اور اِن جرائم سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ آگاہ کیا گیا کہ شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان نفرت اور دشمنی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ شراب کے نشے میں بہک کر یا جوئے میں مسلسل ہار کر انسان دوسروں کے خلاف ایسی حرکات کرتا ہے جس سے باہمی نفرت اور دشمنی جنم لیتی ہے۔ مزید یہ کہ نشہ کی حالت انسان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور بالخصوص نماز پڑھنے سے غافل کر دیتی ہے۔ جوئے کے ذریعہ حرام کمائی کا حصول انسان کو ذکر کی لذت اور نماز کی چاشنی سے محروم کر دیتا ہے۔ بڑے سخت الفاظ میں تنبیہ کی گئی ہے کہ تم شراب اور جوئے سے باز آتے ہو یا نہیں؟ اِس سخت تنبیہ کے باوجود آج بعض مسلمان شراب پینے اور اِس کی خرید و فروخت میں ملوث ہیں۔ لاٹری، ریفل ٹکٹ، انعامی بونڈز وغیرہ کی صورت میں جوئے کے معاملات میں بھی شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن خبیث کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۹۳

اللہ تعالیٰ کی قربت تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ	نہیں ہے اُن پر جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل کیے اچھے کوئی گناہ
فِيْمَا طَعِمُوْٓا	اُس میں جو وہ کھا چکے ہیں
اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا	جبکہ وہ اللہ کی نافرمانی سے بچے اور ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا	پھر اور اللہ کی نافرمانی سے بچے اور یقین لائے
ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا	پھر مزید اللہ کی نافرمانی سے بچے اور احسان کے درجے پر فائز ہوئے
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۲	اور اللہ پسند فرماتا ہے اُنہیں جو احسان کے درجے پر فائز ہیں۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ جب شراب اور جوئے کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو بعض لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! بہت سے شراب پینے والے اور جوئے کا مال کھانے والے حرمت کا حکم آنے سے پہلے وفات پاگئے اب اُن کا کیا حال ہوگا؟ اِس آیت میں تسلی دی گئی کہ کسی شے کی حرمت کا حکم آنے سے پہلے اُس کے کھانے یا پینے پر کوئی گناہ نہیں۔ اِس کے بعد آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی قربت کے حصول کے حوالے سے رہنمائی دی گئی۔ حدیثِ جبرائیل میں اللہ تعالیٰ کی قربت کے تین درجے بیان کیے گئے ہیں یعنی اسلام (زبانی اقرار)، ایمان (قلبی یقین) اور احسان (یقین کی ایسی گہرائی گویا انسان اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہو یا یہ احساس کہ اللہ تعالیٰ انسان کو دیکھ رہا ہے)۔ اِس آیت میں رہنمائی دی گئی ہے کہ تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کا قلبی احساس وہ نعمت ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی قربت کے مراحل طے کرتا ہوا بلند ترین مرتبہ یعنی مرتبۂ احسان پر فائز ہو کر اللہ تعالیٰ کا محبوب بن سکتا ہے۔

آیات ۹۴ تا ۹۵

حالتِ احرام میں شکار کرنے کا مسئلہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!

لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ	ضرور آزمائے گا تمہیں اللہ کسی چیز کے ساتھ شکار میں سے
تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ	پہنچیں گے جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے
لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ	تاکہ ظاہر کر دے اللہ کہ کون ڈرتا ہے اُس سے بن دیکھے
فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ	اور جس نے زیادتی کی اِس کے بعد
فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾	تو اُس کے لیے دردناک عذاب ہے۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ	نہ مارو شکار جس وقت تم ہو احرام میں
وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا	اور جس نے مارا اُسے تم میں سے جان بوجھ کر
فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ	تو بدلہ ہے اُس جیسا جو اُس نے مارا مویشیوں میں سے
يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ	فیصلہ کریں گے اُس کا دو معتبر آدمی تم میں سے
هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ	یہ قربانی ہو گی جسے پہنچانا ہو گا کعبہ تک
اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ	یا اُس کا کفارہ ہو گا کھانا کھلانا مساکین کو
اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا	یا اُس کا بدلہ ہو گا روزے رکھنا
لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ	تاکہ وہ چکھے سزا اپنے کیے کی
عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ	معاف کر دیا اللہ نے وہ جو گزر چکا

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ	اور جس نے دوبارہ ایسا کیا تو انتقام لے گا اللہ اُس سے
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾	اور اللہ زبردست ہے، انتقام لینے والا۔

اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ حالتِ احرام میں خشکی کا شکار کرنا یا شکار میں معاونت کرنا حرام ہے۔ اگر کسی اور نے یہ شکار صرف اِسی کے لیے کیا تو بھی اُس کا کھانا جائز نہیں۔ اگر حالتِ احرام میں غلطی سے خشکی کا شکار کر لیا جائے تو کفارہ یہ ہے کہ دو تجربہ کار اور معتبر آدمیوں سے اُس جانور کی قیمت لگوائی جائے۔ پھر اُسی قیمت کا مویشیوں میں سے ایک جانور لے کر اُسے حدودِ حرم میں ذبح کیا جائے اور خود اُس میں سے نہ کھایا جائے۔ یا اُسی قیمت کا غلہ لے کر محتاجوں کو فی محتاج ایک فطرہ کی مقدار تقسیم کر دیا جائے۔ یا جس قدر محتاجوں کو وہ غلہ پہنچتا، اتنے ہی دنوں کے روزے رکھ لیے جائیں۔ اگر کسی نے اِن آیات کے نزول کے بعد جان بوجھ کر حالتِ احرام میں شکار کیا تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے انتقام کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آیت ۹۶

حالتِ احرام میں آبی شکار حلال ہے

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ	حلال کیا گیا تمہارے لیے آبی شکار اور اُس کا کھانا
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ	یہ فائدے کا ذریعہ ہے تمہارے لیے اور مسافروں کے لیے بھی
وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا	اور حرام کر دیا گیا ہے تم پر خشکی کا شکار جب تک تم ہو احرام میں
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾	بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔

اِس آیت کی رُو سے حالتِ احرام میں آبی شکار کرنا یا اُس کا کھانا جائز ہے۔ سمندر کے سفر میں بسا اوقات خوراک ختم ہو جاتی ہے اور اِس کی فراہمی کے لیے واحد ذریعہ آبی جانوروں کا شکار ہی رہ جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اُس نے آبی شکار حلال کر دیا۔ پھر احرام میں آبی شکار کرنا ہی نہیں بلکہ اگر کسی اور نے شکار اِس کے لیے کیا ہو تو بھی اُس کا کھانا جائز ہے۔ پھر وہ شکار خواہ سمندر سے پکڑا گیا ہو یا کسی تالاب سے دونوں صورتوں میں حلال ہے۔

آیت ۹۷

شعائر اللہ کا احترام

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ	بنا دیا ہے اللہ نے کعبہ کو جو لائقِ احترام گھر ہے
قِيٰمًا لِّلنَّاسِ	بقا کا ذریعہ لوگوں کے لیے
وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ	اور حرمت والے مہینے کو
وَالْهَدْيَ	اور حرم میں قربان ہونے والے جانور کو
وَالْقَلَآئِدَ	اور گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانوروں کو
ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا	یہ اِس لیے ہے تاکہ تم جان لو
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ	کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾	اور بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں بیت اللہ کو لوگوں کی بقا کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ اِس حقیقت کی طرف اشارہ محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو فنا کرتے وقت سب سے پہلے بیت اللہ کو اٹھالے گا۔ گویا جب تک بیت اللہ موجود ہے یہ دنیا باقی رہے گی۔ بقول اقبال ؎

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

ہم اُس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو وہ مرکزیت اور تقدس دیا ہے کہ یہ لوگوں کی معاشی و تمدنی زندگی کا سہارا بنا ہوا ہے۔ حج اور عمرے کے لیے ساری دنیا سے لوگ اِس کی طرف کھنچ کر آتے ہیں اور اِس اجتماع کی بدولت اُن میں باہمی انتشار کا خاتمہ اور وحدت کا ایک رشتہ پیدا ہوتا ہے۔ مختلف علاقوں کے لوگ باہم تمدنی روابط قائم کرتے ہیں اور تجارتی لین دین سے اُن کی معاشی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ حدودِ حرم کے احترام کے باعث انسانوں ہی کو نہیں بلکہ جانوروں تک کو وہاں رہ کر امن نصیب ہوتا ہے۔ حرمت والے مہینوں کی بدولت عربوں کو سال کا پورا ایک تہائی زمانہ امن کا میسر آ جاتا تھا۔ اِس زمانہ میں اُن کے قافلے عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بسہولت آتے جاتے تھے۔ اِس نقل و حرکت میں بڑی مدد ملتی تھی قربانی کے جانوروں سے یا اُن جانوروں سے جن کی گردنوں میں نذر کی علامت کے طور پر پٹے پڑے ہوئے ہوتے تھے۔ اِن جانوروں کو دیکھ کر عربوں کی گردنیں احترام سے جھک جاتیں اور کسی غارت گر قبیلے کو اُن پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ ہوتی۔ یہ باتیں اِس پر گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی مصلحتوں اور ضروریات کا کیسا مکمل اور گہرا علم ہے اور وہ اپنے احکامات کے ذریعہ سے انسانی زندگی کے کتنے شعبوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

آیت ۹۸

اللہ تعالیٰ کی دو شانیں

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ	جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے
وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾	اور بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ شدید عذاب دینے والا بھی ہے اور بہت بخشنے والا اور رحم فرمانے والا بھی۔اب ہم اپنے طرزِ عمل سے خود کو اللہ تعالیٰ کی کسی ایک شان کا مستحق بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی فرمانبرداری اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اُس کی شانِ غفاری اور رحیمی کی نعمت حاصل کر سکیں۔ آمین! اُس کے احکامات پر عمل ہی میں ہمارے لیے خیر ہے۔اِن کی خلاف ورزی سے سخت عذاب ملنے کا اندیشہ ہے۔ہاں اگر بھول اور غفلت سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً عذاب نہیں دیتا، بلکہ اپنے گناہ پر نادم ہونے والوں اور توبہ کرنے والوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

آیت ۹۹

رسول ﷺ کے ذمہ پہنچانا ہے منوانا نہیں

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ	نہیں ہے رسولؐ کے ذمہ مگر پہنچا دینا
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾	اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو تم چھپا رہے ہو۔

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ اللہ تعالیٰ کا پیغام صاف صاف پہنچا دینا ہے لوگوں سے منوانا نہیں۔ اگر داعی کے پیشِ نظر لوگوں سے منوانا بھی ہو تو پھر وہ اُن کی خواہشات کا پاس کرتے ہوئے حق کو چھپاتا ہے، حق کے ساتھ باطل کی آمیزش کرتا ہے یا دعوت کے اصولوں پر قائم نہیں رہتا۔ داعی کو چاہیے کہ وہ کمی بیشی کیے بغیر حق واضح کر دے۔اب لوگوں کا حساب لینا اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون حق سامنے آنے کے بعد اُسے قبول کر رہا ہے اور کون حق پر دل ٹھک جانے کے باوجود اُسے جھٹلا رہا ہے۔

آیت ۱۰۰

حق کا معیار کثرت نہیں

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ	اے نبیؐ! فرمائیے برابر نہیں ہوتا ناپاک اور پاک

وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ	اور اگرچہ بھلی لگے آپؐ کو ناپاک کی کثرت
فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے اے عقلمندو!
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ع	تاکہ تم فلاح پاؤ۔

یہ آیت قدر و قیمت کا ایک ایسا معیار پیش کر رہی ہے جو ظاہر میں انسان کے معیار سے بالکل مختلف ہے۔ ظاہری طور پر دس روپے زیادہ قیمتی ہیں ایک روپے سے، لیکن یہ آیت کہتی ہے کہ اگر دس روپے ناجائز طور پر حاصل کیے گئے ہیں تو وہ ناپاک ہیں، اور ایک روپیہ اگر جائز طور پر کمایا گیا ہے تو وہ پاک ہے۔ ناپاک خواہ مقدار میں کتنا ہی زیادہ ہو، بہر حال وہ پاک کے برابر نہیں ہو سکتا۔ غلاظت کے ایک ڈھیر سے عطر کا ایک قطرہ زیادہ قدر رکھتا ہے۔ دانش مندی کا تقاضا ہے کہ ہمیشہ حلال ہی پر قناعت کی جائے خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی حقیر و قلیل ہو۔ حرام کی طرف کبھی ہاتھ نہ بڑھایا جائے خواہ وہ بظاہر کتنا ہی شاندار و کثیر ہو۔ پھر خبیث اور طیب سے مراد صرف حرام اور حلال مال ہی نہیں بلکہ اچھے اور برے انسان اور برائیاں اور نیکیاں بھی ہیں۔ ہر دور میں نیکی کی راہ اختیار کرنے والے کم اور برائی کے راستے پر چلنے والے زیادہ ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نیک اور بد انسان ہر گز برابر نہیں۔ اِسی طرح کبھی بھی برائی کی کثرت اُسے نیکی کے برابر نہیں کر سکتی۔ حق کا معیار کثرت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت اور شریعت ہے۔

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۲

غیر ضروری سوالات کی مُمانعت

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ	نہ پوچھو اُن چیزوں کے بارے میں
اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ	اگر وہ واضح کر دی جائیں تمہارے لیے تو بری لگیں تمہیں

وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا	اور اگر تم پوچھو گے اُن کے بارے میں
حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ	جب نازل کیا جارہا ہے قرآن
تُبْدَ لَكُمْ	تو ظاہر کر دی جائیں گی تمہارے لیے
عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا	معاف کر دیا اللہ نے اِس پر
وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۰۱﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑے تحمل والا ہے۔
قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ	پوچھ چکی ہے ایسی باتیں ایک قوم تم سے پہلے
ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾	پھر وہ ہوگئے اِن کی وجہ سے کفر کرنے والے۔

نبی اکرم ﷺ سے بعض اوقات غیر ضروری سوالات پوچھے جاتے تھے۔ مثلاً ترمذی شریف میں ہے کہ جب قرآنِ حکیم میں فرضیتِ حج کی آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ آپ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا۔ دوبارہ پوچھنے پر بھی آپ ﷺ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری زبان سے ہاں نکل جائے تو حج ہر سال فرض قرار پائے۔ پھر تم ہی لوگ اِس کی پیروی نہ کر سکو گے اور نافرمانی کرنے لگو گے۔ اِس آیت میں ایسے ہی لایعنی اور غیر ضروری سوالات سے منع کیا گیا ہے۔ یہود کی مثال دی گئی کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم آنے پر غیر ضروری سوالات کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جوابات آنے پر مزید پابندیوں کا سامنا کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اب اِن پابندیوں کا پاس نہ کر کے وہ احکاماتِ الٰہی کے عملی کفر کے مرتکب ہوتے تھے۔ ختم نبوت کے بعد ایسے سوالات کا اگرچہ یہ اثر نہ ہوگا کہ نئے احکام آجائیں اور جو چیزیں فرض نہیں ہیں وہ فرض ہو جائیں لیکن غیر ضروری سوالات اب بھی ممنوع ہی رہیں گے کیونکہ اِن سے اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع ہوتا ہے۔

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۴

جانوروں کے لیے خود ساختہ تقدس

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَحِيۡرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيۡلَةٍ وَّلَا حَامٍ	نہیں مقرر کیا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام
وَّلٰكِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا	اور لیکن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ	وہ گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ
وَاَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾	اور اُن کے اکثر سمجھتے نہیں ہیں۔
وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ	اور جب بھی کہا جاتا ہے اُن سے کہ آؤ اُس کلام کی طرف جو نازل کیا ہے اللہ نے
وَاِلَى الرَّسُوۡلِ	اور آؤ رسولؐ کی طرف
قَالُوۡا حَسۡبُنَا مَا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا	کہتے ہیں کافی ہے ہمیں وہ کچھ، ہم نے پایا جس پر اپنے باپ دادا کو
اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـًٔا	بھلا اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ جانتے ہوں کچھ
وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾	اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ مشرکین بعض جانوروں کو خود ساختہ تقدس دے کر اُن کے لیے کچھ نام گھڑ لیتے تھے۔ جب اُن سے کہا جاتا کہ خود ساختہ تصورات کے بجائے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی پیروی کرو تو جواب دیتے کہ ہم اپنے آباء واجداد

کے طریقوں کی پیروی کریں گے۔ ہر دور میں شرک اور بدعت کے لیے یہی جواز پیش کیا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں بھی بعض جانوروں کی نسبت بزرگوں کی طرف کر کے اُن کا احترام کیا جاتا ہے۔ اُن کو چوما جاتا ہے، اُن پر سواری کرنا اور اُن سے کوئی خدمت لینا حرام سمجھا جاتا ہے۔

آیت ۱۰۵

کسی کی گمراہی ہماری بے عملی کا جواز نہیں بن سکتی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ	تم پر ذمہ داری ہے اپنی جانوں کی
لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ	نہیں نقصان پہنچا سکے گا تمہیں جو گمراہ ہوا
اِذَا اهْتَدَيْتُمْ	جبکہ تم خود ہدایت پر ہو
اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا	اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے تم سب کا
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾	پھر وہ بتا دے گا تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ انسان کو سب سے پہلے کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے عقائد اور کردار کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ دوسرا کیا کر رہا ہے۔ اگر انسان کی اپنی دینی بنیادیں مضبوط ہوں گی تو دوسروں کی گمراہی اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اِس آیت سے یہ رہنمائی بھی ملتی ہے کہ انسان کسی اور کی گمراہی کو اپنی بے عملی کا جواز نہیں بنا سکتا۔ روزِ قیامت ہر انسان کو ذاتی طور پر عدالتِ خداوندی میں پیش ہونا ہوگا اور اپنے اپنے عمل کا حساب دینا ہوگا۔ کوئی بے عمل شخص یہ نہ کہہ سکے گا کہ اگر دوسرے لوگ باعمل ہو جاتے تو میں بھی نیک بن جاتا۔ البتہ اِس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم بے عملی کے حوالے سے

دوسروں کی اصلاح نہ کریں۔ دوسروں کی اصلاح کی کوشش ہماری دینی ذمہ داری ہے اور اِس ذمہ داری کو ادا نہ کرنا بھی گناہ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اِس آیت کے حوالے سے ایک غلط فہمی کی تردید کرتے ہوئے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"لوگو! تم اِس آیت کو پڑھتے ہو اور اِس کی غلط تاویل کرتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگوں کا حال یہ ہو جائے کہ وہ برائی کو دیکھیں اور اُسے بدلنے کی کوشش نہ کریں، ظالم کو ظلم کرتے ہوئے پائیں اور اُس کا ہاتھ نہ پکڑیں، تو بعید نہیں کہ اللہ اپنے عذاب میں سب کو لپیٹ لے۔ اللہ کی قسم تم کو لازم ہے کہ بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو، ورنہ اللہ تم پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دے گا جو تم میں سب سے بدتر ہوں گے اور وہ تم کو سخت تکلیفیں پہنچائیں گے، پھر تمہارے نیک لوگ اللہ سے دعائیں مانگیں گے مگر وہ قبول نہ ہوں گی۔" (ابوداؤد)

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۸

وصیت پر گواہی کیسے دی جائے؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ	گواہی کا معاملہ تمہارے درمیان اِس طرح ہو گا
اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ	جب آئے تم میں سے کسی پر موت کی حالت
حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ	وصیت کرتے وقت دو معتبر شخص ہوں تم میں سے
اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ	یا دوسرے دو ہوں تمہارے غیروں میں سے
اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ	اگر تم سفر کر رہے ہو زمین میں
فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ	پھر آپہنچے تمہیں موت کی مصیبت

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ	رو کو اِن دونوں کو نماز کے بعد
فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ	تو وہ قسم اُٹھائیں اللہ کی اگر تمہیں شک ہو
لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا	ہم نہیں لیں گے اِس گواہی کے حوالے سے کوئی قیمت
وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى	اور اگرچہ کوئی ہو قرابت دار
وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ	اور ہم نہیں چھپائیں گے اللہ کی گواہی کو
اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾	ورنہ ہم اُس صورت میں بلاشبہ ہوں گے گناہ گاروں میں سے۔
فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا	پھر اگر خبر ہو جائے کہ وہ دونوں مرتکب ہوئے ہیں گناہ کے
فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا	تو دو اور کھڑے ہو جائیں اُن کی جگہ
مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ	اُن میں سے حق مارا گیا ہے جن کا، جو قریب تر ہوں میت کے
فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ	پھر وہ قسم اُٹھائیں اللہ کی
لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا	یقیناً ہماری گواہی زیادہ ٹھیک ہے اُن دو کی گواہی سے
وَمَا اعْتَدَيْنَآ	اور ہم نے زیادتی نہیں کی
اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾	بے شک ہم اُس صورت میں بلاشبہ ہوں گے ظالموں میں سے۔

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ	یہ اِس کے زیادہ قریب ہے کہ لوگ گواہی دیں اُس کی صحیح صورت پر
اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ	یا پھر وہ ڈریں کہ لوٹائی جاسکتی ہیں قسمیں اُن کی قسموں کے بعد
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا	اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے اور سنتے رہو
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو۔

اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ موت سے قبل ایک شخص کو چاہیے کہ وصیت پر دو مسلمان مردوں کو گواہ بنائے۔ استثنائی صورت میں دو غیر مسلموں کو بھی گواہ بنایا جاسکتا ہے۔ دونوں گواہ کسی بھی نماز کے بعد وصیت سے لوگوں کو آگاہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنی صداقت کا ثبوت پیش کریں۔ اگر بعد ازاں معلوم ہو کہ گواہوں نے وصیت میں تحریف کر کے کسی کا حق مارا ہے تو متأثرہ فریق کے دو افراد اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اصل وصیت لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ یہ وصیت پر گواہی کا مبنی بر عدل طریقہ ہے۔

آیت ۱۰۹

رسولوں ؑ کی اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ	جس دن جمع فرمائے گا اللہ تمام رسولوں ؑ کو
فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ	پھر پوچھے گا کیا جواب ملا تمہیں
قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا	رسول ؑ عرض کریں گے کہ کوئی علم نہیں ہمیں
اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾	بے شک آپ ہی تمام رازوں کے خوب جاننے والے

	ہیں۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ رسولوںؑ سے دریافت فرمائے گا کہ تمہاری دعوت کے جواب میں تمہاری قوموں کا کیا ردِّ عمل تھا۔ تمام رسولؑ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی سے عرض کریں گے کہ اے اللہ! آپ کے علم کے مقابلے میں ہمارا علم نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ تو لوگوں کے ظاہری طرزِ عمل سے ہی نہیں بلکہ اُن کی باطنی کیفیات سے بھی واقف ہیں، اِس لیے کہ آپ تمام پوشیدہ باتوں کو بھی جانتے ہیں۔ رسولوںؑ کی عاجزی ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو جتنا نوازتا ہے اُس میں اتنی زیادہ انکساری اور درماندگی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ بقول شاعر ؎

رتبہ جسے دنیا میں خدا دیتا ہے
وہ دل میں فروتنی کا جا دیتا ہے
کرتے ہیں تہی مغز ثنا آپ اپنی
جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے

آیت ۱۱۰

حضرت عیسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا بیان

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	جب فرمائے گا اللہ اے عیسیٰؑ ابن مریم!
اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ	یاد کرو میری نعمت کو جو ہوئی تم پر اور تمہاری والدہ پر
اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ	جب میں نے مدد کی تمہاری روح القدس سے
تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا	اور تم گفتگو کرتے تھے لوگوں سے ماں کی گود میں اور ادھیڑ عمر میں

وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ	اور جب میں نے سکھائی تھی تمہیں کتاب اور حکمت یعنی تورات اور انجیل
وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ	اور جب تم بناتے تھے گارے سے ایک پرندے کی سی صورت میرے حکم سے
فَتَنْفُخُ فِيْهَا	اور پھر تم پھونک مارتے تھے اُس میں
فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ	تو وہ ہو جاتا تھا اڑتا ہوا پرندہ میرے حکم سے
وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ	اور جب تم ٹھیک کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کے مریض کو میرے حکم سے
وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ	اور جب تم زندہ کر دیتے تھے مردہ کو میرے حکم سے
وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ	اور جب میں نے روک دیا تھا بنی اسرائیل کو تم سے
اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ	جب تم آئے تھے اُن کے پاس واضح نشانیاں لے کر
فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ	تو کہا اُنہوں نے جنہوں نے کفر کیا تھا اُن میں سے
اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾	یہ سب نہیں ہے مگر کھلا جادو۔

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ پر اپنی خصوصی عنایت کا ذکر فرمائے گا جس سے ثابت ہو گا کہ حضرت عیسیٰؑ معبود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے تھے۔ یہ عنایات حسبِ ذیل ہیں:

i- حضرت عیسیٰؑ کو ماں کی گود میں بڑے عمر کے انسانوں کی طرح گفتگو کی صلاحیت دی گئی۔ پھر رفع آسمانی کے بعد اُن کو دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا اور وہ جوانی سے ادھیڑ عمر کو پہنچیں گے۔ اب اِس ادھیڑ عمر میں بھی لوگوں سے کلام کرنا گویا معجزہ اور عطیۂ خداوندی شمار ہوگا۔

ii- اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تورات کے ذریعے احکامات اور انجیل کے ذریعے حکمت سکھائی۔

iii- وہ گارے سے پرندہ کا سا پتلا بناتے تھے اور اُس میں پھونک مارتے تھے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑنا شروع کر دیتا تھا۔

iv- وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور برص کے مریض کو تندرست کر دیتے تھے۔

v- وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مُردہ کو زندہ کر دیتے تھے۔

vi- جب بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کے تمام معجزات کو جادو قرار دیا اور اُنہیں مصلوب کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ اُنہیں آسمان پر اٹھالیا۔

آیت ۱۱۱

حضرت عیسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ کا ایک خاص احسان

وَ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ	اور جب میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے
اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ	کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول (عیسیٰؑ) پر
قَالُوْٓا اٰمَنَّا	تو اُنہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے
وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾	اور اے اللہ! آپ گواہ رہیے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

یہ آیت حضرت عیسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ کے ایک خاص احسان کا ذکر کر رہی ہے۔ جب بنی اسرائیل کے سب لوگ حضرت عیسیٰؑ کے دشمن بن گئے اور کوئی ایمان نہ لایا تو اللہ تعالیٰ نے حواریوں کو الہام کے ذریعہ حکم دیا کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول حضرت عیسیٰؑ

پر۔ حواری ایمان لے آئے اور ہر طرح سے حضرت عیسیٰؑ کی مدد اور تعاون پر کمر بستہ ہو گئے۔ گویا حواریوں کا حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانا بھی اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل اور توفیق کا نتیجہ تھا۔ ضمناً یہاں یہ بھی بتا دیا گیا کہ حواریوں کا اصل دین اسلام تھا نہ کہ عیسائیت۔

آیات ۱۱۲تا۱۱۳

فرمائشی معجزہ کا مطالبہ

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ	اور یاد کرو جب کہا تھا حواریوں نے
يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ	اے عیسیٰؑ ابن مریم! کیا ایسا کر سکتا ہے آپؑ کا رب
اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ	کہ اُتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے؟
قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾	فرمایا عیسیٰؑ نے ڈرو اللہ سے اگر تم مومن ہو۔
قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا	کہا حواریوں نے ہم چاہتے ہیں کہ کھائیں اُس میں سے
وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا	اور مطمئن ہو جائیں ہمارے دل
وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا	اور ہم جان لیں کہ آپؑ نے سچ کہا تھا ہم سے
وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾	اور ہم ہو جائیں اِس پر گواہی دینے والوں سے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے مطالبہ کیا کہ کیا آپؑ کے رب کے لیے ممکن ہے کہ وہ آسمان سے ایسا دستر خوان نازل فرمائے جس پر کھانے چُنے ہوئے ہوں؟ حواریوں کے اِس مطالبہ سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حواری حضرت عیسیٰؑ کو الٰہ یا اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اُس کا رسول سمجھتے تھے ورنہ اُن کے مطالبہ کا انداز یہ ہوتا کہ "کیا

آپ کے لیے ممکن ہے کہ ہمارے لیے آسمان سے دستر خوان اتاریں؟"۔ حضرت عیسیٰؑ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالی کی قدرت کا امتحان نہ لو۔ اُس سے ڈرتے رہو اور اُس کے فرمانبردار بن کر رہو۔ فرمانبردار کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ اپنے آقا کا امتحان لینا شروع کر دے۔ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم یہ مطالبہ صرف اطمینانِ قلب اور آپ کی تعلیمات پر یقین کے حصول کے لیے کر رہے ہیں۔

آیات ۱۱۴تا۱۱۵

معجزہ کے لیے دعا اور اللہ تعالیٰ کا جواب

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ	عرض کی عیسیٰؑ ابن مریم نے
اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ	اے اللہ! اے ہمارے رب!
اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ	نازل فرما ہم پر خوان آسمان سے
تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا	تاکہ ہو جائے وہ عید کا موقع ہمارے اولین اور آخرین کے لیے
وَاٰيَةً مِّنْكَ	اور بن جائے ایک نشانی تیری طرف سے
وَارْزُقْنَا	اور رزق عطا فرما ہمیں
وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾	اور تو ہی بہترین رازق ہے۔
قَالَ اللّٰهُ	فرمایا اللہ نے
اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ	بلاشبہ میں نازل کرنے والا ہوں اُسے تم پر

فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ	پھر جس نے کفر کیا اِس کے بعد تم میں سے
فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا	تو بے شک میں عذاب دوں گا اُسے ایسا عذاب
لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع	میں عذاب نہیں دوں گا ویسا کسی کو بھی تمام جہانوں میں سے۔

حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمیں معجزے کے طور پر غیب سے رزق عطا فرما اور اِس عطا کو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے ایک یادگار خوشی کا دن بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ میں یہ دعا پوری کر دوں گا لیکن اگر فرمائشی معجزہ سامنے آنے کے بعد کسی حواری نے کفر کیا تو اُسے ایسا عذاب دوں گا جیسا تمام جہانوں میں سے کسی اور کو نہ دوں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب کوئی قوم اپنے نبی سے کسی خاص قسم کے معجزہ کا مطالبہ کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس قوم کو اُس کا مطلوبہ معجزہ دکھا دے۔ اب اگر یہ قوم ایمان نہ لائے تو پھر اُس پر اِسی دنیا میں انتہائی سخت عذاب نازل ہوتا ہے۔ امام ترمذیؒ نے اِس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ:

"عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جو دستر خوان آسمان سے اتارا گیا تھا اُس میں روٹی اور گوشت تھا اور اُنہیں حکم یہ دیا گیا تھا کہ اِس میں نہ خیانت کریں گے اور نہ کل کے لیے ذخیرہ کریں گے۔ پھر اُنہوں نے (غیر مستحقین کو اُس میں سے کھلا کر) خیانت کی اور کل کے لیے بھی اٹھا رکھا۔ لہٰذا اُنہیں بندر اور سور بنا دیا گیا۔"

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۸

عیسائیوں کے شرک سے حضرت عیسیٰؑ کا اعلانِ براءت

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	اور جب فرمائے گا اللہ اے عیسیٰؑ ابن مریم!
ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ	کیا تم نے کہا تھا لوگوں سے

اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	بنالو مجھے اور میری والدہ کو دو معبود اللہ کے سوا
قَالَ سُبْحٰنَكَ	عرض کریں گے عیسیٰؑ اے اللہ! پاک ہے تو
مَا یَكُوْنُ لِیْۤ	نہیں تھا میرے لیے جائز
اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ	کہ میں کہوں وہ بات نہیں تھا مجھے جس کا کوئی حق
اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ	اگر میں نے کہی ہوتی ایسی بات تو تو ضرور جانتا اُسے
تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ	تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے
وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ	اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے
اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾	بے شک تو ہی تمام رازوں کا خوب جاننے والا ہے۔
مَا قُلْتُ لَهُمْ	میں نے نہیں کہا تھا اُنہیں
اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ	مگر وہی تو نے حکم دیا تھا مجھے جس کا
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ	کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے
وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ	اور میں تھا اُن پر گواہ جب تک میں تھا اُن میں
فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ	پھر جب تو نے اُٹھا لیا مجھے
كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ	تو ہی تھا نگران اُن پر
وَ اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾	اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ	اگر تو عذاب دے اُنہیں
فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ	تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں
وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ	اور اگر تو بخش دے اُنہیں
فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾	تو بے شک تو ہی زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ سے پوچھے گا کہ کیا آپ نے لوگوں کو تلقین کی تھی کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے ساتھ معبود بنالو؟ حضرت عیسیٰؑ عرض کریں گے کہ اے اللہ! میرے لیے یہ ہر گز جائز نہ تھا کہ میں لوگوں کو شرک کی تلقین کرتا۔ اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو تیرے علم میں ہوتا۔ میں جب تک اُن کے درمیان رہا اُنہیں صرف تیری ہی بندگی کی دعوت دیتا رہا۔ میرے بعد اُن لوگوں نے جو کچھ کیا اے اللہ! تُو اُس پر گواہ ہے۔ اب اگر تُو اُنہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور تُو جو چاہے اُن کے ساتھ کر سکتا ہے۔ اگر تُو اُن کو بخش دے تو پھر بھی تُو زبردست ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔

آیات ۱۱۹ تا ۱۲۰

سچائی کا صلہ روزِ قیامت ہی ملے گا

قَالَ اللّٰهُ	فرمائے گا اللہ
هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ	یہ ہے وہ دن جس میں فائدہ پہنچائے گا سچوں کو اُن کا سچ
لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اُن کے لیے ایسے باغات ہیں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ	راضی ہو گیا اللہ اُن سے اور وہ راضی ہو گئے اللہ سے
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾	وہی ہے شاندار کامیابی۔
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِيْهِنَّ	اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اُس کی جو اِن میں ہے
وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾ ع	اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں اُس بیان کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت حضرت عیسیٰؑ کی گذارشات کے جواب میں ارشاد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اعلان فرمائے گا کہ آج کے دن یعنی روزِ قیامت سچوں کو اُن کے سچ کا فائدہ حاصل ہو گا۔ دنیا میں جھوٹ بول کر انسان وقتی فائدہ حاصل کر لیتا ہے یا کسی نقصان سے بچ جاتا ہے لیکن آخرت میں سچ بولنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔ اُس روز کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہو گا۔ وہ سچ بولنے والوں سے راضی ہو گا اور اُنہیں ایسے انعامات سے نوازے گا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی عنایات پر خوش ہو جائیں گے۔